

Vol. I
No. 10.



Thursday
12th March, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGE
Starred Questions and Answers.. ..	559-571
Unstarred Questions and Answers	571-578
Papers Laid on the Table of the House	578-574
General Budget—Demands for Grants	574-678

Price: Eight Annas.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Thursday, 12th March, 1953.

The House met at Half past Eight of the Clock.

[Mr. Speaker in the Chair]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : We shall take up questions. Shri G. Hanumanth Rao.

ENHANCEMENT OF DEARNESS ALLOWANCE

*67 (119) *Shri G. Hanumanth Rao* (Mulug) : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

Whether the Government are aware of the fact that the Singareni Collieries Company has turned down the representation of the Collieries 'Workers' Union for enhanced dearness allowance?

Dr. G. S. Melkote (Minister for Finance and Statistics) : I am not in a position to answer this question for two reasons :

(1) It relates to a Joint Stock Company and does not relate to Government.

(2) The affairs of Coal Mine Labour are administered by the Central Government.

DEMONETISATION OF O.S. CURRENCY

*68 (183) *Shri K. V. Rama Rao* (Chinna Kondur) : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

(a) Whether the demonetisation of O.S. Currency will result in loss to the Government ?

(b) If so, what measures Government intend taking in the matter ?

Dr. G. S. Melkote : (a) No.

(b) The question does not arise.

FIVE YEAR PLAN

*69 (204) *Shri L. K. Shroff* (Raichur): Will the hon. Minister for Finance be pleased to state:

(a) The estimated expenditure on the capital account for the first Five-year Plan of the State?

(b) What part of it is expected to be met from (i) General Revenue and (ii) borrowings respectively?

(c) Whether Government intend to raise local capital to help in the execution of the Plan?

(d) If so, what steps are being taken in that direction?

Dr. G. S. Melkote: (a) Out of the total estimated expenditure of I.G. Rs. 40.53 crores on Five Year Plan for Hyderabad, I.G. Rs. 29.92 crores relate to expenditure on Capital account.

(b) Out of the total estimated capital outlay of I.G. Rs. 29.92 crores, the expenditure of I.G. Rs. 16 crores was expected to be met from borrowings and I.G. Rs. 13.92 was proposed to be met from General Revenues, etc.

(c) Yes.

(d) Government will announce the necessary steps at the appropriate time.

OUTSIDE CAPITAL

*70 (205) *Shri L. K. Shroff*: Will the hon. Minister for Finance be pleased to state:

(a) The amount of capital from outside the State invested in different undertakings of the State?

(b) Whether local capital was not available for the purpose?

Dr. G. S. Melkote: (a) There is no outside capital invested in any undertaking of the Government.

(b) The question does not arise.

SERVICES OF P.W.D. GANG WORKERS

†*71 (76) *Shri V. D. Deshpande* (Ippaguda): Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that the services of the P.W.D. Gang Workers are not permanent and that they are not entitled to pension?

†This question was originally tabled by Shri Ch. Venkataram Rao but the same was put by V. D. Deshpande on authorisation.

(b) Whether any representation was made in the matter?

(c) If so, what action has been taken thereon?

منسٹر فار پبلک ورکس اینڈ مڈیکل (شری مہدی نواز جنگ) - یہ صحیح ہے کہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی گیانگ ورکرس برمینٹھ (Permanent) نہیں ہیں اور پنشن کے مستحق بھی نہیں ہیں۔ ان کی جانب سے کئی مرتبہ درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ اس کے متعلق ہمدردی کے ساتھ غور کیا جا رہا ہے۔

شری گنپت راؤ واگھمارے (دیگلور۔ محفوظ) - ہمدردی کے ساتھ کب تک غور کیا جائیگا؟

شری مہدی نواز جنگ - مالی مشکلات ایسی ہیں جنکی بناء پر فوری وظیفہ جاری کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ انکے ساتھ بوری ہمدردی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ لوگ اتنے عرصہ تک کام کرتے ہیں اور وظیفہ نہونے کا خیال انہیں ملازمت کے زمانہ میں بھی تھلکہ میں رکھتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں فینانس برتحریک کیگئی ہے اور اس مسئلہ پر کافی توجہ دی جا رہی ہے۔

شری گنپت راؤ واگھمارے - میں تعین کے ساتھ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کب تک ہمدردانہ غور کیا جاتا رہیگا؟

Mr. Speaker : How can the time be determined now?

شری گنپت راؤ واگھمارے - گورنمنٹ کے سامنے آخر کوئی منشاء ہوگا؟

منسٹر اسپیکر - ہے جو منشاء ہے اسکے متعلق انہوں نے جواب دیدیا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - جب ان لوگوں سے اتنے عرصہ تک کام لیا جاتا ہے تو انہیں ٹمپیری (Temporary) کیوں رکھا جاتا ہے۔ کیا انہیں پرمیننٹ کرنے کیلئے کوئی پراویژن (Provision) نہیں ہے؟

شری مہدی نواز جنگ - طریقہ یہ ہے کہ گیانگ میں کام کرنے کیلئے ان ہی لوگوں کو منتخب کیا جاتا ہے جو اطراف و اکناف کے دیہاتوں کے ہوتے ہیں انہیں ہنگامی طور پر رکھ لیا جاتا ہے۔ لیکن ان سے برسوں تک کام لیا جاتا ہے۔ اسلئے وظیفہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ میری یہ کوشش ہے کہ انکے لئے پراویڈنٹ فنڈ کا انتظام کیا جائے۔

شری گنپت راؤ واگھمارے - کیا کسی ایک گیانگ کے آدمی کو دوسرے گیانگ میں لیا جاتا ہے؟

شری مہدی نواز جنگ - ایسا ہو سکتا ہے۔

شری کے۔ ایل۔ نرسمہا راؤ (ہلندو۔ عام)۔ کیا یہ صحیح ہے کہ گیانگ ورکرس کو بھی تخفیف کیا جا رہا ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ۔ گیانگ ورکرس کی تخفیف کا کوئی سوال نہیں۔ کام کے لحاظ سے لوگ لئے جاتے ہیں اور انکی سروسیس (Services) ہنگامی ہوتی ہیں ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔۔ پراویڈنٹ فنڈ کا جو انتظام کیا جا رہا ہے وہ کس بیس (Basis) پر ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ۔ پراویڈنٹ فنڈ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ملازم کی تنخواہ سے کچھ رقم جمع کیجاتی ہے اور اسی قدر رقم گورنمنٹ مزید ادا کرتی ہے ۔ اس طرح ملازم کی ملازمت ختم ہونے پر یا اسکے علحدہ ہونے پر تحت قواعد پراویڈنٹ فنڈ کی یہ مجموعی رقم ملازم کو واپس کیجاتی ہے ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا فی الحال انکے لئے گرائیجیوٹی دینے کا سوال گورنمنٹ کے پیش نظر ہے جیسے انڈسٹریز کی حد تک ہوا کرتا ہے ۔

شری مہدی نواز جنگ۔ نہیں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ انہیں رخصت وغیرہ دیجاتی ہے ۔

KARIMNAGAR P.W.D., C. & B. BRANCH

†*72 (77) Shri V. D. Deshpande : Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Karimnagar P.W.D., C. & B. branch lorry is out of order and not working since last two years ?

(b) Whether it is also a fact that the above lorry Driver's services are being utilised by the C & B. Engineer for his private purposes, although he is being paid from the Government Treasury ?

(c) Whether the said Engineer is extracting work from more than half a dozen Government servants for his household purposes ?

شری مہدی نواز جنگ۔ اے۔ یہ واقعہ ہے کہ دیڑھ برس سے یہ لاری ناکارہ ہو گئی ہے۔
بی۔ ایسا نہیں ہے ۔

سی۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے ۔ یہ شکایتیں پہلے بھی ہو چکی ہیں اور دو مرتبہ تحقیقات کروائی گئیں جن میں یہ معلوم ہوا کہ اس میں کوئی اسیابت نہیں ہے ۔

†This question was originally tabled by Shri Ch. Venkataram Rao, but the same was put by V. D. Deshpande on authorisation.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ اگر لاری دیڑھ سال سے ناکارہ ہے تو اسکا ڈرائیور آخر کیا کام کرتا ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - صرف ایک لاری نہیں ہوتی دوسری موٹروں اور جیپس بھی ہوتی ہیں جن کے لئے یہ ڈرائیور کام کر سکتا ہے ۔ اگر لاری خراب ہو جائے تو اسکے یہ معنی نہیں کہ اس پر کام کرنے والے ڈرائیور کو علیحدہ کر دیا جائے ۔

CONTRACTS OF KARIMNAGAR, C. & B.

†*73 (78) *Shri V. D. Deshpande*: Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that a contractor from Hyderabad is given all the major contracts of Karimnagar, C. & B.?

(b) If so, why?

شری مہدی نواز جنگ - چونکہ سوال میں کنٹراکٹر کا نام نہیں بتلایا گیا ہے اس لئے جواب دینے میں شامل ہے اور نہ اس کی نسبت تحقیقات ہوسکتی ہیں ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کنٹرینگر کے میجر کنٹراکٹس (Major Contracts) کس کو دئے گئے ہیں ؟

شری مہدی نواز جنگ - اسکی نسبت دریافت کرنا بڑیگا ..

Mr. Speaker : Let us proceed to the next question.
Shri G. Sreeramulu.

IRRIGATION ADVISING COMMITTEE

*74(138). *Shri G. Sreeramulu (Manthani)*: Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Irrigation Advisory Committee formed by Mr. Sreenivas Rao, Executive Engineer, Karimnagar has not been approved by Government?

(b) If so, for what reasons ?

شری مہدی نواز جنگ - پہلے جزو کا جواب ”ہاں“ بھی ہے اور ”نہیں“ بھی ۔ وہ اس طرح کہ گورنمنٹ نے یہ طے کیا تھا کہ مقامی ایم ۔ ایل ۔ ایز اور انجینئرس کی ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے ۔ تجویز یہ تھی کہ مقامی لیڈرس اپنی ضروریات سے وقتاً فوقتاً اس کمیٹی کو مطلع کرتے رہیں ۔ لیکن چیف انسٹر نے یہ تصفیہ کیا کہ مقامی ایم ۔ ایل ۔ ایز

†This question was originally tabled by *Shri Ch. Venkataram Rao*, but the same was put by *V. D. Deshpande* on authorisation.

کو بحیثیت رکن اسمبلی ڈیولپمنٹ کمیٹی (Development Committee) میں لے لیا جائے۔ تاکہ یہ مقصد پورا ہو۔ چنانچہ حسبہ عمل ہو رہا ہے۔ ایم۔ ایل۔ ایز ڈیولپمنٹ کمیٹی کے ممبر خود بخود ہو جاتے ہیں۔

شری جی۔ سری راملو۔ کیا اضلاع کی حد تک ایم۔ ایل۔ ایز کی ادوائزی کمیٹی بنانے کی تجویز بہتر نہ ہوگی؟

شری مہدی نواز جنگ۔ میں سمجھتا ہوں موجودہ صورت جس کا میں نے ذکر کیا بہتر ہے۔ ڈیولپمنٹ کمیٹیز میں ایم۔ ایل۔ ایز کو لیا گیا ہے۔

شری جی۔ سری راملو۔ یہ اسلئے تو نہیں کیا جا رہا ہے کہ وہاں کانگریسی ممبرس زیادہ ہیں۔

شری مہدی نواز جنگ۔ کانگریسی غیر کانگریسی کا سوال نہیں جو بھی ایم۔ ایل۔ ایز ہوں وہ ڈیولپمنٹ کمیٹی میں لئے جائینگے۔

CONSTRUCTION OF ROAD

*75 (168) Shri Shrihari Gundawar (Kinwat): Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) How many taluq headquarters in Adilabad district are connected with roads?

(b) Whether there is any proposal before the Government to have road connection to Rajura taluq headquarters? (Five Year Plan)

شری مہدی نواز جنگ۔ (اے) عادل آباد ضلع کے ۱۱ تعلقوں کے منجملہ ۹ بذریعہ سڑک ہیڈ کوارٹر سے ملے ہوئے ہیں۔

(بی) حیدر آباد۔ چاندہ روڈ کے سلسلے میں راجورہ تعلقہ پہلے ہی سے ہیڈ کوارٹر سے ملحق کر دیا گیا ہے۔

شری گنپت راؤ واگھمارے۔ راجورہ کو عادل آباد سے ملانے پر (۶۴) میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ لیکن اب ضلع کے عہدہ دار دورہ وغیرہ کے سلسلہ میں اس کا فاصلہ (۲۶۴) میل بتلا کر سفر خرچ وغیرہ لیتے ہیں۔ اگر اس کی جلد تکمیل ہو جائے تو پبلک کو سہولت ہوگی۔

شری مہدی نواز جنگ۔ جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب میں نے عرض کیا ہے۔ یہ ایک الگ سوال ہے گورنمنٹ کو اس پر غور کرنا پڑیگا۔

شری گنپت راؤ واگھمارے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ فائیو ایر پلان (Five Year Plan) کے تحت پچھلے سال عادل آباد راجورہ روڈ کے لئے (۳) لاکھ (۷۲) ہزار روپیہ منظور کئے گئے تھے؟

شری مہدی نواز جنگ - اس کے متعلق مجھے نوٹس دیجائے۔

شری گنپت راؤ واگھارے - فائیو ایریلان کی جو کاپیاں ہمیں سپلائی کی گئی ہیں اوس میں اس کا ذکر ہے کیا آئریبل منسٹر کو اس کا علم نہیں ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - سڑکوں کے پانچ سالہ منصوبہ کے متعلق اتنی تبدیلیاں ہوئی ہیں کہ تعین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کس پانچ سالہ منصوبہ میں اس کا ذکر ہے۔ پہلے (۱۲) کروڑ کا منصوبہ بنا۔ پھر (۶) کروڑ کا۔ پھر (۴) کروڑ کا بنا اور بعد میں سوا کروڑ کا۔ اس کا ذکر کسی خاص منصوبہ میں ہوگا جو بعد میں نظر انداز کر دیا گیا ہوگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا سروا تعلقہ ہیڈ کوارٹر کوڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے ملانے کی تجویز حکومت کے سامنے ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - گورنمنٹ کی عام پالیسی یہ ہے کہ ہر تعلقہ ہیڈ کوارٹر کو ضلع ہیڈ کوارٹر سے ملایا جائے۔

شری کے۔ ایل۔ نرسیمہا راؤ - کیا یہ صحیح ہے کہ سر پور تعلقہ ہیڈ کوارٹر کا سروے پلان گورنمنٹ کے سامنے ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - جی ہاں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کب تک وہ کام ہاتھ میں لیا جائیگا ؟

شری مہدی نواز جنگ - جیسے ہی فنڈس فراہم ہوں۔

REPAIRS AND CONSTRUCTION OF TANKS

*76 (184) *Shri K. V. Rama Rao* : Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the repairs and construction of tanks in Ghattupal, Parepalli, Voilpalli and Velma-kanne villages of Nalgonda taluqa have been included under the minor irrigation scheme planned to be finished by June, 1953, and that estimates for the same have been sanctioned by the Government?

(b) If so, what is the estimated amount for each of the above works?

(c) The reasons for delay in sanctioning the estimates?

شری مہدی نواز جنگ - اس کا جواب ہے ہاں۔ تالابوں کا کام جون سنہ ۵۳ء تک ختم ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ ان کاموں کی اسٹیٹ رقم کی مہارت حسب ذیل ہے۔

بدلا چرو کے لئے (۳۹,۶۰۰) روپیہ -

ایدلاؤنی چرو کے لئے (۲۵,۳۰۰) روپیہ -

• صولت ساگر کے لئے (۲۱,۵۰۰) روپیہ -

بدلا چرو موقعہ موضع ویدماکننے کے لئے (۱۱,۶۳۰) روپیہ -

تیسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ چار اسٹیٹس کے منجملہ دو منظور ہو چکے ہیں
باقی اس لئے ملوی ہیں کہ تعلقدار کی رائے وصول نہیں ہوئی -

RETRENCHMENT IN TUNGABHADRA PROJECT.

*77 (207) *Shri L. K. Shroff* (Raichur): Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that the work-charged hands of the Tungabhadra Project have been retrenched?

(b) Is it a fact that the Chief Engineer passed orders not to effect any retrenchment?

(c) Whether fresh persons are being appointed in the Canal Construction Division of the Project?

(d) Is it a fact that raw non-mulki candidates are being appointed directly on the Second Grade instead of promoting the 3rd grade incumbents of merit who are on the other hand being retrenched?

(e) Whether it is a fact that the Government agreed to consider favourably the demands of the Tungabhadra Project Workers' Union for granting project allowance to the retrenched staff?

(f) Is it a fact that the President, Tungabhadra Project Workers' Union was assured that there would be no retrenchment?

شری مہدی نواز جنگ - (اے) کا جواب ہے جیسے جیسے کام ختم ہوتا ہے تخفیف کا عمل کیا جاتا ہے -

(ی) کا جواب یہ ہے کہ پہلے ایسا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں اس کو ملتوی کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کام کرنے والوں نے راجیکٹ انونس اور گراچیوٹی (Gratuity) کا مطالبہ کیا تھا - یہ مسئلہ قواعد سے علیحدہ ہے اور فیماں اور پی - ڈبلیو - ڈی کے درمیان زیر غور تھا یہ تصفیہ ہوا کہ اس بات کی کوشش کی جائے کہ ان لوگوں کو کیانل (Canal) کے کاموں پر لکایا جائے اسی لئے وہ حکم واپس لے لیا گیا اور انہیں کیانل کے کام پر لکایا گیا - لیکن اسی میں بھی مکمل تبدیلی

نہیں ہوئی۔ اس کے بعد یہ نصفیہ ہوا کہ بجائے ایک مہینے کی نوٹس دینے کے ایک مہینہ کی تنخواہ دیکر ان کو رخصت کیا جائے۔ یہ بھی نصفیہ ہوا کہ کیانل کے کام پر بھی آدمیوں کی ضرورت ہو تو انہیں ہی ترجیح دی جائے۔

(سی) جزو کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کہ رائے لوگوں کو نکال کر نئے لوگوں کو رکھا جا رہا ہے۔

جزو (ڈی) کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو احکام کے خلاف عمل ہوگا۔

جزو (ای) کا جواب یہ ہے کہ ان کا کیس حکومت کے زیرِ غور ہے۔ ان کے ساتھ حکومت کو ہمدردی ضرور ہے۔

جزو (ایف) کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان سے یہ کہا گیا تھا کہ جب کام ختم ہوگا تو تخفیف ناگزیر ہوگی۔ ان سے اتنا ہی کہا گیا تھا کہ نکالے جانے والے آدمیوں کے متعلق حکومت ہمدردانہ غور کر رہی ہے۔

Shri Shroff: Will the Government give an assurance that those 3rd grade clerks who are fit for promotion to 2nd grade posts will be given a chance whenever work is available on the Canal Section?

شری مہدی نواز جنگ - اس کے متعلق گورنمنٹ کے یہ احکام ہیں کہ ترقی کے مواقع پر ان لوگوں کو جو قابل ہیں اور مقررہ کوالیفیکیشن (Qualifications) پر پورے اترتے ہیں ترقی دی جائے اور باقی (۲۵) فیصد جائدادوں پر جو نئے لوگوں کو ترقی دی جائے۔

*78 (228) *Shri Rang Rao R. P. Deshmukh* (Gangakhed): Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) The distance by road from Parbhani to Dharmanjargaon?

(b) The total land acquired from the cultivators for the above road?

(c) The amount of compensation paid to the cultivators?

(e) If not, the reasons for delay?

شری مہدی نواز جنگ - اس کا جواب یہ ہے کہ دھار منجر گاؤں کہاں واقع ہے اس کا کہیں نقشہ سے پتہ نہیں چلا۔ میں نے بھی اس کو ڈھونڈا لیکن کہیں نظر نہیں آیا اس لئے میں استفسار کرنے والے صاحب سے مدد لوں گا کہ وہ بتائیں کہ یہ گاؤں کہاں واقع ہے۔

شری آر۔ بی۔ دتسمکھ - میں نے سوال میں مانگن گاؤں لکھا تھا نہ کہ منجر گاؤں اس لئے میری درخواست ہے کہ صحیح نام معلوم ہوجانے کے بعد جواب دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر - اگر وہ گاؤں معلوم ہوجائے تو معلومات آنریبل ممبر کو بہم پہنچائے جائیں گے۔

MEDICINE CHESTS

*79 (229) *Shri Bhagwan Rao Boralkar* (Basmath-General): Will the hon. Minister for public Health, Medical and Education be pleased to state:

(a) The number of medicine chests supplied to Basmath taluq?

(b) Whether any of such chests are kept in charge of private medical practitioners?

شری مہدی نواز جنگ - پہلے جزو کا جواب ہے کہ (۱۱) صندوق تعلقہ بسمت میں تقسیم کئے گئے۔ دوسرے جزو کا جواب ہے کہ ایسا عمل نہیں ہو رہا ہے۔

AYURVEDIC AND UNANI DISPENSARIES

†*80 (229-A) *Shri Vishwas Rao Patil*: Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state:

(a) Whether there is any proposal to open new Ayurvedic and Unani dispensaries in Basmath taluqa in 1953?

(b) If so, when?

شری مہدی نواز جنگ - ایسی کوئی تحریک نہیں ہے کہ سنہ ۱۹۵۳ ع میں وہاں کوئی دواخانہ قائم کیا جائیگا۔ دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ رقمی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دواخانہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔

REPORT BY THE DISTRICT HEALTH OFFICER

*81 (1) *Shri M. Buchiah* (Sirpur): Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state:

(a) The contents of the report by the District Health Officer on Peddavagu stream of Sirpur taluq, the water of which is spreading diseases in the area?

†This question was originally tabled by Shri Bhagwan Rao Boralkar but the same was put by Shri Vishwas Rao Patil on authorisation,

(b) The steps, Government propose to take in this regard ?

شری مہدی نواز جنگ - ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر کی رورٹ کی بناء پر اس کے متعلق فیکٹری کو متوجہ کیا گیا - فیکٹری نے (۱۵,۴۰۰) روپیہ محکمہ مال کو سپہیا کئے کہ اس اسٹیم وائر کے لئے باولیاں کھودی جائیں - اس کام پر گورنمنٹ کی نگرانی رہیگی اور بدرو کے بانی کا مناسب انتظام کیا جائیگا -

شری ایم - پچیا - (۱۵) ہزار روپیہ ڈپازٹ رکھوا کر کتنا عرصہ ہوا -

شری مہدی نواز جنگ - دس برس کا عرصہ ہوا -

Shri M. Buchiah : May I know whether the sum of Rs. 15,000 will be sufficient for digging wells on the Peddavagu river side ?

Shri Mehdi Nawaz Jung : I am very sorry, Sir, that this question was left over without being looked into. This amount is lying aside and I am very sorry that this was not looked into earlier.

MEDICINE CHESTS

*82 (160) *Shri Shrihari Gundawar* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(a) The number of medicine chests allotted for Adilabad district ?

(b) The names of the villages to which such chests have been supplied and the names of persons in-charge of them ?

شری مہدی نواز جنگ - ضلع عادل آباد میں ادویہ کے (۹۰) صندوق تقسیم کئے گئے - کہاں کہاں تقسیم کئے گئے اس کی فہرست لہجی ہے - اگر بڑھ کر سناؤں تو کافی وقت ایوان کا لینا پڑیگا اور غالباً ایوان اس طویل فہرست کو سننا بھی پسند نہ کریگا -

مسٹر اسپیکر - ٹیبل پر رکھادیجئے -

شری سری ہری گنڈا وار - ادویہ کے صندوق کیا ہر مہینہ دئے جاتے ہیں - اس کے متعلق کیا اصول ہیں ؟

شری مہدی نواز جنگ - صرف ایک مرتبہ دئے جاتے ہیں -

شری سری ہری گنڈا وار - میڈیسنس (Medicines) کے صندوق مہینے میں ایک مرتبہ دئے جاتے ہیں یا ایک ہی مرتبہ ؟

श्री महेदी नواز जंग - ایک مرتبہ دئے جاتے ہیں -

श्री श्री महेदी नواز जंग - اگر وہ ختم ہو جائیں تو کیا بھر نہیں دئے جاتے ?

श्री महेदी नواز जंग - اس سال پہली مرتبہ تقسیم किये गये हैं - इसी صورت में नहीं आती कि हमें खम हो गये हों -

श्री 'अ' - भैया - हमें बीमार बड़ा हो और मंडसन खम हो जायें तो क्या किया जाएगा ?

श्री 'व' - डी - दिशपाण्डे - बानी दिया जाएगा ?

श्री श्री महेदी नواز जंग - عادل آباد के सील सर्जन صاحب की جانب से دوبारा مطالبे हो रहा है कि अब तक कील नहीं की गयी -

मैस्टर اسپेकर - पहले ये دریافت کیا جائے کہ دئے گئے ہیں یا نہیں -

श्री महेदी नواز जंग - मैं ने अभी عرض किया कि (१) صندوق दिये गये हैं उसके बाद मालिका किया गया है और उसकी तकमिल नहीं होनी तो मैं دریافت کروंगा -

श्री दाजी शंकर राव (عادل آباد) - کیا آپ کے علم میں ہے کہ سیول سرجن کی جانب سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے ?

श्री महेदी नواز जंग - میرے علم میں नहीं है - मैं دریافت کروंगा -

APPLICATION FOR REGISTRATION

*83 (253) *Shri Vishwasrao Patil* : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

(a) Whether any application has been received from Osmanabad Consumer's Co-operative Society for registration ?

(b) If so, what steps have been taken by the Government in the matter ?

श्री. बेर्विसिंग चव्हाण :- अस्मानाबाद कंझुमर्स सोसायटी (Osmanabad Consumer's Society) की तरफ से दरखास्त बसूल हुयी है। उसके बारे में मजीद मालूमात हासिल करने के लिये फिर से लिखा गया है, और उसके रजिस्ट्रेशन के लिये जरूरी स्टेप्स (Steps) लिये जायेंगे।

श्री 'अ' - दाहोराव पटिल (عادل آباد - عام) - کیا ٹاکا (Taka) کی جانب سے رپریزنٹیشن (Representation) ہوا تھا ؟

श्री. बेर्विसिंग चव्हाण :- इसके बारे में यह प्रोसीजर (Procedure) है कि दरखास्त आने के बाद उसकी हालत ठीक है या नहीं यह मालूम करने के लिये डिपार्टमेंटल इनक्वायरी (Enquiry) की जाती है।

شری ادھوراؤ پٹیل - فوڈ گرن کے ڈسٹریبیوشن (Distribution) کے کیس
کیا تعلقہ اسسٹنٹ آفیسر ڈیل (Deal) کرتے ہیں ؟

श्री. देवसिंग चव्हाण :— हां वेही डील करते हैं। ११ डिसेंबर १९५२ को दरखास्त बसूल हुआ है दि. ३-४ जनवरी को मालुमांत हासिल करने के लिये लिखा गया है।

Unstarred Questions and Answers

ACQUISITION OF LAND

28. (33) *Shri Ch. Venkataram Rao* (Karimnagar) : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

(a) the extent of land acquired in connection with the Cattle Breeding Farm in Karimnagar ?

(b) the amount of compensation paid for the aforesaid land ?

Shri Devi Singh Chauhan (Minister for Rural Reconstruction and Education) : (a) A sum of Rs. 1,27,991-14-6 was paid to the land owners as compensation for the land acquired for Cattle Breeding Farm, Karimnagar.

(b) 514 acres of land was acquired after payment of compensation and 81 acres and 30 guntas from the Revenue Department without compensation. Thus the total acreage of land acquired is 595 acres and 30 guntas.

LAND MORTGAGE BANKS

29 (34) *Shri Ch. Venkataram Rao* : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

(a) the benefits secured to the people of the State by the establishment of the Land Mortgage Banks ?

(b) the business done so far by the Land Mortgage Bank in Karimnagar ?

Shri Devi Singh Chauhan : (a) The question is vague. However, it may be mentioned that the Land Mortgage Scheme is a new one in the State of Hyderabad. Eight Primary Land Mortgage Societies have been started with a membership of 4,100 and the paid up share capital is Rs. 71,800. The number of loan applications received is 250 for a loan

consideration of nearly Rs. 2,80,000. Applications are pending transmission to the Central Land Mortgage Bank in various stages.

(b) The Karimnagar Society, has a total membership of 1066 and the share capital is Rs. 16,820. Number of loan applications received is 56 for a total loan value of Rs. 59,500. No loan cases have yet been sent to the Central Land Mortgage Bank.

GRAIN BANKS

30 (58) *Shri Baswan Gowda* (Lingsugur) : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

(a) the total number of Grain Banks in Raichur district?

(b) the number of grain banks which are functioning in Lingsugur taluq ?

Shri Devi Singh Chauhan : (a) There are 704 Grain Banks in the Raichur district.

(b) 26 Grain Banks are actually working in the Lingsugur taluq.

VACCINATION OF BULLOCKS

31 (60) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

The total number of bullocks which were vaccinated by veterinary authorities in Lingsugur taluq in 1952 ?

Shri Devi Singh Chauhan : 3550 bullocks.

SUPERVISION OF VETERINARY DOCTOR

32 (61) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

The maximum number of villages coming under the supervision of a Veterinary Doctor ?

Shri Devi Singh Chauhan : Generally, jurisdiction of 1 Tahsil is placed under one Veterinary Officer.

VETERINARY HOSPITALS

33 (62) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

The value of medicines kept in veterinary hospitals of each taluq ?

Shri Devi Singh Chauhan : There is no Veterinary Hospital in every taluqa. Medicine worth about Rs. 600 is kept in the Hospital in the places where it exists.

CONSTRUCTION OF A TANK

34 (52) *Shri R. P. Deshmukh* : Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether there is any scheme to construct a tank for irrigation in Gangakhed taluq ? , and

(b) If so, when is the work expected to start and what is its estimated expenditure ?

Shri Mehdi Nawaz Jung : (a) No.

(b) In view of answer to (a), this question does not arise.

Mr. Speaker : Question-Hour is over. Today, it is only half an hour.

Shri Uddhav Rao Patil : Is it not one hour, Sir ?

Mr. Speaker : It is half an hour under the Rules when Demands are taken up.

Papers laid on the Table of the House

The Chief Minister (Shri B. Rama Krishna Rao) : Sir, I beg to lay before the House, in pursuance of Art. 323 (2) of the Constitution, the report of the Public Service Commission presented to the Rajpramukh along with a memorandum explaining where the advice of the Commission was not accepted.

Mr. Speaker : Report of the State Public Service Commission is placed on the table of the House.

Shri V. D. Deshpande : Speaker, Sir, I want to know whether, after going through the memorandum submitted by the Government explaining the cases where they have differed from the recommendations of the Public Service Commission, the Members of the House, if they so desire, can discuss on the report in the House.

Mr. Speaker : We shall see at that time. But it is not the practice to discuss. If the Minister concerned makes any statement, then, of course, it can be discussed. The better method I think would be to put certain questions regarding it in the first place and get the matters clarified.

General Budget--Demands for Grants

شری ادھوراؤ پٹیل - ایک چیز آنریبل فنانس منسٹر سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیمانڈ نمبر (۵۸) جسکے چارجڈ آئٹمز (Charged Items) بنائے گئے ہیں وہ کس اصول کے تحت ہیں۔

مسٹر اسپیکر - جب وہ ڈیمانڈ آئیگا اوسوقت سوال کیا جاسکتا ہے۔ آج جو ڈیمانڈس ہیں ہم انہیں پہلے ختم کرینگے۔

شری ادھوراؤ پٹیل - چارجڈ آئٹمز میں آئیں گے یا نہیں۔

مسٹر اسپیکر - پہلے میں دیکھ تو لوں کہ وہ کونسے آئٹمز ہیں

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 1,35,14,000 under Demand No. 2 (Land Revenue) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 1,35,14,000 under Demand No. 2 (Land Revenue) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

شری وی۔ ڈی دشیپانڈے میرا خیال ہے کہ جب کسی ڈپارٹمنٹ میں خرچ کے نئے مددات رکھے جاتے ہیں تو انکی تفصیلات ہاؤز کو بتائی جاتی ہیں۔ لیکن لینڈ کمیشن (Land Commission) کے تعلق سے جو نیا مد قائم کیا گیا ہے اسکی تفصیلات نہیں بتائی گئی ہیں۔ اور بعد میں جو ڈیمانڈس آ رہے ہیں اونکا بھی یہی حال ہے۔ ہمیں ہوبہو معلومات ملنے چاہئیں

شری بی۔ رام کشن راؤ - نئے مددات کے بارے میں ہاؤز جو معلومات چاہتا ہے وہ ضرور بہم پہنچائے جائینگے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں لینڈ کمیشن کے بارے میں ایک

ہی مدھے جو نیا رووائیڈ (Provide) کیا گیا ہے جسکے بارے میں اکسلیٹیشن (Explanation) کی ضرورت ہوگی۔ اسکے بارے میں کٹ موشن بھی آیا ہے کٹ موشن کے ضمن میں بھی تفصیلات معلوم ہہ سکتی ہیں یا اگر ارشاد ہو تو پہلے ہی تفصیل عرض کر دیا سکتی ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - سہوا ت ہوگی اگر پہلے ہی تفصیلات بتائی جائیں۔ اور ری ہیپیٹیشن سروسس (Rehabilitation Services) کے بارے میں میں بھی تفصیلات بتادی جائیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - ڈیمانڈس ختم کرنے کے بعد میں اسکی تفصیلات عرض کرونگا۔

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 60,86,900 under Demand No. 12 (Heads of States, Ministers, Secretariat and Head Quarters Establishments and Miscellaneous) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 60,86,900 under Demand No. 12 (Heads of States, Ministers, Secretariat and Head Quarters Establishments and Miscellaneous) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 5,63,400 under Demand No. 14 (Information and Public Relations Department) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 5,63,400 under Demand No. 14 (Information and Public Relations Department) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges

576 12th March, 1953. *General Budget—Demands for Grants*

that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 39,690 under Demand No. 48 (District Gardens) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 39,690 under Demand No. 48 (District Gardens) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 10,29,000 under Demand No. 50 (Territorial and Political Pensions) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 10,29,000 under Demand No. 50 (Territorial and Political Pensions) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 61,000 under Demand No. 55 (State Owned Landing Grounds) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 61,000 under Demand No. 55 (State Owned Landing Grounds) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,000 under Demand No. 60 (Rewards) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,000 under Demand No. 60 (Rewards) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 28,000 under Demand No. 61 (Non. I.S.F.) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 28,000 under Demand No. 61 (Non. I.S.F.) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 3,23,000 under Demand No. 63 (Jagir Administration) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 3,23,000 under Demand No. 63 (Jagir Administration) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 9,20,000 under Demand No. 66 (Rehabilitation of Ex-servicemen) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 9,20,000 under Demand No. 66 (Rehabilitation of Ex-Servicemen) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 3,99,08,000 under Demand No. 70 (Capital Outlay on Irrigation) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 3,99,08,000 under Demand No. 70 (Capital Outlay on Irrigation) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

شری بی۔ رام کشن راؤ - میں اون دونوں ایٹمز کے بارے میں جن سے متعلق
آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن (hon. Leader of the Opposition) نے سوال کیا تھا
تفصیلی عرض کرونگا - دس لاکھ سیکہ عثمانیہ معادل آٹھ لاکھ کچھ ہزار کھار کا جو تیا

مطالبہ کیا گیا ہے اوسکی صراحت یہ ہے کہ لینڈ ریفارمس کا جو نیا بل پیش ہو رہا ہے اس کے لئے بہ پراویژن ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ایک لینڈ کمیشن بنایا جائے۔ اس ہاؤز کو معلوم ہے کہ لینڈ ریفارمس کے امٹنگ بل بر آٹھ دس مہینے سے غور ہو رہا ہے۔ جو ابتدائی مسودہ تیار ہوا تھا اسکو گورنمنٹ آف انڈیا کے پلاننگ کمیشن کے پاس روانہ کیا گیا تھا کہ وہ اس پر غور کرے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں عجلت نہ کی جائے کیونکہ وہ آل انڈیا بیس پر ان چیزوں کو طے کرنے والے ہیں۔ اس ہدایت کی بناء پر انتظار کیا گیا تھا۔ اب پلاننگ کمیشن نے ان امور پر غور کر کے اپنی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس میں ایک چپٹر (Chapter) لینڈ ریفارمس (Land Reforms) کے بارے میں ہے۔ اس میں جنرل براڈ بالیسی (General Broad Policy) طے کی گئی ہے۔ قبل اسکے کہ اس سلسلہ میں ایکٹ لایا جائے لینڈ سنسز (Land Census) لینا ضروری ہے کہ ہولڈنگ کن کن رقبوں میں واقع ہے۔ جب تک صحیح سنسز (Census) نہ لئے جائیں یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ سیلنگ (Ceiling) مقرر کرنا ضروری ہے یا فیملی ہولڈنگ (Family Holding) (آئریبل ممبر کو معلوم ہوگا کہ پچھلے زمانے میں جو تصور اکنامک ہولڈنگ (Economic Holding) کا تھا وہ ترقی کر کے اب فیملی ہولڈنگ (Family Holding) کا ذکر کیا گیا ہے۔ بیسک ہولڈنگ (Basic Holding) فیملی ہولڈنگ (Family Holding) اور سیلنگ (Ceiling) بہ تین چیزیں ہیں۔۔۔ بیسک ہولڈنگ اس غرض کے لئے مقرر کرنا ہے کہ اس سے کمتر رقبہ کا سب ڈیویژن (Sub-division) ہو۔ فیملی ہولڈنگ اس لئے مقرر کرنا ہے کہ وہ ایک منیمم (Minimum) چیز ہو اور اکنامک ہولڈنگ سے کم اور بیسک ہولڈنگ سے زیادہ ہو۔ بیسک ہولڈنگ سے تگنی ہو۔ اسکی نسبت عام طور پر ہدایت دی گئی ہے اگر اس کے پروڈیوس (Produce) سے نٹ انکم (Net Income) (۸۰۰) روپے مل سکتی ہے تو اسکو فیملی ہولڈنگ سمجھ کر یہ براڈ لائن انڈکٹ (Broad Line Induct) کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ضلع اور ضلع کے مختلف حصوں میں فیملی ہولڈنگ کے رقبہ کا تعین کرنے اور انکی انکم کا اسٹیمٹ کرنے کے لئے لینڈ کمیشن کی ضرورت ہوتی ہے۔ لینڈ کمیشن کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ انوسٹیگیٹ (Investigate) کر کے انکو معین کرے۔ اس کے لئے سنسس آف ہولڈنگس (Census of Holdings) کی ضرورت ہے اسکا ابھی پریلیمنری ورک (Preliminary Work) ہوا ہے۔ پلاننگ کمیشن کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ پہلے سال میں سب سے پہلے یہ لینڈس کا سنسس کیا جائے۔ اس کے لئے کچھ عملہ کی ضرورت ہے۔ لینڈ کمیشن اسکو میپروائیز کریگا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کیا اسٹائٹسٹکس ڈارٹمنٹ سے یہ کام نہیں چل سکتا۔ لیکن جو اگریکلچرل اسٹائٹسٹکس اور ریوینیو اسٹائٹسٹکس اس نے سپہاکئے ہیں وہ اس نقطہ نظر سے نہیں ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کس ایریا (Area) سے گراس پروڈیوس (Gross Produce)

کیا ہوگا۔ اور اکسپنس (Expenses) نکالنے کے بعد نٹ انکم (Net income) کیا ہوگی۔ اس درستی سے فیکرس (Figures) جمع نہیں کئے گئے ہیں جب تک یہ کام نہو فیملی ہولڈنگ فکس کرنا مشکل ہے۔ اور جب تک فیملی ہولڈنگ مقرر نہو سیلنگ مقرر نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے لینڈ سنس اور اسکے دیگر اجزاء کے لئے اس سال ۱۰ لاکھ روپیہ کی ضرورت درپیش ہے اکسپنس کے لئے ہے۔ اسلئے بجٹ میں ہم نے ۱۰ لاکھ روپیہ سکھ حالی معادل ۸ لاکھ کچھ ہزار روپیہ کلاں کا براویزن رکھا ہے۔

اکس سرویس مین (Ex-servicemen) کے بارے میں ایک ڈیمانڈ ہے۔ گذشتہ سال اسکی تفصیل نہیں بتلائی گئی تھی لیکن اس وقت اسکی الگ الگ تفصیل بتلائی گئی ہے۔ اس بارے میں میں مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں گذشتہ جنگ ۱۹۴۲ء کے بعد ڈیمانڈ بلانڈیشن (Demobilisation) میں جو لوگ عاجلہ ہوئے ان اکس سرویس مین کے ری ہیبیلیٹیشن (Rehabilitation) کے لئے سوچا پڑا۔ حیدرآباد گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا کے مشورہ سے ایک فنڈ مقرر کیا۔ اس کے لئے کنٹریبیوشن (Contribution) بھی کیا گیا۔ ہر کامیونٹ (Combatant) سے دو روپیہ اور نان کامیونٹ (Non-Combatant) سے ایک روپیہ کے حساب سے فنڈ جمع کیا گیا۔ حیدرآباد اسٹیٹ نے بھی اس میں کچھ شہر دیا جس سے جملہ آئی۔ جی (۱۲,۱۶,۰۲۵) روپیہ جمع ہوئے۔ اس فنڈ کا نام "پوسٹ واری کنسٹرکشن فنڈ" (Post War Reconstruction) ہے۔ اس فنڈ کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی آف اڈمنسٹریشن (Committee of Administration) ہے جس کے چیرمن (Chairman) چیف منسٹر ہوتے ہیں۔ اسکی ایک سینیجمنٹ کمیٹی (Management Committee) بھی ہوتی ہے۔ اس فنڈ میں سے ۹ لاکھ ۲۰ ہزار روپے سنہ ۵۴-۵۳ء کے بجٹ میں الاٹ کئے گئے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

فتح نگر۔ نظام آباد میں اکس سرویس مین کی ایک ایگریکلچرل کالونی (Agricultural Colony) قائم کی گئی ہے۔ وہاں انہیں آباد کرنے اور زراعت کے کام اور لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے لئے ۲ لاکھ ۲۸ ہزار کی رقم رکھی گئی ہے۔ ابوگوڑہ میں ایک کوآپریٹو فارمنگ ایسوسی ایشن (Co-operative Farming Association) بنائی گئی ہے۔ اس میں اکس سرویس مین رہتے ہیں۔ اس کے لئے ۱۰ لاکھ روپیہ حاصل کی گئی ہے۔ اس میں سے ایک ہزار ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ ایسا ہے جس کو بہت جلد زیر کاشت لایا جاسکتا ہے۔ اسکو ری کلیم (Reclaim) کر کے اس کو کاشت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے لئے (۳,۰۹۰) لاکھ روپیہ کی رقم رکھی گئی ہے۔ اکس سرویس مین کی ٹریننگ کے لئے (۱,۰۰,۰۰۰) روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس براویزن سے انہیں چھوٹے چھوٹے فنون کی تعلیم دی جائیگی جیسے ڈائرینگ (Tailoring) کاربنٹری (Carpentry) وغیرہ ہیں۔

اسکے بعد فردر ایجوکیشن (Further Education) کی اسکیم کے لئے (۱۷۷۹) لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں۔ تاکہ فردر ایجوکیشن کے ذریعہ ان لوگوں کو کام کے قابل بنایا جاسکے۔ اسکے علاوہ اسٹون کوارٹیننگ (Stone Quarrying) کی اسکیم کے لئے (۳,۷۱۵) روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اسکے علاوہ چھوٹی چھوٹی اسکیمیں نو خرچ کے لئے (۸۵۷۲) روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے اس طرح جملہ (۹,۲۰,۰۰۰) روپے آئی۔ جی کا پراویزن سنہ ۵۴ - ۱۹۵۳ع کے بجٹ میں رکھا گیا ہے۔

Mr. Speaker : A question has been raised regarding item No. 57, for Rs. 1,64,57,000 demands to H.E.H., and Jagirdars. This item has been shown as a charged item, and could this be so ? Can the hon. the Chief Minister clear this doubt ?

Shri B. Ramakrishna Rao : I shall look into this question, Sir. I think an objection was raised before, perhaps, last year. So far as I can remember, I thought, it was a charged item. This question has been again raised now, and I shall examine it in detail. The Government has been examining it and we have been trying to get legal advise. I shall look into this and answer the question later.

Mr. Speaker : Now, we shall take up cut Motions.

Demand No. 2—Land Revenue—Rs. 1,35,14,000.

FAMINE CONDITIONS IN TELENGANA

Shri K. Venkat Ram Rao : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF JAMABANDI

Shri K. Venkat Ram Rao : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF DISTRICT ADMINISTRATION

Shri K. Venkaiah (Madhira) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Shri B. Ramakrishna Rao : I want to make one observation, Sir. Some of the cut Motions are worded in so vague a manner that it is not possible for me to know what exactly hon. Members are going to discuss. For example, this cut Motion, No. 3, just now moved by the hon. Member from Madhira, to reduce the allotment of Rs. 1,35,14,000 to discuss the working of District Administration. This is so vague a subject, that under the head ‘District Administration’ there are a variety of subjects, everything that comes in the course of the administration of the district. I do not know whether this is quite in order, Sir.

Mr. Speaker : The motion would relate to Revenue. Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

FORCED LABOUR IN VILLAGES

Shri R. B. Gurumoorthy (Khammam-Reserved) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : What is exactly meant by ‘forced labour’ in villages?

Shri Gurumoorthy : Yetti and Begari.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

IMPLEMENTATION OF LAONI RULES

Shri K. Ram Reddy : (Nalgonda-General) : I beg to move

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Mr. Speaker, Sir, I again want a clarification. The hon. Member wants to discuss the implementation of Laoni Rules. I want to know whether he means the Special Laoni Rules.

Shri K. Ram Reddy : Special as well as ordinary Laoni Rules.

Shri B. Ramakrishna Rao : Under the Special Laoni Rules, certain orders have been passed for issuing lands to Harijans etc. I thought the Member would like to discuss this aspect.

Shri K. Ram Reddy : I want to discuss Special as well as Ordinary Laoni Rules.

Mr. Speaker : Perhaps he means Special Laoni Rules.

Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

RE-ASSESSMENT OF EX-JAGIR VILLAGES

Shri Gopal Rao (Pakhal) : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.”

RENT-CONTROL POLICY OF GOVERNMENT

Shri A. Raj Reddy : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

FAMINE CONDITIONS IN HYDERABAD STATE

Smt. Arutla Kamaladevi (Aler) : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

LAND DISTRIBUTION POLICY

Shri Arutla Laxmi Narsimha Reddy (Wardhannapet) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Mr. Speaker, Sir, here again I would like to know from the hon. Member what he means by ‘Land Distribution Policy’. There is no policy, so far as I know, of land distribution as such. I would like to know whether he means the same Special Laoni Rules, reference to which has already been made by another hon. Member, or has he under contemplation any other land distribution policy ?

شری آرٹلا لکشمی نرسیمھا ریڈی - ”ننٹش وغیرہ کے سلسلہ میں ڈسکشن کرنے کا مطلب ہے۔“

Shri B. Ramakrishna Rao : I would like the hon. Member to be more specific. If he has in mind tenancy problems, let him say so, so that I can be prepared to answer ; otherwise I will be at sea.

Shri Arutla Laxmi Narsimha Reddy : I want to discuss the tenancy problems.

Mr. Speaker : Instead of land distribution policy, let us put it as ‘tenancy policy’.

Motion moved :

“That the grant under demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

PAY OF OFFICERS

Shri Uddhava Rao Patil : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Shri B. Ramakrishna Rao : Mr. Speaker, Sir, here also just a little clarification is needed so that we may be able to discuss the subject well. Perhaps the hon. Member has in view the pay of Revenue Officers right from down below to the highest cadre or is there any limitation.

Mr. Speaker : The Member probably wants to discuss the pay of village officers!

Shri Uddhava Rao Patil : I want to discuss the pay of all officers of the Revenue Department.

Shri B. Ramakrishna Rao : Does the hon. Member want to discuss the pay of all the Officers' right from Seth Sendhis to the Revenue Minister or Secretaries, or is there any limitation within the hon. Member wants to discuss this subject ?

Shri Uddhava Rao Patil : I can discuss even from the lowest officer to the highest.

Shri B. Ramakrishna Rao : I have no doubt about the hon. Member's capacity to discuss the question. I am asking for my information so that I may be ready.

Shri Uddhava Rao Patil : I would like to discuss the pay of those officers of the rank of Dy. Collector and above.

Shri G. Sriramulu : This can be known after the hon. Member speaks on his motion. It is not necessary for the Chief Minister to know about this just now.

Shri B. Ramakrishna Rao : Motions for reduction of grants must be specific; they should not be vague. That is why I am asking for clarification.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

CONTINUANCE OF EVICTIONS

Shri K. Ramachandra Reddy (Ramannapet) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF VILLAGE ADMINISTRATION

Shri K. Ramchandra Reddy : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.”

FAMINE CONDITIONS IN NALGONDA DISTRICT

Shri K. Ramachandra Reddy : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Shri V.D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, Can any member of Officers in the Official gallery who are here to assist the Ministers read newspapers in the House ?

Mr. Speaker : No.

RED-TAPISM IN REVENUE ADMINISTRATION PARTICULARLY
PATEL PATWARI SYSTEM

Shri G. Sriramulu : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 35,14,000.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 35,14,000 .”

CORRUPTION AND MALADMINISTRATION PREVALENT IN VILLAGE
OFFICIALS AND REVENUE INSPECTORS

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی (نرمل - عام) - میں ڈیمانڈ نمبر (۲) سے متعلق حسب ذیل
کٹ موشن پیش کرنا ہوں - (۱,۳۵,۱۴,۰۰۰) کی جو رقم لنڈ ریونیو کے لئے عتم
کی گئی اوس میں ایک سو روپہ کی کمی کی جائے - کون کہ میں عہدہ داران ڈپٹی
کرداروں کی رشوت ستانی اور بد انتظامی کے متعلق بحث کرونگا -

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

ABOLITION OF HEREDITARY SYSTEM OF PATEL PATWARIS

Shri K. Ananth Reddy (Balkonda) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

“KAMDARS” AND “NIRADEES” AND THEIR REMUNERATION
IN VILLAGES

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

MALADMINISTRATION OF THE GOVERNMENT DURING TALAFMAL

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

FAILURE FOR DISTRIBUTION OF LAND TO HARIJANS

Shri K. Rajamallu (Luxettipet-Reserved) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Shri K. Rajmallu : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

POLICY RE: PAYMENT OF ALLOWANCES AND HONORARIA

Shri Ankush Rao Venkat Rao Ghare (Partur) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

MALPRACTICES AND CORRUPTION IN THE REVENUE DEPARTMENT

Shri Ankush Rao Venkat Rao Ghare : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

SUPERINTENDENCE OF LAND RECORDS

Shri Ankush Rao Venkat Rao Ghare : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

POLICY OF THE GOVERNMENT REGARDING REVENUE PATELS
AND PATWARIS AND ABOLITION OF THIS SYSTEM

Shri Achut Rao Yogiraj Kavade (Kallam) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

FAMINE CONDITIONS IN AURANGABAD

Shri B. D. Deshmukh (Bhokardan-General) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

DISTRICT REVENUE ADMINISTRATION

Shri B. D. Deshmukh : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

COLLECTION OF REVENUE ARREARS

Shri B. D. Deshmukh : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

FAMINE CONDITIONS IN WARANGAL DISTRICT

Shri K. L. Narasimha Rao : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

FAMINE CONDITIONS IN BHIR DISTRICT

Shri Ram Rao Aurgaonkar (Georai) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

ECONOMY IN REVENUE ADMINISTRATION

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 35,14,000.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 35,14,000.”

RECONSTITUTION OF TALUQS ON REGIONAL BASIS

Shri Makhdoom Mohiuddin (Huzurnagar) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1,”

TOP HEAVY ADMINISTRATION

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 86,900.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 86,900.”

REDUCTION IN THE ALLOWANCE TO THE CHIEF MINISTER

Shri Sham Rao Naik (Hingoli-General) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 4,800.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 4,800.”

WORKING OF SECRETARIAT

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

POLICY OF THE GOVERNMENT FOR CHARGES IN ENGLAND

Shri Bhagwan Rao Boralker : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 8,000.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 8,000.”

POLICY OF THE GOVERNMENT REGARDING THE SALARIES
OF THE GOVERNMENT SECRETARIES

Shri Sham Rao Naik : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

TOUR PROGRAMMES OF MINISTERS

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی۔ میں ڈیمانڈ نمبر (۱۲) سے متعلق کٹ موٹس پیش کرنا ہوں۔ اس ڈیمانڈ کے تحت جو (۶۰,۸۶,۹۱۱) روپیہ رکھے گئے ہیں اس میں (۱۰۰) روپیہ کی کمی کی جائے کیونکہ میں منسٹروں کے دورے کے پروگرام و نکتہ چینی کرونگا۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

FUNCTIONING OF GOVERNMENT HOUSE AND GARAGE

Shri Daji Shanker Rao : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF ATTIYAT DEPARTMENT

Shri K. Anant Ram Rao (Devarkonda) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF REVENUE BOARD

Shri Abdul Rahman (Malakpet) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 100.”

STOPPING OF HOUSE RENT ALLOWANCE

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Re. 1.”

TOP HEAVY ADMINISTRATION

Shri K. Ananth Reddy : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 12 be reduced by Re. 1.”

ECONOMY IN THE WORKING OF THE
INFORMATION DEPARTMENT.

Shri V. D. Deshpande : Sir I beg to move :

“That the grant under Demand No. 14 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 14 be reduced by Rs. 100.”

MANSABS AND MAHAWARS

Shri. K. Ananth Reddy : Sir, I beg to move :

“That the grant under demand No. 50 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 50 be reduced by Rs. 100.”

POLICY OF TERRITORIAL AND POLITICAL PENSIONS

Shri. G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 50 be reduced by Rs. 29,000.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 50 be reduced by Rs. 29,000.”

ENCONOMY IN CASH GRANTS

Shri. V. D. Deshpande : Sir I beg to move :

“That the grant under Demand No. 50 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 50 be reduced by Rs. 100.”

ECONOMY IN EXPENSES ON LANDING GROUNDS

Shri V.D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 55 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : What does the Member mean by ‘Landing Grounds’ ?

Shri V.D. Deshpande : In the budget, it is said as ‘landing grounds for aircraft’.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 55 be reduced by Rs. 100.”

POLICY REGARDING DESTRUCTION OF WILD ANIMALS

Shri K. Papi Reddy (Ibrahimpatnam-General) : Sir, I beg to move:

“That the grant under Demand No. 60 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 60 be reduced by Rs. 100.”

ABOLITION OF THE JAGIR ADMINISTRATOR'S OFFICE

Shri Vishwas Rao Patil (Parenda) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 63 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 63 be reduced by Rs. 100”.

ECONOMY IN JAGIR ADMINISTRATION

Shri A. Raj Reddy (Sultanabad) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 63 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 63 be reduced by Rs 100.”

POLICY OF REHABILITATION OF EX-SERVICEMEN

Shri Syed Hasan (Hyderabad-City) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 66 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion Moved :

“That the grant under Demand No. 66 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Let us now regulate the time. Today, instead of adjourning at 1-0 p.m., we shall adjourn at 1-30 p.m. after finishing the work.

Shri V.D. Deshpande : As I have already suggested, in view of the fact that the Chief Minister's demands are many and that they require much discussion we may meet again in the evening and work from 5 p.m. to 8 p.m.

Shri B. Ramakrishna Rao : My demands are not many ; but the motions for reduction of grants are many. I counted them. They are 75 in number. Out of them 2 or 3 were not moved by the courtesy of the hon. Members. There are,

therefore, 72 or 73 motions. I have absolutely no objection to the entire forenoon being given for the discussion on the motions and the afternoon sitting as the hon. Leader of the Opposition suggested may be given to me for reply.

Mr. Speaker : If we are to meet again in the afternoon, suggested from 5 to 8 p.m., better we close by 1 p.m., instead of at 1-30 p.m., and then again work from 5 to 8 p.m. We shall take up all the motions together and there will be a general discussion on all. As on previous occasions there will be no separate discussion on motions for reduction of grants on each demand. Then regarding time for each individual, I think it must be curtailed as there are many motions and we cannot have the same latitude as before. We have already had discussion on the Budget in general. Probably, general policies of the Government will now be discussed, like General Administration etc. It is now nearly 10 O'clock and with half an hour recess, we have got only $2\frac{1}{2}$ hours at our disposal before we rise at 1 O'clock. In order to give opportunity to as many members as possible, I like to fix the time, say 5 minutes or 10 minutes. I would request the hon. Members not to take more time than is absolutely necessary.

Shri V.D. Deshpande : I Suggest that the Chief Minister need not take 8 hours for reply. He may be given $1\frac{1}{2}$ hours, say from 6-30 p.m. to 8 p.m. and the members be given time till 6-30 p.m. I am agreeable to 10 minutes being fixed as the time-limit. If any hon. Member has to speak on more than one motion, he may be given a few minutes more, if he needs. Then, instead of a general discussion in which very few members can take part, I suggest that opportunity be given to each mover of the motion so that he may speak on his own motion and also on other matters that he may like. But I insist that all members who have moved the motions should get a chance to speak. I suggest that the members may be called in the serial order in which the motions stand and they will have to speak keeping the time-limit in view.

Shri B. Ramakrishna Rao : I think it is rather impracticable. There are 72 motions and 10 minutes for each comes to 720 minutes and so much of time is not at our disposal. Necessarily some members will have to forego their chance. For example, there are 6 cut-motions on famine conditions and one member, I suggest, may take the responsibility of speaking on all the cut motions. Thus time could be saved.

Shri V. D. Deshpande : Sir, I have already expressed the view that the time-limit should be borne in mind and that each individual mover should be given a chance.

Mr. Speaker : I do not think it is possible that each one of the members should be given a chance. The Chief Minister wants 3 hours for reply. He may be given 2 hours only.

۶ بجے جنرل ڈسکشن کلوز (Close) ہو جائیگا - البتہ مجھے یہ دقت معلوم ہوتی ہے کہ جس آرڈر سے کٹ موشنس موو ہوئے ہیں اسی آرڈر سے متعلقہ ممبرس کو تقریر کا موقع دیا جائے ۔

Those who are able to catch the Speaker's eye will speak and there will be a general discussion in that way.

دوسری چیز یہ کہ ۱۰ منٹ دئے جانے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ۱۰ منٹ تک ممبر لازماً تقریر کرتے رہیں ۔

Shri V.D. Deshpande : Again, I request you, Sir, that every Member be given a chance. Even if you reduce the time-limit to 5 minutes, I have no objection; but I am particular that every member should get a chance. What I suggest is that some members may be given 5 minutes, and some, 10 minutes, according to the number of motions they have moved.

Shri B. Ramakrishna Rao : It is not only the movers of motions that can speak. But members on this side also will like to speak on the motions. How many minutes or how many hours are at our disposal, is the factor that we have to take into consideration. In view of that, it is not possible that every member should have an opportunity *ville nili*.

Shri V. D. Deshpande : It is not a question of *ville nili*. When a member has tabled a motion, he must be given an opportunity. Time-limit should be there; if necessary, it can be reduced; but the member should be given a chance to speak on his motion.

Mr. Speaker : If the time is not sufficient they will not get any chance.

Shri Ankush Rao Venkat Rao Ghare : I plead that every member who has moved a motion must get a chance. That will give him an idea to speak precisely and the time-limit may even be reduced to 3 minutes.

Mr. Speaker : Time-limit is suggested to be from 10 minutes to 5 minutes and from 5 minutes to 3 minutes. We shall see. I shall try to give as much time to as many members as possible. Now let us have a general discussion. Now Shri V. D. Deshpande.

Shri V. D. Deshpande : I am suggesting that the members be called in the serial number of the cut-motions moved.

Mr. Speaker : I want to give more time to you. But that is all right. I cannot call the Members in order.. Now, Shri K. Venkat Rama Rao, will speak on his motion.

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چناکنڈور) - اسبیکرسر - میں نے اپنا کٹ موشن جمع بندی کی پیچیدگیوں پر ڈسکشن کرنے کے لئے دنا ہے۔ اس ڈسکشن سے قبل میں اس کے تاریخی پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ برتختہ کے سسٹم کے بعد رعیت واری کا سسٹم نافذ ہوا جس سے حکومت کا ہرکسان اور رعایا سے بالراست تعلق ہو گیا۔ دھارے لگائے گئے اور جیسا کہ میں نے جنرل ڈسکشن کے موقع پر بھی بتلایا ہے دھارے انتہائی سنگین ہیں۔ میں اس جانب خاص طور پر آنریبل فینانس منسٹر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خود آنریبل منسٹر اور ہم نے ملکر اس کے خلاف کوشش کی تھی۔ ہمارا یہ مطالبہ تھا کہ ٹیکزیشن سسٹم اور خاص طور پر لینڈر بونیو اسسمنٹ سسٹم میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جمع بندی کی پیچیدگیاں بھی ہیں جس سے کسانوں پر مزید بار بڑھتا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ پولیس ایکشن کے بعد پیچیدگیوں کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ابھی بعض چیزیں رکھی گئی ہیں۔ کسانوں کو کوئی ریلیف (Relief) نہیں ملی ہے۔ مثال کے طور پر میں ایوان کو بتاؤں گا کہ حیدرآباد میں تری دھاروں کا ریٹ ۱۰ روپیہ سے ۲۴ روپے تک ہے۔ اس کے برخلاف ہماری سرحدوں پر آندھرا کے علاقہ میں جہاں کرشنا اور گوداوری کا ڈیلٹا (Delta) ہے جہاں کی زمین سونا اگلاتی ہے اور کسی طرح ہمارے پاس کی زمین سے زرخیزی میں کم نہیں ہے بلکہ زیادہ ہی ہے وہاں کے دھارے ۶ روپے سے ۱۰ روپے فی ایکڑ ہیں۔ اس طرح دونوں مقامات کے تری دھاروں کا مقابلہ کیا جائے تو وہاں کا دھارہ ہمارے پاس کے دھاروں کے مقابلہ میں عشر عشر بھی نہیں ہے۔ اس طرح سنگین دھارہ ہمارے پاس رکھا گیا ہے۔ اگر ہم سنہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء ۱۹۳۸ء تک کے پورے اعداد و شمار ملاحظہ کریں تو معلوم ہوگا کہ کسی طرح ادھر ادھر کی بلائیے کسانوں پر ڈالی جاتی ہیں۔ میرے پاس سب فیگرس ہیں لیکن وقت نہ ہونے کی وجہ سے میں تفصیلات میں نہیں جاسکتا۔ اس سلسلے میں نظام کے دور حکومت میں ایک ٹیکزیشن انکوائری کمیٹی (Taxation Enquiry Committee) بنائی گئی تھی۔ اس کے نتیجے سے عوام نا واقف ہیں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ جب آپ کوئی

سلسلہ میں تحقیقات کی جانی چاہئے اور دھاروں کی جو سنگینی ہے اوس کو کم کیا جانا چاہئے ان چیزوں پر غور کرنے اور اس سسٹم (System) کو تبدیل کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے تو مناسب ہوگا۔ میں ابکہ اور چیز ہاؤز کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں۔ حیدرآباد میں لینڈ ربنوینوکا جو سسٹم ہے اوس میں تبدیلی کی کافی گنجائش ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک کوٹیشن (Quotation) ہاؤز کے سامنے پیش کرنا چاہنا ہوں۔

The Quotation could not be traced out

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کسی آرہیل ممبر کو کوٹیشن ڈھونڈنے کے لئے کہہ دیجئے۔

شری کے - وینکٹ رام راؤ - خیر - تو میں بہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ٹیکزیشن سسٹم میں کافی اصلاحات ہو سکتی ہیں۔ اگر انکم ٹیکس وغیرہ کے سلسلہ میں ایروگریسیو انسی ڈینٹس (Incidents) کے ساتھ عمل کیا جائے تو گھائے ہوئے کے اندیشوں سے ہم کو نجات مل سکتی ہے۔

آئی. انکوشاراب غارے (پرتر):—سپیکر سر، جب راجپرمکھکا آڈیٹس ہوا اُس وقت گورنمنٹ کی ساری شکایتوں کا جواب دیا گیا ہے، اور آڈمینسٹریشن میں کرپشن (Corruption) ہے اس بات کو بھی صاف طور سے قبول کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آڈمینسٹریشن میں جو مال پریکٹس (Mal-Practices) ہیں ان کے لیے گورنمنٹ ایک کامیاب کارروائی کر رہی ہے۔ لیکن آج ڈسٹرکٹس میں جو آڈمینسٹریشن ہے اُس کی طرف زیادہ دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ تھسیلدار اپنے علاقے میں کم سے کم ۲۰ روز دیر کرتے رہتے ہیں۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ تھسیلدار یا تالو کے کی جگہ ٹیننسی یا دیہات کے لیے آتے ہیں ان کا تھسیلدار کی گہرائی کی وجہ سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس وقت کل ۱۸۵ تھسیلدار ہیں، اور ناوابتھسیلدار ۶۹ ہیں۔ اگر ناوابتھسیلدار بھی ۱۸۵ کر دیے جائیں تو بہت کچھ کام اچھی طرح سے ہو سکتا ہے۔ تھسیلدار کی گہرائی میں ناوابتھسیلدار ان کا کام دیکھ سکیں گے۔ تھسیلدار کو صرف ریویو کے نتیجے میں کام نہیں کرنا پڑتا بلکہ لوکل سلف گورنمنٹ ایکسکسٹو ڈیپارٹمنٹ جنرل سپرنٹنڈنٹ اور سب ڈیپارٹمنٹ کا بھی کام اُس کی طرف ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بے کار کام نہیں کرتا۔ لیکن کام کا بوجھ بہت ہوتا ہے اس وجہ سے اور زیادہ دیر کرنے کی وجہ سے کام میں تاخیر پڑتی ہے۔ مہینے میں ۲۰ دن دیر کرنے کا جو فیصلہ ہے اُس کو بھی وہ اچھی طرح سے مینجمنٹ نہیں کر سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈپٹی کلرک اور تھسیلدار جب دیر پر رہتے ہیں تو وہ ان کے لیے ایک پلےسر (Pleasure) کی چیز ہو جاتی ہے۔ ان کے چار دوستوں کو لے کر مچا کرنے کے لیے وہ دیہاتوں میں جاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ گورنمنٹ نہ مچا اڈانے کے لیے ان کے اوپر دیر کرنے کا کمپلشن (Compulsion) رکھا ہے۔ ایسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تھسیلدار لوگ دیر کے بعد جو باقی دس دن رہتے ہیں اُس میں اپنے آفیس میں ۱ یا ۲ بجے پہلے نہیں جاتے اور جب آتے ہیں تو آنے کے بعد ایک یا دو گھنٹے اپنے کمرے میں چائے پیتے بیٹھتے ہیں۔ دیہات کے لوگ آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں اس کے سوا اور کچھ وہاں نہیں ہوتا۔ تھسیلدار کو کام کرنے یا نہ کرنے میں کم سے کم ان کو چاہیے کہ وہ وقت پر اپنے آفیس میں بیٹھ رہیں۔ اس کی پالیسی ان کے اوپر کی جانی چاہیے۔

करप्शन के बारे में मैं कहूंगा कि पैसे खाने के नये नये ढंग निकाले गये हैं। सेंट्रल गव्हर्नमेंट ने फूड कंट्रोल आर्डर (Food Control Order) के तहत जो लायसेन्सेस निकाले थे उनको तहसीलदारों ने पैसे खाने का एक नया तरीका बना लिया है। हमारे सम्माननीय मंत्री महोदय ने नो कॉन्फिडेंस मोशन (No Confidence Motion) के वक्त कहा था कि हमारे जो देशभक्त हैं उनको अॅडमिनिस्ट्रेशन के लोगों के साथ अविश्वास नहीं बरतना चाहिये। मैं इस बात को कबूल करता हूँ। हमारे मुल्क का अॅडमिनिस्ट्रेशन अच्छा रहना यह किसी भी मुल्क के लिये शोभा देनेवाली बात है। लेकिन इसके माने यह नहीं हो सकते कि अॅडमिनिस्ट्रेशन में जो खराबियाँ हैं उनको दूर न किया जाय। मैं अपनी परतूर कॉन्स्टीट्युएन्सी (Constituency) में देखता हूँ कि रॉयलसीमा फंड के लिये तहसीलदारों ने पटेल पटवारियों की मदद से फंड वसूल किया और इस तरह से हर देहात से करीब दो दो हजार रुपये वसूल किये गये हैं फायनान्स मिनिस्टर साहब ने बजट स्पीच के वक्त कहा था कि इसमें से ४८०० रुपये फूड ग्रेन की तहत टेनेन्ट्स (Tenants) को दिया गया, लेकिन मैं देखता हूँ कि मेरी कॉन्स्टीट्युएन्सी से करीब दो हजार दरख्वास्ते इस सिलसिले में आनेक बावजूद भी उसको कोअी मदद अब तक नहीं दी गयी है। इसी तरह से जो फंड वसूल किया जाता है उसकी रसीद भी नहीं दी जाती। देशभक्त आदमी चाहे वह किसी भी पार्टी का हो अगर वह इस तरह की बातें करेगा तो बदनाम होगा, और दूसरे वक्त चुनकर नहीं आ सकेगा। जनता उसको ठुकरा देगी। लेकिन चंद लोग जो इस तरह से हटायें नहीं जा सकते उनकी करप्शन की वजह से गव्हर्नमेंट बदनाम होती है, और उसका प्रेस्टिज (Prestige) खराब हो जाता है। इसलिये मैं चाहता हूँ इसलिये मैं चाहता हूँ कि कोअी भी फंड अफसरों के जरिये से वसूल नहीं किया जाना चाहिये और उनके बारे में जो दोरे की पाबंदी है उसके साथ साथ उनकी गैरहाजरी में नायब तहसीलदारों को वहाँ रहना जरूरी किया जाना चाहिये टेनेन्सी या और दीगर मामलों के फंसले जल्द से जल्द किये जाने चाहिये और काश्तकारों के जो मुतालिबात हैं उनकी तरफ ध्यान देने के बारे में अहकामा दिये जाने की जरूरत है। इसकी तरफ सम्माननीय मंत्री महोदय ध्यान दें। ऐसी आशा प्रगट करते हुए मैं अपना भाषण समाप्त करता हूँ। *

శ్రీ పెంకయ్య (మధిర)

అధ్యక్ష మహాశయ,

రెవిన్యూ డిపార్టుమెంటు అన్ని డిపార్టుమెంటుల్లోనూ చాలా ప్రధానమైనది. రైతులకు యీ డిపార్టుమెంటులోనే చాలా సంబంధాలు ఉంటాయి. కాబట్టి యీ ఒక్క డిపార్టుమెంటును సరిచేసినట్లుంటే దేశమును చాలా ఉద్ధరించినట్లే. గత ప్రభుత్వంలో రెవిన్యూ డిపార్టుమెంటులో చాలా అక్రమాలు జరిగాయి. ఈ ప్రభుత్వంలో కూడా అలాగే అక్రమాలు జరుగుతున్నాయి. వాటిని ఏమాత్రము సర్దుబాటు చేసినట్లుగా లేదు. రైతులు పేటికైనా దరఖాస్తులు ఇచ్చినట్లు అయితే, వాటికొరకు ఏమైనా పెంటసే లంచం చెల్లించకుండా ఉంటే ఆ దరఖాస్తులు ఎన్ని ఏండ్లయినా అలాగే పడిఉంటాయి. ఆ దరఖాస్తులు ఏమైనావో చూడడం ఆనాడు లేదు. యీనాడు లేదు. ఇటువంటి అక్రమాలు జరక్కుండా ఉండాలంటే, నేను సూచించేదేమంటే తహశీల్ కచ్చేరీలో తహశీల్దారు గాని, పేష్కార్ గాని ఉన్నారు గదా, వీరి బాధ్యత ఏమంటే, అవుట్ వర్డ్ రిజిస్టర్, (Out word Register) ఇన్ వర్డ్ రిజిస్టర్ (In ward Register) ద్వారా వచ్చిన దరఖాస్తులన్నీ క్లర్క్ వద్ద పరసనల్ రిజిస్టర్ (Personal Register) లో

చేర్చాలి. వచ్చినటువంటి దరఖాస్తులు, కాగితాలు అందుతో ఉన్నాయో, ఏమైనాయో, పదిపాను రోజుల కొకసారైనా విచారించాలి. అందుకొరకు పెండింగ్ లిస్టు (Pending List) ఉండాలి. ఆ క్లర్క్-వద్ద ఆ కాగితాలు కాని దరఖాస్తులు కాని లక్షమంగా నిలువ వున్నాయేమో విచారించి ఏమైనా ఉంటే ఏ దురుద్దేశముతో వాటిని ఉంచుకొన్నాడో తెలుసుకోవాలి. అట్లా విచారించి ఆ క్లర్క్-కు బ్లాక్ మార్కు (Black-Mark) ఇవ్వడం చేయాలి. డబ్బు ఇచ్చే వరకు కాగితాలను అట్లాగే ఉంచుతారు. డబ్బు ఇవ్వకుండా ఏపని జరగడం లేదు. అది ఆనాడు జరిగింది; యీనాడు జరుగుతోంది. ప్రజలు ఇచ్చుకొనే ఐస్సులే కాకుండా యీ విధంగా ఇచ్చుకొనే రుచుములు వివరంగా పెరిగిపోయి కృంగి పోతున్నారు. కాబట్టి నేను చెప్పిన విధంగా ఏర్పాటు చేయించ కోర్కెను ఇదే విధంగా చాలా ఆఫీసులలో కూడా జరగాలి.

రిజిస్టరు అయిన భూములకు పట్టాలు ట్రాన్స్ ఫర్ (Transfer) చేయడం అనేది ఉన్నది. ఇప్పుడున్న ఆచారమేమంటే, పట్టావీలకు ఏమైనా ఇస్తేగాని పట్టాలను ట్రాన్స్ ఫర్ చేయరు. పటేల్ పట్టావీలు డొరికే రారు. డొరికే తహశీల్దారు వద్దకు వచ్చి స్టేటుమెంట్సు (Statements) ఇవ్వరు. వందల సంవత్సరముల నుంచి రిజిస్టరు అయ్యి, పట్టావీలకు లంచాలు ఇచ్చుకోలేనందున ల్లి పట్టాలు కాని ఎన్నో భూములు రైతుల కబ్జాలో ఉండి ఇంకా కరి పేరుతో పట్టాలు ఉండటం జరుగుతోంది. నిరాసతో అంటే,—ఒక కుటుంబంలో తండ్రి చనిపోతే అతడి పేరుతో ఉండే భూమి కొడుకు పేరుతో రావాలి. కాని అవిధంగా జరగని కారణాన తాతల పేర భూమి ఉండి అతని కొడుకులు మనుమలు అనుభవించు చున్న భూములు ఎన్నో ఉన్నాయి. పట్టావీలకు లంచాలు ఇవ్వనందున ఆ భూములు అట్లానే నిలిచి పోతున్నాయి. ఇవి పుక్కిటి పురాణము కాని, అబద్ధాలకాని కావు. గ్రామాల్లో విచారేస్తే తెలుస్తుంది. పట్టాదారు చనిపోయిన రిపోర్టు వచ్చిన వెంటనే అతని వారసుల పేరున పట్టా మారాలి. ఎంతో మొత్తంగా సర్వేకాని భూములున్నాయి. జాయింటు పట్టాలు ఎన్నో ఏండ్ల నుంచి అలాగే ఉన్నాయి. వాటిని సవరించాల్సి ఉంది. ఇంక భూములకు సబ్-డివిజన్ చేయించాలి. ఇది చేయించడానికి సెటిల్ మెంట్ అధికారులకు తప్ప ఎవ్వరికీ అధికారము లేదు. తగాదాలు వచ్చినప్పుడు గట్టు సెంటర్లు సరిహద్దు తగాదాలు చూచుకోవాలంటే టీఎస్ కొరకు జిల్లాకు రైతు రావడంవల్ల వందల కొలది డబ్బు ఖర్చవుతోంది.

పట్టావీలు గుడ్డ నక్వాలమీద పేసి వున్న కొలతలు చూపి రైతులను వీరు చేసే అక్రమాలు అంత ఇంత కావు. ఈ గుడ్డ నక్వాలు ఎల్లా సాగదీస్తే అట్లా సాగుతాయి. వాటిని తెచ్చి అనేక రకాల కొలతలు చూపెట్టి పేచీలు పెడుతున్నారు. కాబట్టి సక్రమంగా సర్వే ప్యాన్ అయిన ఉద్వ్యగూలనే ఉంచి ఫీల్డ్ బుక్స్ (Field Books) వీరికి స్వాధీన పరచాలి.

తగాదాలు రాకుండా రైతులు నష్టపడకుండా ఉండేందుకు అవకాశాలు కలుగ చేయాలి. ముంబైలో సిస్టమ్ మద్రాసు రాష్ట్రంలోని సిస్టమ్ లాగా మార్చినట్లయితే రైతుకు చాలా తాగు కలుగుతుంది. రెవిన్యూ డిపార్టుమెంటు సవరణ జరగనంత కాలము రైతులు చాలా నష్టపడుతారు. ఈ రెవిన్యూ డిపార్టుమెంటును పూర్తిగా ఓవర్ హాల్ (Overhaul) చేయాలని నా అభిప్రాయం. ఇందుకు రెవిన్యూ మంత్రిగారు పూనుకొని శాసనంలోని లోటుపాట్లను గుర్తించి వాటిని సవరించి తీసుకువచ్చేరని తెలుస్తున్నాను.

The house then adjourned for recess till Eleven of the Clock.

The House re-assembled after recess at Eleven of the clock.

[Mr. Speaker in the Chair]

شری جی۔ گوپال راؤ (پاکھال) - مسٹراسپیکر سر - حیدرآباد میں کل (۲۲,۴۵۷) مواضعات ہیں ان کے منجملہ (۶,۵۳۵) جاگیری اور (۱,۹۶۱) صرف خاص کے ہیں۔ یہ مواضعات جمہ رقبہ کا (۴۰) فیصد ہیں۔ اسپراسسمنٹ ہوا اور دو کروڑ (۲۵) لاکھ مالگزاری وصول کیجاتی ہے۔ یہاں جاگیری رقبے کی مالگزاری بھی کافی وصول ہوتی ہے۔ ایک زمانہ میں جبکہ بندوبست کا محکمہ قائم ہوا تو جاگیرات میں بھی بندوبست کا کام کیا گیا اور بڑے بڑے جاگیرات کو بندوبست کے اختیارات دے گئے تھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے جاگیرات میں دھارے کا اضافہ ہوا۔ علاقہ جاگیرات میں پیمائش محکمہ بندوبست سے ہوتی تھی لیکن پرت بندی کا کام یعنی دھارہ قائم کرنا جاگیرات کے صیغہ بندوبست سے ہوا کرتا تھا۔ محکمہ بندوبست سے کاغذات تیار ہو کر مالگزاری کو منظوری کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ اگر محکمہ بندوبست یہ تجویز کرے کہ درجہ دوم کا دھارہ عائد ہونا چاہئے تو صدرالمہام مال یہ تجویز کرتے تھے کہ جاگیری مواضعات میں اسپراسسمنٹ کر کے درجہ دوم کے دھارے کو کم کیا جائے۔ دوسری چیز یہ کہ دس آنے آٹھ پائی کی معافی ملتی تھی اور زیر باؤلی زمینات کے لئے تین آنے کی معافی دیجاتی تھی۔ گورنمنٹ کی رپورٹ ہے کہ جاگیری انضمام کے بعد جاگیری رعایا کو دیوانی کے مائل لانے کے احکام دے گئے ہیں مگر آج تک اسکی تعیل نہیں ہوئی۔ ساڑھے سترہ فیصد کی پہلی سال منظوری دی گئی تھی ایک سال اس پر عمل بھی کیا گیا۔ جب جاگیرات میں ری اسپراسسمنٹ (Reassessment) ہوا تو ایک ہزار جاگیرات کا بندوبست ہوا۔ (۱۰۱) مواضعات کی سنوائی کی گئی اور (۵۳۷) مواضعات کو دیوانی کے مائل لایا گیا۔ بہر حال (۱,۶۳۸) مواضعات کو اس طرح دیوانی کے مائل لایا گیا۔ باقی (۶۸۵۸) اب بھی باقی ہیں۔ یہ ایک ہزار مواضعات کاری اسپراسسمنٹ کرنے میں چار سال صرف ہوئے ہیں باقی (۶۸۵۸) مواضعات کا اسی رفتار سے ری اسپراسسمنٹ (Reassessment) کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ۲۴ سال کی ضرورت ہوگی۔ گویا ۲۸ سال میں ریاست حیدرآباد کے جاگیری مواضعات کو دیوانی کے مائل لایا جاسکیگا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ سر دست سے معافی دیجائی ہے چاہے وہ بندوبست شدہ ہو یا نہ ہو۔ چالیس فی صد رقبے سے دو کروڑ ۲۵ لاکھ مالگزاری وصول ہوتی ہے اس کے متعلق کہنا یہ ہے کہ ۱۱ حصہ کو معاف کیا جائے۔ جاگیرات کا جو بقایا ہے اسکو وصول کر کے جاگیرداروں کو واپس کرنے کے احکامات ہیں وہ بقایا وصول نہیں کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ سر دست سے ۱۱ حصہ معاف کر دیا جائے۔

క్రిమిటి ఆసుట్టి, కమతాదేవి—(అలేరు).

స్పీకర్, సర్.

పైగూరాబాడు స్టేటులో ఏదైతే కరువు పరిస్థితి ఏర్పడిందో దాని విషయంలో మూల్కామతాసు. ఈనాడు పైదరాబాడు స్టేటులో కరువు ఉన్నదని కాంగ్రెసు మూల్కామతాసుకి కూడా తెలుసు. పోయిన సంవత్సరం బడ్జెటులో కరువు నివారణ పనులకు డబ్బు మినహాయించారు. ఈ సంవత్సరం కరువు ఉందని కూడా ఏమాత్రం మినహాయించ లేదు. వరంగల్ ప్రాంతంలో, పాల్వంచ, ఇల్లందు తాలూకాలలో బాగా కరువు పరిస్థితి ఏర్పడింది. అక్కడ ప్రజలకు తినడానికి తిండిలేదు. వర్షాలు లేక పంటలు పండలేదు. చెరువులు ఎండిపోయినాయి. బావులలో నీరు లేదు. త్రాగడానికి మునిసిపల్టీ కూడా దొరకుట లేదు. వరంగల్, హనుమకొండలో కొంత భాగం, ఖమ్మంలో కొంత భాగంలో పూరాగా కరువు ఏర్పడింది. ఇక పాల్వంచ, ఇల్లందు తాలూకాలలో కరువు పరిస్థితి చాలా తీవ్రంగా ఉంది. ఈ ప్రభుత్వానికి అక్కడి ప్రజలు సంతకాలు చేసి మెమోరాండాలు (Memorandums) పెట్టారు. కరువు నివారణకు ప్రయత్నం చేస్తామని మంత్రులు వాగ్దానాలు చేశారు. పోయిన సంవత్సరం కరువు నివారణకు కొంత డబ్బు మినహాయించారు గాని ఎర్నాకూలంలో వర్షాలు పండక పంటలు పండలేదు. ప్రజలు తిండి లేక ఎన్నో బాధలు పడుతున్నారు.

అక్కడ కోయవాళ్ళను, లంబాడీవాళ్ళను నాగరికులను చేస్తామని, వారిని అభివృద్ధి చేస్తామని చెప్పి వాళ్ళ ఇళ్ళనుంచి తీసుకుపోయి క్యాంపులలో (Camps) పెట్టారు. అక్కడ క్యాంపులలో పెట్టిన కాలంలో వ్యవసాయం చేసుకొనేందుకు భూములిచ్చారు. వాళ్ళు ఇళ్ళకు వెళ్ళిపోతామంటే వెళ్ళమన్నారు గాని ఇళ్ళల్లో ఉండి భూములను వ్యవసాయము చేసుకుంటామంటే ప్రభుత్వంవారు ఇవ్వలేదు. అందు చేత ప్రజలకు తినడానికి తిండిలేదు. ఉండడానికి గుడినెలు లేవు. వారినందరినీ నాగరికులుగా చేస్తామని చెప్పారేగాని క్యాంపులలో వుంటే భూములు ఇస్తామని, ఇళ్ళకు పోతే భూములు లేవని చెప్పారు. అక్కడకు పోతే ఇళ్ళు లేవు. తినడానికి తిండి లేదు. నానాబాధలు పడి చచ్చి పోతున్నారు. ఈ ప్రభుత్వము పెనుకబడిన జాతుల వారికి సహాయము చేసేదమని మాటలు మాట్లాడెదరు. ఆచరణలో ప్రజల ప్రాణాలు పోవడానికి కారకులౌతున్నారు.

వరంగల్ జిల్లాలో బాగో పంటలు పండిన కాలంలో ఒక ఎకరము కోత కోసిన ౪౦ మానికలు ధాన్యం కూలి యిచ్చేవారు. ప్రస్తుతము పంటలు లేకపోవడము వలన ఎకరానికి ౫ మానికలు కూలి మాత్రమే దొరకు చున్నది. కొన్ని చోట్ల అదికూడా లేదు. ఏదో గంజీ కాచుకొని త్రాగి జీవిస్తున్నారు. ఈ విధంగా పంటలు పండక నానాబాధలు పడుతుంటే ఆ ప్రాంతాల్లో కూడా తేపీ (Levy) వసూలు చేస్తున్నారు. కొద్దీగా పండిన పంట ఉంటే దానిని ప్రభుత్వం తేపీ క్రింద తీసుకుంటోంది. నలగొండ, సూర్యాపేట, దేవరకొండ రామన్నపేట, భువనగిరి మొదలగు ప్రాంతాల్లో కొంత భాగములో కరువు తీవ్రంగా వుంది. ఈ కరువు ప్రాంతాల్లో ఎక్కడా కూడా తేపీ మాఫీ చేయలేదు. వసూలు చేస్తున్నారు. రూ. 34, ౪౦ లకు ధాన్యం తీసుకుంటుంది. గాని ప్రజలలో కొనుగోలు శక్తి పడిపోయింది. కూలి పనులు లేవు. డబ్బు కూడా లేదు. కరువు పరిస్థితి తీవ్రంగా వున్న పాల్వంచ, ఇల్లందు తాలూకాలలో ప్రజలు ఏమి

తీసి బ్రతుకు తున్నారో చూడాలి. ఏదోవిధంగా ప్రాణాలు దక్కించుకోవాలని అక్కడ దొరకే తెల్లగంజీ గడ్డ త్రవ్వకొని లింట్లున్నారు. దీనిలో విషమండుట వలన అదే తీసి చచ్చిపోతున్నారు. ఆ గడ్డను మూడు రోజులు నీళ్ళలో నానబెట్టి ఒక రోజు డాడికించి తింటే బ్రతుకు తారు. ఇవి అబద్ధాలు కావు. మీరు తీసి చూడవచ్చును. (నవ్వు) మంత్రులలో డాక్టర్లు కూడా వున్నారు. ఈ విషయం స్వయంగా పరీక్షించ వచ్చును.

అక్కడ ప్రజలకు డాక్టర్లు లేరు. మందులు లేవు. ఏదోవిధంగా బ్రతకడానికి, ప్రాణాలు కాపాడుకోడానికి ఆ గడ్డలనే వారు తింటున్నారు. కరువు పరిస్థితి ఈ విధంగా దీనదీన తీవ్ర రూపం దాలుస్తోంది. వర్షాలు లేకపోతే ఇవికూడా దొరకవు. ప్రజలు పన్నులు పడుకోవాలి కరువు తీవ్రంగా ఉందని అక్కడి ప్రజలు సంతకాలు చేసి మెమోరాండాలు పెట్టుకొన్నారు. బీడ్, ఔరంగాబాదు ప్రాంతాలు కరువు ప్రాంతాలుగా ప్రకటించారు. అక్కడి ప్రజలను కరువునుండి కాపాడాలని ప్రభుత్వం బీడు, ఔరంగాబాదు, ఖమ్మంలో ఫేర్ ప్రెజర్ రోడ్లు పేయిస్తారట. అప్పుడు పనులు దొరక వచ్చును గాని కూలీ తక్కువ వస్తుంది. రోడ్లు పేయించినంత మాత్రాన కరువు నివారణ కాదు. బావులు, చెరువులు వచ్చే వర్షాకాలంలో నిండితే పంటలు పండి, మిగిలిన ప్రజలు బ్రతుకుతారు. ఈ ఫేర్ ప్రెజర్ రోడ్లు మునుముందు ఉపయోగ పడవు. వేసవి కాలములో పేసిన రోడ్లు వర్షాకాలం రాగానే కొట్టుకు పోతాయి. - వాటి ఆనవాలు కూడా ఉండదు. తిరిగి కొత్తరోడ్లు పేయించాలి. కొబట్టి ఇటువంటి రోడ్లవల్ల కరువు తీరదు. వీటికి పెట్టబడిన ఖర్చు చెరువులు బావులు త్రవ్వటకు ఉపయోగించిన అధికాహారోత్పత్తికి తోడ్పడిన వారగుదురు. ప్రజలకు చాలాకాలం నిలవయిండు పనులు చేయించిన వారగుదురు. మునుముందు కరవు రాకుండా కాపాడిన వారగుదురు. కాని ఈ రోడ్డునుండి ప్రజలకు తాదము లేదు.

హరిజన ఘండు ఏ విధంగా ఉపయోగిస్తున్నారు? కరువు ప్రాంతాల్లో ప్రజలు ఏ విధంగా బాధలు పడుతున్నారో చూచి వాళ్ళకు సౌకర్యాల కలుగ జేసేందుకు డబ్బు తేదంటారు. కానీ ఎన్నికలు రోగానే గుడ్డలు, డబ్బు, ధాన్యం పంచి పెడుతున్నారు. దీనికి డబ్బు ఎక్కడనుంచి వస్తోంది? మంత్రుల జేబుల్లోనుంచి ఇస్తున్నారో తెలియదు! కరువు ప్రాంతాల్లో కరువు నివారణకు వెంటనే కొంత మొత్తం మినహాయించి పనులు చేయించాలి. కరువు ఘండు క్రింద కొంత మొత్తం పెట్టి ఆ ప్రాంతాలు పరీశీలించి ప్రజల బాధలు తొలగించాలి. ప్రజలకు సౌకర్యములు కలుగ జేయకపోతే ప్రభుత్వం నిలవదు. ప్రజలకు మేలుచేయని ప్రభుత్వము ఎంతకాలము నిలువ గలదో మీరే ఆలోచించాలి. కోయవాళ్ళకు భూములనిచ్చి వ్యవసాయం చేసుకోనివ్వాలి. బీడ్, ఓరంగంబాదు, వరంగల్ జిల్లాల్లో కరువు తీవ్రం వుండని చెప్పాను. అక్కడ అడవుల్లోని ప్రజల పరిస్థితి మరీ హీనంగా ఉంది. ప్రజలకు తిండి లేకపోతే పేరుకు లేకుండా చచ్చిపోతారు. కానీ వాళ్ళను చాపని వ్వండి ఇక్కడ ఉద్యోగులకు పెద్ద జీతాలిచ్చి ప్రభుత్వం నిలుపు కోడానికి ప్రయత్నిస్తే తోధం లేదు. ప్రభుత్వోద్యోగుల జీతాలనుంచయినా మినహాయించి ప్రజల కష్టాలను తీర్చేందుకు ప్రయత్నించాలని, అక్కడ కరువు పరిస్థితులు పోయేందుకు కొంత కరువు ఘండును ఏర్పాటు చేసి ప్రజలకు సౌకర్యాలు కలుగ జేయాలని కోరుతున్నాను.

श्री. रामराव आठरावकर (शेवराजी):-मिस्टर स्पीकर सूर, मैंने अपना कटबोक्स डिमांड नं. २ हेड अकाउंट ७. लैंड रेवेन्यू के लिये एक करोड़ पैंतीस लाख बीस हजार रुपये की जो रकम

रखी गयी है उसमें १०० रुपये कम करने के लिये लाया है ताकि मराठवाड़े के बीड जिले में जो फॅमिन (Famine) के हालात हैं उनके बारे में गव्हर्नमेंट की पालिसी पर बहस की जा सके। इसी के साथ मराठवाड़े को जो जुदा हालात हैं उनके बारे में भी मैं कुछ कहना चाहता हूँ। एक साल से हम देख रहे हैं कि मराठवाड़े के बारे में गव्हर्नमेंट में मायूसी का ख्याल है। इसको हम अब बरदाश्त नहीं कर सकते हैं यह मैं साफ अल्फाज में हाउस के सामने वाजे कर देना चाहता हूँ।

साथ ही साथ मुझको यह कहते हुए बड़ा रंज हो रहा है कि चीफ मिनिस्टर साहब ने राजप्रमुख के भाषण पर बोलते हुए कहा कि मराठवाड़े के हालात कहतसाली के नहीं हैं, और उन्हें फॅमिन के हालात नहीं कहा जा सकता है लेकिन वहाँ अनाज की स्केयरसिटी (Scarcity) है ऐसा कहा जा सकता है। यह सुनकर मुझे बड़ा ताज्जुब हुआ, और दुःख भी हुआ। शायद चीफ मिनिस्टर साहब के बंगले में या बबरचीखाने में फॅमिन के हालात न होंगे इसलिये उनको वे नहीं नजर आते हैं, लेकिन मैं कह सकता हूँ कि मराठवाड़े में और खास कर बीड जिले में तो आज फॅमिनहि के हालात हैं।

मिस्टर स्पीकर :—अस तरह अल्लिगेशन (Allegation) नहीं कीजिये।

श्री. रामराव अवरगांवकर :—मैं मराठवाड़े के बीड जिले में जो हालात हैं वो आपके सामने जिस हाउस के सामने रखना चाहता हूँ। वाकजी बीड जिले की हालत क्या है? वहाँ से कितने लोग घर छोड़कर चले गये हैं? और वहाँ पानी के हालात क्या हैं? मैं चॅलेंज (Challenge) के साथ यह कहने के लिये तैयार हूँ कि क्या चीफ मिनिस्टर साहब ने एक दफा भी जिस फॅमिन अेरिया को खुद आकर देखा है? वहाँ तो वही पुराना तरीका है। पटेल पटवारी से रिपोर्ट आती है और अुसीपर गव्हर्नमेंट विश्वास रखती है। पटेल पटवारी घर बैठकर हि आनेवारी लगाते हैं और अपना रिपोर्ट भेजते हैं वे खुद खेतों में जाकर थोड़ेही देखते हैं? और फिर गव्हर्नमेंट इसी रिपोर्ट पर तसफिया करती है कि क्या फॅमिन अेरिया है या नहीं यह तो वही पुरानी सिस्टिम (System) अभी तक चलायी जा रही है।

बीड के फॅमिन के बारे में चीफ मिनिस्टर साहब के पास कभी बार रिप्रेसेंटेशन (Representation) किये गये, लेकिन हमें ठीक जवाब नहीं दिये गये। जब हम वहाँ जाते हैं तो हमारे मुहपर वही फॅमिनकोड (Famine Code) फेंका जाता है यह जो आपका फॅमिन कोड है वह तो वही लाल मूहवाले अंग्रेजी बंदरोंने तैयार किया हुआ है और न मालूम आप आज भी उसपर क्यों अमल कर रहे हैं। वे लाल मूह के बंदर—

मिस्टर स्पीकर :—ऑर्डर ऑर्डर :—

श्री. रामराव अवरगांवकर :—अगर हमें वाकजी कुछ काम करना है तो यह जो पुराना कोड बनाया गया है उसे हमें बदलना चाहिये।

(Bell)

अब मैं बीड जिले के कुछ आदातशुमार हाउस के सामने रखना चाहता हूँ। जो लोग अपना फॅमिन की वजह से गये हैं उनके गांव वारी आंकड़े मैं देना चाहता हूँ।

गांवकी कुल आबादी

गांव छोडकर जानेवालोंकी संख्या

बैकणी	४२७	३७५
मेंडखुर्द	२३८	४०
मेंड बजुर्ग	८८५	४५०
सेलू	४४५	५०
सुडी	७२५	२५

असके सिलसिले मे मै पूरे डीटेल्स (Details) अभी हाअूस के सामने रखने के लिये तैयार हूं और वह मेरे पास मौजूद हैं लेकिन टाअीम न होने की वजह से मै अभी नहीं रख सकता हूं।

बीड जिले मे कुल गांव १०४२ हैं। लेकिन जो तकावी अूनके लिये सरकार ने दी है वह सिर्फ ५० हजार रुपये हैं अगर हम देखें तो मालूम होगा कि यदि यह तकावी गांववार दी जाय तो भी अेक गांव को ४५ रुपये १२ आने २ पाअी अितनी ही आती है। यह सोंचने की बात है।

वहां पानी की भी कमी है और असके लिये भी सरकार ने रुपये दिये हैं। पानीके लिये जो १५,००० रुपये दिये गये हैं अिनका भी यदि हिसाब लगाया जाय तो कोअी १५० रुपये के करीब हर गांव को मिलते हैं फॅमिन रिलीफ (Famine Relief) के तहत कुछ काम भी शुरू कर दिये गये हैं अुसमे अबतक २६०० मजदूरोंको हि काम मिला है और बाकी के लोग अभी बेकार ही हैं अिसी तरह यदि गव्हनमेंट रिलीफ के काम चलायेगी तो मराठवाडे की जनता को और खासकर बीड जिले की जनता को कैसे रिलीफ मिल सकता है और यह कहतसाली की हालत कैसे दूर हो सकती है यह आप सोंच सकते हैं।

मै चीफ मिनिस्टर साहब को वाजे कर देना चाहता हूं कि मराठवाडे की हालत को सुधारने के लिये अिस तरह के खाली रिलीफ के काम नहीं चलनेवाले हैं। मराठवाडे के कुछ जिलों मे तो हरसाल ही फॅमिन की सी हालत रहती है। आपको अिसकी और जल्द से ध्यान देना चाहिये अगर हम अिसकी तरफ तवज्जे नहीं करेंगे और अेक साल तक अिसी तरह कहतसाली रही तो फिर यहां के बहुतेसे जानवर मर जायेंगे। तो अिसके लिये हमको यह अेरिया फॅमिन अेरिया (Famine Area) कसर देकर फॅमिन कोड को न देखते हुअे यहां के अव्वाम को बचाने की कोशिस करली चाहिये यही मै दरख्वास्त करूंगा।

مسو اسپیگر - میں ایک چیز کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں - جو الفاظ میں استعمال کئے جاتے ہیں وہ ہاؤس کے ڈگنی (Dignity) کے لحاظ سے ہونے چاہئیں - میں سمجھتا ہوں کہ پولائیٹ لینگویج (Polite Language) کے استعمال سے نہ صرف ہاؤس کی ڈگنی بڑھیکی بلکہ آنریبل ممبرس کی ڈگنی بھی بڑھیکی -

شریح آؤٹلاشکمی ترجمہ ہارڈی - اسپیکر - قولداروں کے نسبت حکومت کی جو پالیسی ہے وہ حکومت کے سامنے لانا ضروری ہے اسلئے کہ اس سلسلے میں حکومت ایک

نیا بل پیش کر رہی ہے۔ میں اس پر غور کرنا ہے کہ اسکے کیا نقاط ہیں۔ ماضی میں کیا طرز رہا۔ اس قانون سے قولدار کس حد تک مستفید ہوئے۔ میں اس چیز کو ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ قانون میں قولداروں کو کچھ حقوق دئے گئے ہیں۔ ان کے مال کے مقدمات کئی مہینوں تک چلتے رہتے ہیں اور انکو کافی زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ اسکے بعد ایک آرڈیننس نکالا جس پر عمل ہونا شروع ہوا۔ .. .

اس طرح اب اون لوگوں کو عدالتوں اور کچھیریوں کے چکر میں مبتلا ہونا پڑا اور اون کا سارا وقت اس میں گزرنا ہے۔ دوسری طرف پولیس کی مدد سے زمیندار قولداروں کو کافی پریشان کر رہے ہیں۔ اون کو زمینات سے بیدخل کر رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً یہ چیزیں حکومت کی نظر میں لائی گئیں لیکن کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا گیا۔ زمینداروں کی زبردستیاں ایک زمانہ سے چلی آرہی ہیں لیکن حکومت کی جانب سے کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ حکومت کی جانب سے اصلاحات لانے کے متعلق بچھلے کئی مہینوں سے اعلان کیا جانا رہا۔ ایک طرف سوامی جی اور دوسری طرف چیف منسٹر دہلی سے اعلان کرتے ہیں کہ اصلاحات لائے جائیں گے۔ لیکن جو اصلاحات لائے گئے ہیں اور گورنمنٹ کی اس سلسلہ میں جو ایسی ہے وہ ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔

اس کے پہلے چیف منسٹر نے تعلقہ لینڈ کمیشن (Taluka Land Commission)

کے قیام کا اعلان کیا۔ لیکن جو تعلقہ لینڈ کمیشن قائم ہوئے اون میں جن لوگوں کو کیا ہے ان میں تقریباً ۵ فیصد زمیندار ہیں۔ وہ زمیندار ہیں جن کے مقابلے میں ٹیننٹس لڑ رہے ہیں۔ وہ زمیندار ہیں جو ٹیننٹس کو بیدخل کر رہے ہیں۔ ٹیننٹس اور قولداروں کی جانب سے لڑنے والے اداروں کے نمائندوں کو ان میں نہیں لیا گیا۔ اگر لیا گیا ہے تو ہر تعلقہ کانگریس کمیٹی کے لیڈروں کو لیا گیا یا زمینداروں کو بھردیا گیا جو قولداروں کو بیدخل کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اور یا نہیں تو خاموشی سے انے انے گھروں میں بیٹھے ہوئے اشخاص کو لیا گیا ہے۔ غرض ٹیننٹس کے مفاد کے لئے کچھ کام نہیں ہوا ہے۔ اور ہر دیہات کے ٹیل ٹوای ٹیننٹس کے حقوق اور قبضہ وغیرہ کے متعلق راجا راجات نہیں کرتے۔ لیکن ہماری ذمہ دار حکومت ان رکوائی توجہ نہیں کر رہی ہے۔ لہذا حکومت نے زراعت کے متعلق کیا ایسی اختیار کی ہے کاشتکاروں کے متعلق کیا ایسی اختیار کرنے والی ہے اوس پر غور کرنا ضروری ہے۔ حکومت کی جانب سے بل میں بتلایا گیا ہے کہ حکومت نے ایک میگزیم سیلنگ ریٹ (Maximum Selling Rate) مقرر کیا ہے جسکی وجہ سے زمینداری ختم ہو جائیگی۔ اس میں زمینداروں سے زمینات حاصل کرنے کے متعلق طریقہ بتلایا گیا ہے۔ لیکن جب اس بل کے پیش ہونے کے امکانات ہو گئے تو زمینداروں نے بڑے پیمانہ پر اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے افراد کو بلکے دور کے رشتہ داروں مثلا ساس یا سالی وغیرہ کو زمینات تقسیم کر دیں۔ اون کے نام بٹھ کئے جا کر فرضی دستاویزات مرتب ہوئے اس سلسلہ میں کیا روک تھام کی جا رہی ہے۔ اس کا پروویڈن اس بل میں نہیں ہے۔ ایسے ٹوں کو کالعدم قرار نہیں دیا گیا۔ اس لئے

یہی کوشش کر رہا ہے کہ میگزیم سیانگ کے تحت مجھے بھی زمین ملے۔ جب تک ان کی روک نہام نہ کیجائیگی آپ زمینداروں کے قبضہ سے زمینات حاصل نہ کوسکینگے اور نہ ہی دوسرے کسانوں کو زمین تقسیم کیجاسکے گی۔ اگر اس طرح زمین حاصل بھی ہو تو بہت کم ہوگی بلکہ برائے نام ہوگی۔ زمینات کی جو قیمتیں مقرر کی گئی ہیں اگر وہ کسان حاصل کریں تو ان کو کوئی منافع ہونے والا نہیں۔ بعض مقامات پر خسی کا چار بانچ گنا منافع قیمت مقرر کی گئی ہے اور تری کیلئے ۲۰ گنا منافع قیمت مقرر کی گئی اور زر خریداری (۱۰) گنا مقرر کیا گیا۔ اس طرح اگر آپ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ایک ایکری زمین کے لئے (۵) گنا زر مالگزاری بطور قیمت مقرر ہوئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو قیمتیں مقرر کی گئی ہیں وہ تلنگانہ کے بعض مقامات کی بازاری قیمتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس طرح گورنمنٹ ایک طرح زمینداروں کی مدد کر رہی ہے۔ کیونکہ جو زمینیں زمین خریدنا چاہتے ہیں وہ قیمت بڑھی ہوئی ہونی کی وجہ سے نہیں خرید سکتے۔ اکثر مقامات پر مجھے معلوم ہے کہ فی روپیہ نہ آنے والے منافع دیا گیا ہے لیکن یہاں پر فی روپیہ روپیہ روپیہ منافع دیا جا رہا ہے اس کی وجہ سے کسانوں کو زمین بھی نہ مل سکیگی۔ اگر خریدائیں تو گھانا ہوگا۔ میری سچہ میں نہیں آتا کہ آئندہ کو آپریٹو سوسائٹیز کو زراعت کیلئے زمینات کیوں دینا چاہتے ہیں۔ مجھے شبہ ہے کہ آپ کو آپریٹو سوسائٹیز اس سلسلہ میں کچھ کام بھی کرینگے۔ ان کو آپریٹو سوسائٹیز میں کانگریس حکومت کے ہٹھو رہینگے۔ وہی ان سوسائٹیز پر قابض رہینگے اور جب بیسک یونٹ (Basic Unit) ہے اوس کے لحاظ سے زمینات کی تقسیم نہیں کرینگے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج ہر فرد زمین حاصل کرنے کے لئے کس قدر بیتاب ہے۔ ایک گنٹہ بلکہ ایک ایک گز زمین کیلئے مقدمہ بازی ہوتی۔ کئی خون زمین کے لئے ہوتے ہیں۔ کئی جھگڑے ہوتے ہیں اس کا تجربہ دیہات میں رہنے والے ہر شخص کو ہونا ہے۔ کہا گیا ہے کہ بیسک یونٹ کے تحت آئندہ زمین ایک خاندان میں تقسیم نہیں ہوگی۔ فرض کیجئے اگر کسی خاندان میں چار افراد ہوں جن کے پاس بانچ سو روپیہ آمدنی رکھنے والی زمین ہو۔ اگر اوس کو تقسیم کرنے نہ دیا گیا تو پھر ان کی گزر بسر کیسے ہوگی۔ ان کے پاس نہ کارخانے ہیں اور نہ زمین کے سوا کوئی ذریعہ ہے۔ اگر آپ زمین کی تقسیم ملتوی کردینگے اور ان چار بھائیوں میں کوئی آدمی اگر یہ زمین لینا چاہے تو آپ کے قانون کے تحت نہ لے سکیگا اگر آپ اس زمین کو ہراج کردینگے تو کوئی دوسرا بڑا آدمی اس کو لے لےگا اس طرح زمین غریب لوگوں کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی اور منافع کے لحاظ سے خریدی کے لحاظ سے۔ بیسک یونٹ کے لحاظ سے غریب لوگ جو زمین لینا چاہینگے ان کو زمین نہیں ملیگی کیونکہ آپ نے ایک مقررہ قیمت مقرر کر دی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے والے اور بڑے بڑے زمیندار زمینوں کو حاصل کرینگے۔ میرا خیال ہے کہ حکومت کو ان تمام باتوں پر غور کرنا چاہئے۔

شری کے۔ اننت ریڈی۔ سٹراسپیکر سر۔ میرے بانچ کٹ موشنس ہیں۔ پہلا کٹ موشن ابالیشن آف ہیریڈیٹری سسٹم آف پھاریز (Abolition of Hereditary

کہ جو خرابی جو کرپشن (Corruption) جو جھکڑے اور لیٹگیشن (Litigation) گاؤں میں ہوا کرتے ہیں اون کے بیچھے بٹیل بٹواریوں کا ہاتھ ہوا کرتا ہے۔ مدتوں سے یہ موروثی طریقہ چلا آ رہا ہے۔ گاؤں کے بورے اکیٹیوٹیز (Activities) پر وہ حاوی ہوتے ہیں۔ تمام ریونیو آفیسریس (Revenue officials) (گرواور۔ ریونیو انسپکٹر۔ فوڈ انسکٹر۔ نائب تحصیلدار اور تحصیلدار وغیرہ ان بٹیل بٹواریوں سے کرپشن کا سبق سیکھتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سسٹم کو بہت جلد ختم کیا جائے۔ گزشتہ سشن میں آنریبل چیف منسٹر نے یہ کمٹ (Commit) کیا تھا کہ اس کے متعلق سوچا جا رہا ہے۔ بمبئی کے ابالیشن آف ہریڈیٹری سسٹم (Abolition of Hereditary System) کی طرح یہاں بھی ابالیشن نافذ کیا جانے والا ہے۔ لیکن ایک سال کا عرصہ گزرنیکے بعد بھی معلوم نہیں کیوں وہ ابھی تک اسٹیڈی (Study) کی منزل ہیں۔ اور کب تک ایسا ہی رہیگا۔ میں خاص طور پر چیف منسٹر کی توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ پر کچھ زیادہ دھیان دین کیونکہ یہ گاؤں کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ گاؤں کے لوگوں میں کانفیڈنس (Confidence) پیدا کرنا اور اس خرابی کو دور کرنا جس کے بانی مہانی بٹیل بٹواری ہیں حکومت کا اولین فرض ہو جاتا ہے۔ آنریبل چیف منسٹر سے یہ حیثیت مال کے منسٹر ہونے کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تلف مال کے پروسیڈنگس کا عمل جو اسٹیٹ میں ہے وہ غلط بنیادوں پر ہے۔ ہمارے پاس پیادڈی (Paddy) یعنی دھان کی جو فصل ہوتی ہے وہ تین۔ چار یا چھ مہینے کی ہوتی ہے۔ لیکن مختلف فصلوں کا لحاظ کئے بغیر ایک ہی تاریخ تلف مال کے سلسلہ میں مقرر کی گئی ہے۔ اس کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس تلف مال کے سلسلہ میں دورہ کرنے والے لوگ کم ہیں اس لئے ایک ہی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ حکومت نے یہ جو سہولت اپنے لئے رکھی ہے وہ سہولت نہیں بلکہ سم قاتل ہے۔ میں یہ بتاؤنگا کہ کس طرح ایک طرف سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اور دوسری طرف کس طرح لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ آنریبل چیف منسٹر ممکن ہیں کہیں کہ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اون کے سامنے مدراس کی مثال ہے۔ وہاں واٹوٹیکس لیا جاتا ہے۔ جس حساب سے پانی لیا جاتا ہے اسی حساب سے یہ ٹیکس لیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے پاس وہ سسٹم نافذ نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے کہ مدراس میں ریگولر کینالس (Regular Canals) ہیں اور وہاں بارش کی کمی نہیں ہوتی جیسا کہ حیدرآباد میں ہوتی ہے۔ اس کی گنجائش ہمارے حیدرآباد میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے تلف مال کا طریقہ ہمارے پاس رائج کیا گیا ہے۔ چونکہ ہمارے پاس ریگولر کینالس نہیں ہیں اور ہمارے پاس بارش کی کمی ہوا کرتی ہے اس وجہ سے یہ سسٹم یہاں نافذ ہے۔ لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے ڈھنگ سے اس پر سوچا جائے۔ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اس کے لئے دو تاریخیں مقرر کریں۔ آبی کی چھ ماہ کی فصل کے لئے جو ۲۰ نومبر کی تاریخ مقرر ہے وہ تاریخ اس فصل کے لئے موزوں ہے لیکن

لیکن تین یا چار ماہ کی دھان کی فصل کے لئے یہ تاریخ بالکل غیر موزوں ہے ۔ اس لئے اس کے لئے تلف مال کی کوئی دوسری تاریخ مقرر کرنی چاہئے ۔ کیونکہ ایک شخص جسکی پیداوار تلف ہو چکی ہے وہ چاہتا ہے کہ کم از کم گھانس کو بچالے ۔ لیکن وہ دو ماہ انتظار کر کے چھ مہینہ کی فصل کے ساتھ اس کا پنچنامہ نہیں کروا سکتا ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گرداوروں کو استحصال کا موقع ملتا ہے ۔ کیونکہ ہمارے پاس ایک پروویژن ہے جس کے تحت جو عہدہ دار یعنی گرداور تلف مال کے لئے جاتے ہیں تو اون کے پنچنامہ کی بناء پر ریمیشن (Remission) کا موقع دیا جاسکتا ہے ۔ گرداور کسانوں سے یہ کہتے ہیں کہ اگر لینڈ ریوینیو کا نصف حصہ دو تو میں رعایت کے لئے لکھ سکتا ہوں ۔ اس طرح آدھا پیسہ گرداور لے لیتا ہے اور رعایا بھی خوش ہو جاتی ہے کہ ہارا آدھا پیسہ بچ گیا ۔ میں یہ بھی کہتا چاہتا ہوں کہ ریوینیو آلیسرز اور گرداوروں سے سازش کرنے والے بڑے بڑے پٹہ دار ہی ہوتے ہیں ۔ وہی فوگ تلف مال کی درخواستیں پیش کیا کرتے ہیں ۔ ریوینیو پر زیادہ اثر انداز ہونے والی چیز لیوی ہے ۔ وہ لینڈ ریوینیو دینے کے لئے اتنا زیادہ پس و پیش نہیں کرتے جتنا لیوی دینے کے لئے ۔ اس سے بچنے کی خاطر وہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ تلف مال کی درخواستیں دیدیتے ہیں ۔ لیوی سسٹم کے متعلق ایسا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ لوگ لیوی بھی دے سکیں اور پیداوار کی مالگزاری بھی دے سکیں ۔ جہاں پیداوار کم ہوتی ہے جہاں ریمیشن کے درجہ پر پیداوار نہیں ہوتی وہاں لیوی معاف کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈنا چاہئے ۔ لیوی کی وصولی کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ جہاں پیداوار کم ہے اور وہ ریمیشن کے معینہ حدود میں نہیں آتی تو صرف لیوی معاف کرانے کے لئے ریمیشن کی درخواست کی جاتی ہے ۔ جہاں فصل کم ہوتی ہے وہاں یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ ولیج پنچایت (Village Panchayat) کو اس کا اختیار دیا جائے کہ وہ انسپکشن کر کے لیوی کی معافی کی سفارش کرے ۔ ایسی صورت میں لیوی تو معاف کی جاسکتی ہے لیکن وہاں ریوینیو وصول ہوگا ۔

اور ایک چیز گاؤں کے میت سندھیوں اور کامداروں کے تعلق سے میں کہنا چاہتا ہوں ۔ اس بارے میں میں نے کٹ موشن بھی پیش کیا ہے ۔ ان بیچاروں کو (۳۶) روپیہ معاوضہ دیا تا ہے وہ بھی نقد نہیں بلکہ اسی قدر مالگزاری کی زمین کاشت کے لئے دی جاتی ہے ۔ کیا (۳۶) روپیہ مالگزاری کی زمین اونکی محنت کا حقیقی معاوضہ ہو سکتی ہے جو اونکو ایک سال تک کرنی پڑتی ہے ؟ حکومت کو اس پر غور کرنا چاہئے ۔

اسکے علاوہ گذشتہ تین سال سے موسم کے جو نا خوشگوار حالات ہیں انکو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے جنکی وجہ سے فصول کی حالت بگڑ گئی ہے ۔ جب حالات یہ ہوں تو غور کرنا چاہئے کہ اس قلیل معاوضہ میں جو انہیں دیا جاتا ہے کس طرح وہ اپنی زندگی گزار سکتے ہیں ۔ ایک سال کی محنت کے بعد جب فصل برباد ہو جائے تو وہ کیا کھا لیں گے ۔ حکومت انکو کوئی علیحدہ معاوضہ تو دیتی نہیں ہے ۔ دس بارہ گھنٹے

وہ بٹیل پٹواریوں کے گھروں پر اور گرداور کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں ایسی صورت میں ان سے کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ کوئی دوسرا کام کر کے اپنا روزگار پیدا کر سکیں گے۔ اگر ان سے ایسی توقع کی جائے تو عین ہے۔ اسلئے میں حکومت سے عرض کرونگا کہ (۳۶) روپیہ جو معاوضہ انکو دیا جاتا ہے اسکو ختم کیا جائے اور ان کے لئے کوئی ریگولر (Regular) تنخواہ مقرر کی جائے۔ انکے فرائض کو مد نظر رکھ کر انکی تنخواہ کا نعتین ہونا چاہئے کہ ۲۴ گھنٹے وہ بٹیل پٹواریوں کے مکانات پر اڑے رہتے ہیں اس لحاظ سے اگر انکی تنخواہ کے مسئلہ پر غور کیا جائے تو یہ سوال اہم ہو جاتا ہے۔

ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top-heavy Administration) کے بارے میں میں نے چارکٹ موشنس لائے ہیں۔ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن کے سلسلہ میں میں نے کل برما کی مثال پیش کی تھی جو شاید آئرلینڈ فنانس منسٹر کو برا معلوم ہوا۔ میں نے مثال کے طور پر برما کی تشکیل پیش کی تھی۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ یہاں کی گورنمنٹ یا یہاں کے اڈمنسٹریشن کے بارے میں تنفیہ کروں اور وہاں کی کسی چیز کے متعلق کوئی ایسی چیز پیش کروں کہ جس پر سے یہ کہا جائے کہ اس مناسبت سے ہمارا اڈمنسٹریشن خراب ہے۔ میں نے کہا تھا کہ برما میں اڈمنسٹریشن کو سمپلی فائی (Simplify) کیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی ملک کے کار نامے اگر اچھے ہوں تو ہمیں انکی تقلید سے کیوں گریز کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہوسکے اڈمنسٹریشن کو سمپلی فائی کرنا چاہئے۔ عہدوں کا حال یہ ہے کہ زینے چلے آ رہے ہیں۔ کسی محکمہ میں کارروائی کا پتہ چلانا ہوتو سہینوں گزر جائیں تو پتہ نہ چلے۔ اسلئے میری گزارش یہ ہے کہ ایک کمیشن قائم کیا جائے جو اس مسئلہ کا حل تلاش کریگا کہ کس طرح ہمارے ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن کے نظام کو بدلا جاسکتا ہے۔

منصب اور ماہوارات کے تعلق سے ہمارے ہاں بجٹ میں ایک ہیڈ (Head) ہے اسکو دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ ایک قسم کی چیریٹی (Charity) کے طور پر دی جانے والی رقمات ہیں۔ گویا اب بھی وہی پرانی جاگیر شاہی اور نظام شاہی کے اثرات چلے آ رہے ہیں۔ یہ مد فضول ہے۔ ختم کر دیجاسکتی ہے۔ اتنا کم کر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آئرلینڈ منسٹر سے توقع ہے کہ وہ ان چیزوں پر ختم کریں گے۔

श्री. लिबाजी मुत्ताजी पानसंबळ (मांजलगांव) :- अध्यक्ष महाराज, मागच्या वर्षीचं जे बजेट सेशन झाले त्या वेळच्या भाषणाचा ओष, आणि आज येथे चाललेल्या चर्चेचा ओष, याकडे लक्ष देतांना मला थोडासा आनंद वाटतो. मागच्या वर्षी जी चर्चा झाली त्या वेळच्या विचार वारेचे स्वरूप अेकांगी होते, आणि आज आनंद वाटण्यासारखी गोष्ट म्हणजे अेक विरोधी पक्ष अवढेच नांव शाबित करण्याची जी विरोधी पक्षाची प्रवृत्ति होती ती कांहीं प्रमाणांत कमी झालेली आढळते. या वेळीं विरोधी पक्ष हे नांव धारण न करतां प्रतिपक्ष हे नांव धारण करण्याकडे चर्चेचा ओष दिसला. विरोधी पक्ष म्हणून विरोध करणे आणि प्रतिपक्ष म्हणून सरकारवर योग्य टीका करणे, हे दोन विचार

ब्रबाह आज स्पष्टपणे दिसतात. विरोधी पक्षाची भूमिका, “निव्वळ विरोधाकरितां विरोध करावा” अशीं असून येत. माझ्या मतें त्यांनीं असे विचार व्यक्त करावे कीं ज्यायोगें त्यांना प्रतिपक्ष म्हणून नांव धारण करतां येतील. असाच अप्रक्रम जास्त सयुक्तिक होतील असें माझे त्यांना सांगणे आहे. विरोधी पक्षाकडून केवळ विरोध व्हावा अशी अपेक्षा नसते अधिकारारूढ पक्षांच्या हातून काय चूक होत आहे, त्यांच्या धोरणांत कोणता बदल करणे अिष्ट होतील, वगैरे गोष्टी त्या पक्षांच्या नजरेस आणून देणे हा विरोधी पक्षाचा हेतु असावा. विरोधी पक्ष अितःपर मागच्या सारखाच दृष्टीकोण ठेवणार नाहीं अशी आशा आज मांडण्यांत आलेल्या कांही सभासदांच्या विचार-सरणीवरून करतां येते. त्यांच्यातहि अजून असे लोक दिसतात कीं ज्यांचा विचारप्रवाह विरोधी पक्ष हे नांव धारण करण्याचाच आहे.

खरे पाहिले असतां राज्यकर्त्यांना राज्यांतील सर्व प्रजा मग ती गरीब असो किंवा श्रीमंत असो, जागिरदार असो किंवा भिकारी असो, समान मानावी लागते. ही सर्वच माझी प्रजा आहे असे त्यांना वाटत असते. श्रीमंत माझा नव्हे आणि गरीब तेवढा माझा असा फरक त्यांना करता येत नाही जर तसा फरक कोणी केला तर तें चुकीचे धोरण होतील. जे गरीब मजूर आहेत तेच फक्त मदत करण्यास योग्य असा दृष्टीकोण ठेवणें अंकांगी विचार करण्यासारखे होतील. सर्व प्रजा ही आपली आहे म्हणून प्रजेचा विचार करतांना जर योग्य रीतीने राज्य चालवावयाचे असेल तर, श्रीमंत असो किंवा गरीब असो, कोणावरहि अन्याय होणार नाही हे पाहणे सरकारचे कर्तव्य आहे.

‘आपल्यापुढे हे जे अंदाजपत्रक आहे त्यावर कालपर्यंत सामान्य चर्चा झाली, आणि आज त्याच्या विशिष्ट भागावर चर्चा चालू आहे, ती माझ्या दृष्टीने अंकांगी आहे. आतांपर्यंत बरीच चर्चा झाली असल्याने मला कितीतरी अुदाहरणें देतां येतील. अुदाहरणार्थ सध्यां सरकार अेक अगदी साधी गोष्ट करीत आहे. ती म्हणजे चलन बदल होय. या बाबत असे सांगण्यांत आले कीं, यामुळें सामान्य लोकांवर आणि विशेषतः मजूर वर्गावर बराच परिणाम होतील, आणि त्यांची सांपत्तिक स्थिती व ऋयशक्ती बरीच खालावेल. पण वास्तविक तसे होण्याचा कांहींच संभव दिसत नाहीं. सरकारला असे सांगितले जाते कीं सरकारी नोकरांना जे पगार हाली नाण्यांत दिले जात असत तेच कलदार नाण्यांत देण्यांत यावेत, पण यामुळें सरकारवर कितीतरी मोठी जोखीम अेतील याचा प्रतिपक्षाकडून मुळीं विचार केला जात नाहीं. हाली शिक्का कलदार स्वरूपांत बदलण्यानें सरकारच्या आर्थिकबाबींत जर कोणताच बदल होत नाहीं तर सरकारला खर्चांत वाढ करणें कसें शक्य होतील ?

अेक ऑनरेबल मॅबर :-स्पीकर सर, हे कोणत्या कटमोशनवर बोलत आहेत या बदल माहिती दिली तर बरे होतील.

श्री. लिबाजी मुक्ताजी पानसंबळ :-कोणत्याहि कटमोशनवर बोलण्यापूर्वी त्यांच्या मागची भूमिका लक्षांत घेतली पाहिजे, नाहीतर नुसत्या कल्पनेच्या भरान्या म्हणजे वाऱ्यावरच्या वावड्या ठरण्याचा बराच संभव असतो.

या प्रमाणें मला कितीतरी अुदाहरणें अशीं दाखविता येतील कीं, ज्यांत अंकांगी विचार केला अेला. माझ्या जिल्ह्यांतील ऑनरेबल मॅबर फॉर गेवराजी यांनीं बीड जिल्ह्यांतील दुष्काळा-

विषयीं जे कांहीं विचार मांडले आहेत त्या बद्दल मला आनंद वाटला, कारण त्यांनी आपल्या भाषणांत सरकारने कडब्याकरिता दिलेल्या तगाडी व सरकारच्या वतीने करण्यांत आलेल्या पाणी पुरवठ्याच्या व्यवस्थेचा आणि मजुरीकरिता सुरू केलेल्या दुष्काळी कामांचा अल्लेख केलेला आहे. परिस्थितीच्या मानाने कदाचित् ती व्यवस्था अपूरी पडत असेल, पण सरकार त्या बाबतींत कांहीं ना कांहीं तरी करीत आहे असे त्यांना म्हणावयाचे आहे. मला या दृष्टीने अेकच गोष्ट सांगावयाची आहे. सर्वांनाच असे वाटते की सरकारने आपणाला मदत करणे अत्यंत आवश्यक आहे, पण बेकंदर परिस्थिती आपली जबाबदारी व आर्थिक परिस्थिती लक्षांत घेऊन सरकार योग्य ती तडजोड करीत आहे. तडजोड करणे आणि न करणे यांतील फरक माझ्या विरोधी पक्षाच्या मित्रांनी लक्षांत घ्यावयाला पाहिजे.

दुष्काळी परिस्थितीबाबत सरकार जी अुपाययोजना करीत आहे, दुष्काळ निवारणार्थ जे प्रयत्न केले जात आहेत, ते कदाचित् अपूरे पडत असतील, पण यांत हें लक्षांत ठेवले पाहिजे कीं टीका करणे सोपे असते पण प्रत्यक्ष कार्य करणे मात्र कठीण असते. या दृष्टीने माझ्या मित्राने बीड जिल्ह्यांतील सरकारने सुरू केलेलीं जी कामें सांगितलीं ती विचारणीय आहेत. सरकार हा विचार करीत नाही कीं हा श्रीमंत आहे, हा गरीब आहे हा श्रमजीवी आहे, हा बुद्धीजीवी आहे, असा फरक सरकारला करतां येत नाही. सर्व प्रजा आपलीच आहे असाच विचार त्यांना करावा लागतो. आर्थिक विषमतेचे कारण बौद्धिक श्रमांना शारिरीक श्रमापेक्षां जास्त किंमत दिली जाते हे आहे. या सर्व गोष्टींचा विचार करून प्रतिपक्षानें आपल्या टीकेचे धोरण ठरवणे योग्य होतील.

(Famine) श्री بی - ڈی - دیشमکم - مسٹر اسپیکر سر - میں نے جو کٹ موشن پیش کیا ہے اس کے ذریعہ میں خاص طور پر ضلع اورنگ آباد کے فیا من کنڈیشنس (Conditions کے بارے میں ڈسکشن کرنا چاہتا ہوں - میں اس سے پہلے بھی ہاؤس کے سامنے اس سلسلے میں کہہ چکا ہوں کہ مرہٹوارہ کے جس علاقہ کو اسکیرسٹی ایریا (Scarcity Area) قرار دیا گیا ہے در اصل اس کو فیا من ایریا (Famine Area) قرار دیا جانا ضروری ہے - رام مورتی کمیشن کے ارکان بھی اس سے واقف ہیں - آنریبل چیف منسٹر بھی میرے ساتھ چلکر ان حالات کو دیکھ سکتے ہیں - اس سلسلے میں جو ریلیف ورک (Relief Work) کیا جا رہا ہے میں کہوں گا کہ وہ بھی کسی طرح کافی نہیں ہے - ایک ضلع کے لئے (۲) لاکھ روپیے کے قریب رقم دی گئی ہے - لیکن میں صرف اپنے علاقے بھوکردن کی تمثیل دوں گا وہاں فیا من ریلیف ورک کے سلسلے میں سڑکیں بنانے کیلئے ایک لاکھ روپیہ پچھلے اکتوبر میں فصل خریف کے خراب ہونے پر دیا گیا تھا لیکن ڈسمبر تک ہی یہ روپیہ چٹی بی طرح ختم ہو گیا - ایک مہینے میں یہ رقم خرچ ہو گئی - اور پھر لوگوں کو کیا مزدوری دی جاتی ہے - ۹ آنے سے ۱۲ آنے تک - ان سے بی - مٹی ڈھونے پتھر اٹھانے کا کام لیا جاتا ہے - ۹ آنے ۱۲ آنے مزدوری کی یہ وہ شرح ہے جو آج سے ۲۰ سال پہلے تھی کم از کم دوسرے مزدوروں جیسے فیکٹری وغیرہ کے مزدوروں کو جو مزدوری دی جاتی ہے اس کے برابر تو

چاہئے۔ ایک روپیہ آٹھ آئے کم از کم فی مزدور دئے جانے چاہئیں۔ تاکہ موجودہ حالات کے لحاظ سے یہ لوگ زندگی بسر کرنے کے قابل ہوسکیں۔

دوسری چیز یہ کہ جو علاقہ فیامن زون (Famine Zone) قرار دیا گیا ہے اسکو تبدیل کیا جائے۔ مہاراشٹرا کے جتنے علاقے مرہٹواڑہ کے فیامن زون میں ہیں اس لحاظ سے یہ طئے ہونا چاہئے۔ یہ کہا گیا کہ ہم نے جانوروں کو چرانے کیلئے جنگلات کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ لیکن یہ علاقہ ایسا ہے کہ ۵۰ میل میں ایک جانور بھی نہیں پل سکتا۔ اور بھر یہ علاقہ ۱۰ ہزار جانوروں کیلئے مختص کیا گیا ہے۔ حالت یہ ہے کہ ۵۰ میل کے پہاڑی علاقہ میں پانچ جگہ بھی جانوروں کے رہنے کیلئے مانی نہیں نکل سکتا۔ میں دعویٰ کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اگر ۵۰-۵۰ میل کے علاقے میں ایک جانور بھی دکھائی دے تو بس اپنے الفاظ واسلئے کیلئے تیار ہوں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بمبئی اور خاندیس کی طرح یہاں بھی گریزنگ اینڈ فیڈنگ سنٹرس (Grazing and Feeding Centers) قائم کئے جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے متصاہ بمبئی کے علاقہ میں ایسے (۱۰۰) سنٹرس قائم کئے گئے ہیں۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس میں خود حکومت کا فائدہ ہے۔ اگر اس کا پرہندہ نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ پانچ سال تک مرہٹواڑہ میں فصل ٹھکانے پر نہ آسکے گی۔ زمین قابل کاشت نہ رہ سکیگی۔

ایک اور بات یہ کہ وہاں پانی موٹروں اور لاریوں کے ذریعہ سربراہ کیا جانا چاہئے اور کڑوی، کھلی اور سر کی بھی کنٹرول داموں پر عوام کو سربراہ کیجانی چاہئے۔ اس کے لئے (۵۰) ہزار کی جو رقم رکھی گئی ہے وہ کیا کافی ہوسکتی ہے ہر تعلقہ میں (۲۰۰) گاؤں ہوتے ہیں اس معمولی رقم سے کیا ہوسکتا ہے؟ یہ رلیف (Relief) روتے کے آنسو بوجھنے کے برابر ہے۔ اسی طرح چیمپ گرین شاہس کی بھی ضرورت ہے سلوڑ .. ایچٹا سرکل میں مستے غلہ کی دوکانوں کی ضرورت ہے۔ جعفر آباد کے تقریباً ۵۰ مواضع اور کنڑ کے کئی مواضع میں اس انتظام کی ضرورت ہے۔

ریونینو اڈمنسٹریشن پر کریٹیشائیز کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ حکومت اس جانب توجہ دے۔ اڈمنسٹریشن کی حالت یہ ہے کہ سسپنشن (Suspension) کے احکام تو ہوچکے ہیں۔ لیکن (۲۵۰) مواضع میں سے صرف ایک سو مواضع میں اس کا عمل ہوا ہے۔ پانی کی قلت کی وجہ سے باؤلیاں کھدوانا چاہتے ہیں تو بورنگ مشین کی سربراہی کا انتظام نہیں کیا جاتا۔ تین سال سے اسکا مطالبہ ہو رہا ہے۔ کندیگی باؤلیات کا کام ایسے مقامات پر ہوتا ہے جہاں سے پتھر تو نکلتا ہے لیکن پانی نہیں نکلتا۔ پہلے جیالوجسٹس (Geologists) سے ان مقامات کا معائنہ کرانے کے بعد یہ کام کروانا چاہئے۔ فیامن کی وجوہات میں رام مورتی کمیشن نے خود یہ بتایا تھا کہ بندنگ (Bunding) کے کام کی تکمیل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پانی سطح سے نیچے دھنس گیا ہے۔ اور باؤلیاں کھدوائی جاتی ہیں تو پانی نہیں نکلتا۔ دریاؤں کے پانی کے لیول کو اوپر لانے کے لئے بندہ باندھنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس علاقہ

میں بورنا ہے اور اسکے ۶۰۵ معاونین بہتے ہیں۔ لیکن ان میں کٹے نہ باندھنے کی وجہ سے پانی کی قلت ہوتی جا رہی ہے۔ فارسٹ ڈپارٹمنٹ کی جانب سے رزرو فارمسٹس (Reserve Forests) (درکھوں کی توجہ نہیں ہوتی۔ پہاڑوں پر بھی جنگل نہیں ہیں۔ ندیوں کو زمین کے لیول پر لانا ضروری ہے تاکہ اس سے انسانوں اور جانوروں کو ہینے کیلئے پانی مل سکے۔ فائیو ایر پلان (Five Year Plan) میں بھی اس مسئلہ کو جس طرح رکھا گیا ہے اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل چیف منسٹر رام موہن کھنن کے ارکان کو وہاں بھیجنے والے تھے۔ بہر حال اس خصوص میں توجہ کی ضرورت ہے۔ انٹرنیشنل کے بارے میں بھی مجھے کچھ کہنا ہے میں تمہیل کے طور پر یہ بات ہاؤس کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کس طرح تساہل ہو رہا ہے۔ تعلقہ بھوکردن میں سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء میں دو سو آراضیات کی رجسٹریاں ہوئی ہیں۔ اسکی ذمہ داری رجسٹریشن ڈپارٹمنٹ پر ہے۔ خود کلکٹر اور دوسرے عہدہ داروں نے بہ رجسٹریاں کی ہیں۔ ہوا یہ ہے کہ مالکان آراضی غریب پروٹیکٹڈ ٹیننٹس (Protected Tenants) سے کافی پیسہ لیکر انہیں زمینات فروخت کئے ہیں۔ ٹیننسی کا عمل اس طرح ہو رہا ہے کہ وہاں کے پٹواریوں نے ۱۰۰ مال سے پھانیاں داخل نہیں کئے ہیں۔ انکوائری کمیٹی (Enquiry Committee) پھانیوں کی عدم موجودگی میں کیا کر سکتی ہے؟ میں یہ چیز ہاؤس کے سامنے اس لئے رکھ رہا ہوں کہ اس پٹیل پٹواری، سٹم کو ختم کیا جائے خود گورنوالا کمیٹی نے اس سلسلے میں سفارش کی ہے۔ اب ۱۸ لاکھ روپیے پٹواریوں کو اور ۸ لاکھ پٹیلوں کو اس طرح جملہ ساڑھے ستائیس لاکھ روپیے آئی۔ جی دئے جاتے ہیں یعنی تقریباً ۳۱ لاکھ روپیے حالی دئے جاتے ہیں۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ انہیں ۳۶ لاکھ روپیے معاوضہ دیکر ختم کر دیا جائے۔ یعنی ۵ لاکھ روپیے اضافہ ہیں۔ آج ہمیں انکی ضرورت نہیں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ جب تک پٹیل پٹواریوں کا سٹم ختم نہو ٹیننسی یا لینڈ ریفارمس کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی ذمہ دار شخص ان چیزوں کو حقیقی روشنی میں دیکھے۔

اسی طرح سیت سندھیوں کا مسئلہ ہے۔ وطندار ہیں انکو مناسب معاوضہ تنخواہ کی صورت میں دیکر انکے موجودہ ڈھانچے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں قانون تو بناتے ہیں لیکن عمل کرنے والے ٹھیک طور پر اس پر عمل نہ کریں تو یہ قانون ناقص قرار پاتا ہے۔ اس جانب توجہ کی ضرورت ہے۔ میں حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان تمام حالات کا صحیح جائزہ لے۔

[Mr. Deputy Speaker in the Chair]

శ్రీ కె. రామచంద్రారెడ్డి (రామన్నపేట):

స్పీకర్, సర్,

... పను ప్రధానంగా మూడు కోత తీర్మానాలు ప్రవేశ పెట్టాను అందులో ముఖ్యంగా ఒకటి గురించి ప్రభుత్వం ౧౯౫౦ లో కేలుదారీ చట్టము ప్రవేశ పెట్టింది ౧౯౪౯,

౧౯౫౦, ౧౯౫౧ సంవత్సరములలో భూముల నుండి బేదఖతీలు తీవ్రంగా చేయించడం జరిగింది. దాని ఫలితంగా ౧౯౫౨ మార్చిలో ఆర్థి సెన్సు ప్రకటించబడ్డది. కౌలుదార్లకు కొంత మేలు కలిగింది. గాని ఇప్పుడు అదే రాష్ట్రాంగ చట్టముననుసరించి రద్దు అయిపోయింది. భూస్వాములు బేదఖతీ చేయించిన భూములను అమ్ముకొంటున్నారు. దీవం ఉండగానే ఇల్లు చక్కపెట్టు కోవాలని చూస్తున్నారు. భూసంస్కరణల చట్టం తెస్తామని చెప్పటచే జమీందార్లు, భూస్వాములు భూములను అమ్ముకొంటున్నారు. విస్తూరు రామచంద్రారెడ్డి భూమి కొన్ని లక్షల రూపాయలకు అమ్ముకొన్నారు. దీనిని కోర్టు ఆఫ్ వార్డుస్ (Court of Wards) తీసుకొంది. గాని కాంగ్రెసు ప్రభుత్వము వచ్చిన తరువాత ఆ ఆర్డరును తీసివేసి భూమిని విడిపించింది. దేవరప్ప లలో కూడా బేదఖతీ చేయబడిన కౌలుదార్ల విషయమై రెవిన్యూబోర్డు, కౌలుదార్లకు హక్కులున్నాయని తీర్పు ఇచ్చినా వాటిని విస్తూరు రామచంద్రారెడ్డికి ఇప్పించారు. రక్షిత కౌలుదారు ఫారాలున్నా రైతుల చేతుల్లో భూములు లేవు. ౬,౧౨,౪౪౫ లకు ౭౫ లక్షల ఎకరాల భూమి ఉన్నదని అధికారుల తప్పుడు సంఖ్య చూపెట్టారు. ఇవి సరియైన లెక్కలు కావు. జనగాం తాలూకాలో మేము పర్యటన చేసి చూశాము. జనగాం తాలూకాలో రామప్పరెడ్డి అనే భూస్వామి ౨౦ సంవత్సరాల నుండి నేద్యము చేస్తున్న ౧౯ మంది రైతులను భూముల నుండి తొలగించాడు. గబ్బెటలో ఇచ్చిన రక్షిత కౌలు ఫారాలు గిర్దావరు గుంజాకు పోయాడు. పట్వారీ, గిర్దావర్లు లంచాలు పుచ్చుకొని భూస్వాములచే బేదఖతీలు జరిపించడానికి తోడ్పడ్డారు కాబట్టి, యీ ప్రభుత్వం లెక్కలు సరిఅయినవి కావు. ఈ భూములన్నింటినీ ఇల్లీగల్ (Illegal) గా భూస్వాములు అమ్ముకొనుట జరిగింది.

జగత్తుల తాలూకాలో పది లక్షల ఎకరాల భూమిని భూస్వాములు అమ్ముకొన్నారు. ఆ విధంగా సిరిసిల్లా తాలూకాలో కూడా భూస్వామి భూమినంతా అమ్ముకొన్నాడు, పెంతురావు భూస్వామి పదివేల ఎకరాలున్న భూస్వాములకు ఇప్పుడు పెయ్యి ఎకరాల లోపు మాత్రమే ఉంది. అసలు యీ టెనసీ బిల్లు ఉద్దేశమేమిటి? ఈ భూసంస్కరణలు లేబోతున్నామనే ప్రచారంతో కాలం గడుపు చుండుట వలన భూస్వాములు, జమీందారులు భూములను అమ్ముకొన్నారు. ఈ ప్రభుత్వ విధానము చూస్తే కొండ నాలికకు మందు వేస్తే ఉన్న నాలిక కూడా డోడిపోయి నట్లున్నది.

కొల్హారీ చట్టము ప్రవేశ పెట్టబడినప్పుడు అనేకమంది రైతులను భూముల నుంచి తొలగించారు. వాళ్ళకేమీ రక్షణ లేకుండా పోయింది. ఈ బేదఖతీలు జరిపిన వారీమీద చర్య తీసుకొనుటలేదు. జనగాం తాలూకా ఏ నూరులలోని పెంకట్రామారెడ్డి దేశముఖు లంబాడిలను, ౩౦ కుటుంబాల హరిజనులను భూములనుంచి తొలగించారు. ఇటువంటి చర్యలు ప్రతి గ్రామంలో జరిగాయి. కొబట్టి, యీ ప్రభుత్వ లెక్కలు సరియైనవి కావు. ఈ బేదఖతీలు జరగకుండా రక్షణను ఒక ఖానాను ప్రవేశ పెట్టాలి. తోనట్లయితే పెద్ద ఎత్తున యీ బేదఖతీలు జరుగు తున్నాయి.

ఇక కరువు పరిస్థితి, నల్లగొండ, వరంగల్ జిల్లాలలో చూచినట్లయితే వివరీతంగా వుంది. వరంగల్ జిల్లాలో సగటున నాలుగణాల నుండి ఆరణాల వరకు పంట పండింది. సునానావంట

3 అకౌలనుండి ౫ అకౌల వంతు వరకు పండింది. రెండు సంవత్సరముల నుంచి నల్లగొండజిల్లాలో వర్షాలు పడకపోవుట వలన మూడు వంతులు తరి భూమి వడావా పడింది. రామన్నపేటలో కూడా ఎక్కువ భూమి వడావా పడి ఉంది. ప్రభుత్వం అక్కడ ప్రజానీకానికి కరువు నివారణ కొరకు చౌక ధరలకు గింజల ఇప్పించాలి. ఆ విధంగా సహాయం లేకపోవుట వలన ప్రజలు బాధ పడుతున్నారు. పల్లె గ్రామాలలో ౪౦౦ ఇండ్లున్నవి. అక్కడ జనాభా రెండుపేలున్నది. గాని 3౦ ఇండ్లలో మాత్రమే ధాన్యమున్నది. మిగతా ఇండ్లవారికి తేవు. బావులలో నీరు లేదు. తీవ్రంగా పూడికలు తీస్తున్నారు. కూలికి పోయి గింజలు తెచ్చుకు దంచుకు తింటున్నారు. ఈ కూలి పనులు దొరకటంకూడా కష్టంగా ఉంది. కాబట్టి కరువు నివారణకు, అధికారుల రిపోర్టుల మీద ఆధార పడకుండా, మనం గ్రామ గ్రామానికి వెళ్ళి పరిస్థితులు స్వయంగా చూచి నట్లయితే చక్కగా బోధపడుతుంది.

ఆరూరు గ్రామంలో ౬౫౦ ఇండ్లున్నవి. గాని ౫౦ ఇండ్లలోనే ధాన్యం ఉన్నది. అక్కడ కూడా బావులలో నీరులేదు. వస్తుకొండ్ూరు, గుండాల బండ, కొత్తపల్లి గ్రామాలలో కరువు తీవ్రంగా వుంది. ప్రజలు రోగాలు కూడా వచ్చి బాధ పడుతున్నారు. ప్రభుత్వం వారు రెండు స్కీములు చేశారు. సీతారాంపురం నుండి విన్నూరుకు ఒక రోడ్డు, వలిగొండ నుండి ఆర్పూర నుండి అడ్డుగాడూరు రోడ్డు, అప్పారం నుండి అడవి పల్లెకు, లింగగిరినుండి జానుపాడుకు రోడ్డు దీనికి రకము కావాలి. బకాయిలు తీవ్రంగా వసూలు చేస్తున్నారు.

شری کے - رحمانداری - چوکنہ، یسے نے تین کٹ موئسنس پیش کئے ہیں اس لئے مجھے زیادہ ٹائم ملنا چاہئے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - ہر ایک کیلئے میگزیم ٹائم (۱۰) منٹ کا رکھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ ٹائم کسی کو نہیں دیا جاسکتا -

౫౭, ౫౮, ౫౯ ఫసిలీలలో పటేల్ పట్వారీలు, బకాయిలు తేల్చారు. ఇవి నిర్బంధంగా వసూలు చేస్తున్నారు. రామన్నపేట తాలూకాలో ౧,౨౩,౫౪౨-౮-౦ బకాయి చూపించి నిర్బంధంగా రూ. ౧౦,౨౧౧-౨-౬ వసూలు చేశారు. అక్కడ కరువు పరిస్థితి తీవ్రంగా యున్నందున యీ బకాయవసూళ్ళు వెంటనే ఆపు చేయాలి. తక్కువ అప్పులు ఇప్పించాలి. చౌక ధర డిపోలు పెట్టించి ధాన్యం అమ్మించాలి.

ఇక, పటేల్ పట్వారీలను గురించి—ఈ విధానం పూర్వ షరతుల వల్ల నశించి ఉంది. ఈ పటేల్, పట్వారీల వల్లనే ప్రజలలో అసంతృప్తి ఎక్కువైంది. ఈ పటేల్ పట్వారీలు వారసత్వపు హక్కులతో పని చేస్తున్నారు. అందుచే వీరు గ్రామాలలో పలుకుబడి కలిగి ఉంటారు. గోర్యాల రిపోర్టు ప్రకారం ౧౩,౯౪౬ మంది పట్వారీలున్నారు. అందులో ౪,౨౭౬ మందే స్వయంగా పని చేస్తున్నారు. మిగతా వారు గుమస్తాలను బెట్టి చేయిస్తున్నారు. ఈ పద్ధతి తీసివేసి వాళ్ళకు నెల జీతాలు ఏర్పాటు చేసి, వారసత్వంకూడా తీసి పేయాలి. ఈ పట్వారీ, గిర్దావర్లు చెర్వు తైబంది పేరుమీద అంచాలు తీసుకొంటున్నారు. దడిదేపల్లి గ్రామంలో మాలిపేట సిద్దంకి బక్కయ్య ౧౨౦౦ రూపాయల పేరుశనగ తావాను పేరుమీద వసూలు చేశాడు.

ఈ విధంగా అంచాలు తీవ్రంగా తీసుకొంటున్నారు. రామన్నపేట తాలూకాలో శంకరయ్య పట్వారీ కలసి, భూములిప్పిస్తామని హరిజనులనుంచి అంచాలు తీసుకొన్నారు.

Shri B. Ramakrishna Rao: I think that no individual references can be made in the Assembly.

ఫోన్ మినిస్టర్:—

మోతే గ్రామంలో హరిజనుల వద్ద 30 రూపాయలు లంచము తీసుకొన్నారు. వీటికి దరఖాస్తులు పెట్టుకున్న ప్రభుత్వం చర్య తీసుకోలేదు. ఈ విధంగా ప్రజానీకాన్ని మోసం చేస్తున్న యీ పోలీస్ పట్టాధిపతులను తీసివేసి వారసత్వ హక్కులు లేకుండా పైన సూచించిన ప్రకారం జీతంమీద నియమించాలని కోరుతూ ఇంతటితో విరమిస్తున్నాను.

శ్రీ. అద్దవరావ పాటిల (అస్మానాబాద్-జనరల్) :—స్పీకర్ సర్, రెవెన్యూ అఫసర్ల కే ముతాలిక్ పహలే अपनी राय जाहीर कर के बाद मे दूसरे कटमोशन पर मैं बोलूंगा। डेप्युटी कलेक्टर और कलेक्टर या उनके अपर के अफसरों की तनखाह पर बोलने का मैं अिरादा रखता हूं। रेव्हेन्यू अफसर से डेप्युटी कलेक्टर की ग्रेड ४ सौ से ८ सौ तक है, और कलेक्टर की हजार डेढ हजार है। अिसके अपर के भी लोग हैं। चूकि हमारा फायनान्स डेफिसिट बजेट का है, और डेव्हलपमेंट स्कीम्स के लिये हम पैसे की जरूरत है, अिसलिये मैं समझता हूं कि अगर बडी बडी तनखाहवाले लोगों की तनखाह से कुछ फीसदी कम किया जाय तो अुनको अपना खर्च चलाने मे मुशकिल नही हो सकती। अगर आज वे अूंचे दर्जे के कपडे अिस्तेमाल करते है तो कल अुन्हें हिंदुस्तान की मीलों का कपडा लेना पडेगा अितना ही फर्क हो सकता है अुनको अिससे ज्यादा किसी तकलीफ के होनेका अंदेशा नही है। लेकिन अिस पर ज्यादा वक्त न लेते हुअे मैं सिर्फ अितना ही कहूंगा कि जब महात्मा गांधी से अुनके पुराने अँम्बसेडार के खर्च के मुतालिक पूछा गया था तब अुन्होने कहा था कि हिंदुस्तान के किसान की नुमाअिदगी अँम्बसेडार करता है, और हिंदुस्तान का किसान किस तरह से रहता है अिन चीजों का लिहाज करके अँम्बसेडार की तनखाह और खर्च को तय करना चाहिये। महात्मा गांधी के अुस आदर्श तक जाने की राय मैं हुक्ममत को नहीं दूंगा, लेकिन अिस चीज को वे ध्यान मे रखें, और अितनी अूंची तनखाह पानेवाले अफसरों की तनखाह मे कुछ हिस्से तक कमी की जाय।

डिस्ट्रिक्ट अँडमिनिस्ट्रेशन के बारे मे मैं अेक सुझाव गव्हर्नमेंट को देना चाहता हूं। डिप्टी कलेक्टर्स ४४ हैं और अुनके ऑफिसस ४४ हैं। डिप्टी कलेक्टर के जिम्मे जमाबंदी और दूसरे गयी अहम काम हैं अिन ऑफिसों मे जो अफसर आते हैं वे अपने अपने डिपार्टमेंट से मुन्तकिल किये हुअे आते हैं और वे बडे अिनअेफीशियेन्ट (Inefficient) होते हैं। ऑनरेबल मेंबर ने फर्माया कि टेनन्सी के मुकदमों के फौसले मे देरी होती है। अिसका कारण यह है कि कलेक्टर के अपर हर डिपार्टमें की जिम्मेदारी होती है। सप्लाय रेव्हेन्यू, अेन्डावुमेंट, और कमी कमी रीहूबिलिटेशन और कहत के कामोंको भी कलेक्टर ही को देखना पडता है अिसलिये मुकदमों के कामों मे देरी होती है। अिसलिये मैं यह सुझाव दूंगा कि डिप्टी कलेक्टर की मदद के लिये अेक असिस्टेंट कलेक्टर दिया जाय। अिन्फ-साली कामों मे देरी होने की वजह से लोगों को बहुत तकलीफ होती है और खासकर रेव्हेन्यू केसेस मे अिस देरी की वजह से टेनन्ट यह सोचने लगता है कि यह झगडा करने की बजाय दूसरी जमीन ही लगान पर ले ली जाय। अगर असिस्टेंट कलेक्टर्स रखे जायें तो अिन्फिसाली कामों मे देरी नही होगी, और लोगों की दूसरी बहुतसी दिक्कतें दूर होंगे।

कहत के मुतालिक दो तीन अमेंडमेंटस यहां आयें हैं। अिसके मुतालिक मैं यह कहूंगा कि ऑनरेबल चीफ-मिनिस्टर ने राजप्रमुख के अँड्रेस के संबध मे जवाब देते हुअे जाहीर किया था कि

कुल स्थानों पर कहते हैं। लेकिन कहते हैं कि मुकामात पर काम करनेवाले अफसरों की राय में यह स्केअरसिटी अेरियाज (Scarcity Areas) हैं। हुकूमत की राय में और लोगों की राय में अखेलेलाफ है। इसके सिलसिले में मैंने अफसरों के पास रिप्रजेंट (Represent) किया था। मैंने कहा कि वहां तुखमरेजी हो चुकी है। तुखमरेजी के लिये जो बीज का खर्च किया गया अतनी रक्कम भी किसान को नहीं मिल सकी तुखमरेजी के लिये अुसने जितना खर्च किया है अतना भी अुसे न मिला तो वह बहुत घाटे में रहता है। चारे के बारे में भी रिप्रजेंटेशन किया गया तो कहा गया कि हम चारा नहीं लासकते। अगर कोअी प्रायव्हेट अेजन्सी (Private Agency) अुसको लावे तो हम अुसकी अिमदाद कर सकते हैं। अनाज के साथ साथ चारे की भी अुतनी ही अहमियत होती है क्योकि किसान की जिंदगी का सारा दारोमदार अुसके जानवरों पर होता है। अगर आपको पांच साला योजना को कामयाब बनाना है, तो जानवरों की कमी न होने देने की तरफ आपको ख्याल रखना होगा। अबतक मैं समझता हूं कि अिस फॅमिन अेरिया (Famine Area) में करीब ५० परसेंट जानवर या तो किसानों ने मृत में बांट दिये हैं या वो मर गये हैं। अगले पांच साल तक अगर किसान ये जानवर हासिल नहीं कर सका तो डेव्हलपमेंट प्लॅन (Development Plan) मैं जो ज्यादा अनाज अुगाओ स्कीम है वह कामयाब नहीं हो सकेगी। यह जो फॅमिन कोड (Famine Code) है वह १९ वीं सदी में बना हुआ है। अगर अुसी कोड को हम २० वीं सदी में लेकर चलें, और कहें कि अुस कोड के मुताबिक यहां फॅमिन नहीं है, तो बड़ी मुसीबत होनेवाली है। आज हुकूमत के अफसर अिसी कोड का हवाला देते हुए कहते हैं कि गो यहा फॅमिन है लेकिन कानून के मुताबिक हम तो अिसे स्केअरसिटी अेरिया (Scarcity Area) ही कहेंगे। अिसलिये अिस फॅमिन कोड में जब तक तबदिली नहीं की जाती तबतक रिप्रजेंटेशन्स (Representations) होनेवाले हैं हर तीन साल में खासकर मराठवाड़े में कभी बारिश की कमी होने की वजह से या कभी फसल की कमी होने की वजह से लोगों की तरफ से फॅमिन होने की तकरार आती रहती है और जैसा कि अिसमें बताया गया है हर साल ११ करोड़ रुपया खर्च किया जाता है। इसके बजाय अिस सिलसिले में अगर कोअी अेक ठोस स्कीम तैयार की जाय और अुसके मुताबिक काम किया जाय, तो अिस तरह से करोड़ों रुपये हर साल खर्च करने की जरूरत नहीं पड़ेगी, और हुकूमत और अव्वाम दोनों को हमेशा के लिये अिस फॅमिन की शंका से छुटकारा मिलेगा।

दूसरी चीज यह है कि लैंड रेव्यू टेनन्सी अॅक्ट (Land Revenue Tenancy Act) के मातहत जो मशीनरी आपने कायम की है वह टेनन्ट्स के लिये फायदेमंद नहीं है। आपकी गश्ती टनन्ट्स को बहुत परेशान करती है। अेक ऑर्डिनन्स आज निकाला तो चार दिन के अंदर अेक गश्ती निकलती है। साल में सो बार गश्ती आती है तो अुसकी वजह से केसेस पेंडिंग (Pending) पड़े रहते हैं, और अुनके डिसपोजल (Disposal) में देरी होती है। अिसकी वजह से लिटीगेशन (Litigation) बढ़ता है, और अव्वाम में बेचैनी फैलती है। कभी कभी अैसा होता है कि डिप्टी कलेक्टर के अेक ऑर्डर से जमीनात अेक टेनन्ट को दे दी जाती है, लेकिन कुछ दिनों बाद अेक गश्ती आ जाती है और अुसके लिहाज से टेनन्ट से वह सारी जमीन वापस ली जाती है। अिसकी वजह से लोगों में दुश्मनी भी पैदा होती है। आपके जो सर्कुलर्स (Circulars) हैं अुनका बड़ा अंतरप्रिटेसन (Interpretation) अफसरों ने किया है। अिस सिलसिले में अेक ~~अंतरप्रिटेसन~~ ^{अंतरप्रिटेसन} पेस कर के मैं अपनी तकरीर खत्म करूंगा।

नायब तहसीलदार या तहसीलदार हुकूम देते हैं कि फलाना खेत टेनन्ट को ही मिलेगा। सिविल प्रोसीजर कोड (Civil Procedure Code) के मुताबिक मालिक फसल के साथ अ़ुसपर कब्ज़ा नहीं ले सकता, बाद में ग़श्ती आती है और फिर तहसीलदार की जानिबसे हुकूम दिया जाता है कि खेत फसल के साथ मालिक का होगा। टेनन्ट अचरज में पड़ जाता है कि फ़ैसला तो मेरी तरफ से हुआ था, अब क्या हुआ ? टेनन्ट अ़ुस फसल पर तीन तीन महीने तक रखवाली करता है और पैसे खर्च करता है। इस तरह के केसेस आपको कभी मुकामात पर मिलेंगे। कहीं पर यह होता है कि पुराने टेनन्ट से ज़मीन लेकर नय टेनन्ट को दी जाती है, फिर नज़ी ग़श्ती आने के बाद हुकूम दिया जाता है कि प्रोटेक्टेड टेनन्ट (Protected Tenant) नये टेनन्ट को अखराजात दे इस तरह के अ़ुलटपुलट कारोबार चलते हैं जिनकी तरफ ख़ास तवज़्जेह देने की आवश्यकता है।

मनसब के मुताल्लिक मैं यह कहूंगा कि इसके बारे में मैंने अ़ेक साल तक वक्त दिया है। ऑनरेबल चीफ़ मिनिस्टर साहब ने वादा किया था कि “इस बारे में स्टडी करके अगले बजट में कोज़ी तबदिली करूंगा या इसे रूसुम के तरह ख़त्म कर दूंगा। लेकिन अ़ेक साल के बाद मैं देख रहा हूँ कि वह फिर से बजट में आया है। अ़ुनके लिये करीब १० लाख रुपया रखा गया है। वह अ़ुनको नहीं दिया जाना चाहिये था।

अ़ेक्स जागीर विलेजेस (Ex-Jagir Villages) के बारे में मैं यह कहना चाहता हूँ कि कुछ ख़ास मुकामात पर ही यह २५ परसेंट का कन्सीशन दिया गया है। यह कन्सीशन (Concession) हर अ़ेक्स-जागीर विलेजेस में दिया जाना चाहिये था। इसको अगर अनडिस्क्रिमीनेटली (In-discriminately) अ़िस्तेमाल किया जाता तो लोगों में बेचैनी नहीं होती। अ़ुस्मानाबाद और लातूर वगैरा मुकामात पर यह २५ परसेंट का कन्सीशन दिया जाना निहायत ज़रूरी है। मैं अ़ुमीद करता हूँ कि चीफ़ मिनिस्टर साहब इसकी तरफ ज़ल्द से ज़ल्द ध्यान देंगे। अ़ेक्स-जागीरात का जो मुआवज़ा मिला है अ़ुसके बारे में यहां दो चार दिन पहले अ़ेक सवाल अ़ुठाया गया था। अ़ुसका चीफ़ मिनिस्टर साहब ने जवाब तो दिया है, लेकिन मैं इस वक्त यह अ़िश्वारा देना चाहता हूँ कि दस्तूर में इसके लिये कोज़ी गुंजाअ़िश नहीं है कि इसके चार आज़ीटेम्स (Items) बर्ताये जायें जहां तक मेरा ख़्याल है ये चार आज़ीटेम्स जिस अ़सेंबली के सैंक्शन (Sanction) के बिना तो नहीं बनाये जा सकते। फिर भी ये आज़ीटेम्स (Items) बनाये गये हैं। लेकिन ये आज़ीटेम्स हाज़ूस के सामने वोटिंग के लिये नहीं आयेगे अ़ैसा मेरा ख़्याल है। हाज़ूस के सामने आने चाहिये। सफ़ैख़ास के मुआवज़े के बारे में गव्हर्नमेंट और राजप्रमुख के बीच में अगर कोज़ी अ़ेग्रीमेंट (Agreement) हुआ है तो वह भी हाज़ूस के सामने आना निहायत ज़रूरी है। मैं समझता हूँ कि जो कुछ सज़ेसन्स (Suggestions) मैंने दिये हैं अ़ुनके अ़ुपर हुकूमत ज़रूर ग़ौर करेगी।

Shri K. Papi Reddy (Ibrahimpatan-General): I moved a motion to Demand No. 60, 'Rewards for destruction of Wild Animals'. People in cities and towns may consider this minor problem, but to a cultivator and a villager, it is a major problem. Since the Police Action and before, under the pretext of Law and Order—I am not here to discuss the success or otherwise of the Government's Policy relating

possible and thus reduce their number. In Australia, they have made a provision of nearly 8 crores under this head; but that may not be possible in a State like ours. But if the same rate of growth of wild animals is kept unchecked, the trouble will be greater ; and if necessary help of the Police, H.S.R.P. or Indian army should be taken in this regard.

Of course as far as our budget is concerned, there may not be any provision like that, but I fear if the same conditions prevail, Government will have to spend heavy amounts on Police Camps and even call the armed forces. I, therefore, request the Hon'ble Minister concerned to take constructive steps and advise or instruct the district officials to attend to the needs of the cultivators and help them wherever possible. Small prizes may be issued in deserving cases ; even a certificate will do. Government must see that this menace is put an end to and less trouble is caused to the cultivators. This will result in peace in our villages and also the yield from crops would be better.

I have given only a few instances. There are other areas and jungles infested with these wild animals, and I feel, as a cultivator myself, something must be done at once. Not only in Telengana, I am informed, in several other places, this menace is causing havoc—they have different kinds of wild animals in different places. If the Government continues to be negligent and lethargic, and if the Government does not grant lethal weapons to the cultivators, within a year or two, the situation will get serious. Hon'ble the Home Minister must not be afraid that the cultivators will misuse the weapons. We must have some faith in them. The cultivators must be granted licences—atleast for two or three muzzle loaders which are being dumped in the Amberpet dump and the dumps in district headquarters. These arms could be easily issued with benefit to cultivators who are interested and who show sufficient stamina to bring down this menace. The district officers going in jeeps and wasting even ten dozen rounds will not solve the problem. It should be tackled as it should be tackled. We should patronize these games and encourage the cultivators. The Government, knows the difficulties the cultivators are having in getting licences for arms. They go to the Collector's Office with a rupee stamp and with an application. They go to the Collector's office several times. If the Sub-Inspector, agrees, the Circle Inspector does not agree, the D.S.P. does not agree and finally the Collector does not agree and the matter is

indefinitely delayed. If the Governmental machinery is satisfied about the bonafides of the person, then licences should be granted and arms and ammunition should be supplied. Government should not be too stringent in granting licences, but patronise this game, which increases the spirit of the public and also protects our crop.

نری عبد الرحمن - مسٹر اسپیکر - میرا کٹ موشن بورڈ آف ریونیو کی کارکردگی پر تنقید کے لئے ہے - عوامی حکومت کی تشکیل کے بعد جیسا کہ توقع کی گئی تھی معزز مسٹر صاحبان عوامی مسائل پر کافی توجہ کرینگے لیکن ایک سال سے ہم دیکھتے آئے ہیں کہ ساری توجہ الکشن کے پروپیگنڈہ پر صرف کی جاتی رہی ہے - اسکے سوا کوئی کام انہوں نے نہیں کیا -

مجھے ریونیو بورڈ (Revenue Board) سے توقع تھی کہ وہ دیانت و ایمانداری کے ساتھ کسانوں کے مسائل کی طرف توجہ کریگا اور اسکو حل کریگا مگر اس بورڈ کے تعلق سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس بورڈ کے ارکان سوائے گشتیات جاری کرنے کے کوئی دوسرا کام نہیں کرتے - انکی متضاد گشتیات کسانوں کے مسائل میں روز افزوں پیچیدگیاں پیدا کر رہی ہیں - یہ وہ حالات ہیں جن کے نظر کرتے ٹریژری بنچس کے آئریبل ممبرس بھی مجھ سے اتفاق کرینگے کہ ان گشتیات کی وجہ سے مسائل حل ہونے کی بجائے مزید دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں - دفعہ ۴ قانون مالگزاری کی نسبت گشتی نشان (۵۱۲) مورخہ ۴ - اپریل سنہ ۱۹۵۲ ع جاری ہوتی ہے کہ اس دفعہ کو حذف کیا جاتا ہے اور اسکے تحت جو مقدمات ہیں وہ داخل دفتر کردئے جائیں - لیکن کچھ دنوں بعد گشتی نشان (۱۰۱۴ - اے - آر) مورخہ ۹ - جون سنہ ۵۲ ع نکلتی ہے اور اس کے ذریعہ پہلے حکم کو منسوخ کر کے گڑے ہوئے مردوں کو اکھیڑنے کا حکم دیا جاتا ہے - آپ کے احکام تو ایسے ہیں کہ ایم - ایل - ایز - کو مواد نہ دیا جائے - لیکن بحیثیت وکیل میں نے ایک کارروائی میں معائنہ مثل کی درخواست دی اور مثل کا معائنہ کیا جس سے مجھے اس کا علم ہوا - یہ مقدمہ ایک محفوظ لگاندار کا تھا - محفوظ لگانداری کا بڑا دھندلہ تو پیٹا جاتا ہے لیکن اس گشتی کی رو سے مردہ کارروائی پھر زندہ کی گئی - پولیس ایکشن کے دو سال پہلے سے یہ کارروائی چل رہی تھی - دفعہ (۴) کے منسوخ ہونے پر یہ کارروائی ختم ہو گئی - لیکن گشتی نشان (۱۰۱۴) کے نفاذ پر تحصیلدار نے پھر اس کارروائی کو شروع کیا - میں نے تحصیلدار صاحب سے کہا کہ یہ کیا عمل ہے - انہوں نے کہا ہم مجبور ہیں جو گشتیات اور احکام آتے ہیں ہمیں انکی تفہیل کرنی پڑتی ہے - اس طرح سیکڑوں مثالیں ہیں - مسٹر صاحبان ان امور اور دشواریوں کو پیش نظر نہیں رکھتے - انہیں تو اپنی مصروفیات سے ہی فرصت نہیں ملتی جو اس جانب توجہ کو سکیں - اڈمنسٹریشن کی حالت یہ ہے کہ حال ہی میں ہائیکورٹ میں ایک مقدمہ آیا تھا - مجھے اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے -

کرنے کی بات ہے کہ ہمارے ذمہ دار عہدہ دار قانون کو کس طرح سمجھتے ہیں اور قانون کو سمجھنے میں کتنی فاش غلطیاں کرتے ہیں۔ عدالت میں وہ ملزم کی حیثیت سے پیش ہوتے ہیں۔ یہ کلکٹر اور ڈپٹی کلکٹر کا ذکر ہے۔ انہیں عدالت سے سزا دیجاتی ہے۔ جیل تو نہیں بھیجا جاتا تاوان عائد کیا جاتا ہے۔ انہیں معافی نامے داخل کرنا پڑتا ہے۔ اس سے بڑھ کر نرم کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ میرے دوست مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ ”تم جس حکومت کی اسمبلی میں کام کر رہے ہو اس حکومت کے عہدہ داروں کی یہ حالت ہے،“ حکومت کو اس پر سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہئے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ قانون کے معاملے میں وہ کم فہم ہی نہیں قانون سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اس ذمہ داری کے لئے کم از کم ایل۔ ایل۔ بیز۔ کا تقرر کیا جانا تاکہ وہ قانون کو سمجھنے کی صلاحیت اپنے آپ میں رکھتے اور اس طرح قانون کی غلط تعبیر کر کے فاش غلطیاں نہ کرتے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ کلکٹرس، ڈپٹی کلکٹرس اور تحصیلدار کی جائیدادوں کے لئے ایسے ہی لوگوں کو لیا جائے جو قانون سے واقف ہیں۔ ریونیو بورڈ کے ممبرس کو چاہئے کہ وہ اضلاعی دفاتر کی تنقیح کے لئے سہ ماہی دورہ کریں۔ دورہ ان معنی میں نہیں کہ وہاں جا کر ڈاک بنگلے میں بیٹھ جائیں۔ تحصیلدار کے پاس سے کچھ فائلیس یا رپورٹس پیش ہوں وہ ان پر دستخط کر کے اپنا ہتھ گھٹ کر لیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں۔ وہ خود دفاتر میں جائیں مثلیں دیکھیں۔ برسر اقتدار پارٹی کے ذمہ دار لوگوں کی حالت یہ ہے کہ حال ہی میں جب میں الکشن کے سلسلے میں رامائن پیٹھ گیا تھا تو وہاں میں نے دیکھا کہ ایک میعزز مشنر صاحب جلسہ کی صدارت کر رہے ہیں۔ ایک پٹواری صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ میں ان مشنر صاحب کا نام بتلا سکتا ہوں اور اس پٹواری کا نام بھی بتلا سکتا ہوں۔ میں ان خیالات کو نیک نیتی سے حکومت کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ لیکن وقت اس قدر کم دیا گیا ہے کہ سب امور پر روشنی نہیں ڈالی جاسکتی۔ تقریر کے لئے انتہائی کم وقت دیا جاتا ہے اور وہ بھی اگر خوستی قسمتی سے اسپیکر صاحب کی نظر پڑ جائے تو موقع ملتا ہے ورنہ بیٹھ جانا پڑتا ہے۔ بہر حال یہ ایک نمائشی چیز ہو کر رہ گئی ہے۔ میرا اس خصوص میں سخت احتجاج ہے۔

بورڈ آف ریونیو کے ممبرس کی تنخواہوں کے بارے میں مجھے عرض کرنا ہے۔ مشنرس کی تنخواہوں سے دوگنی تنخواہیں انہیں دی جاتی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنی زیادہ تنخواہ انہیں دینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ صرف انفصالی کام کرتے ہیں اور انفصالی کام کی حالت بھی یہ ہے کہ اراکین کی طبعی عمر سے زیادہ مدت کے مقدمات چل رہے ہیں۔ اور مالگزاری کے معنی ”عمر گذاری“ کے ہو گئے ہیں۔ عوامی حکومت سے ہمیں یہ توقع تھی کہ اس قسم کی خرابیوں کو دور کیا جائیگا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خرابیاں پہلے جیسی تھیں اب بھی ویسی ہی ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہو گئی ہیں۔ انفصالی کام کے سلسلے میں عہدہ دار کے پاس اگر کوئی درخواست پیش کرنی ہو تو پہلے ججدار اوپی۔ اسے سے گزرنے کے لئے ہی کافی وقت لگ جاتا ہے۔ جس کے بعد

دستخط کی نوبت آتی ہے۔ دستخط کے بعد درخواست موصولہ میں چلی جاتی ہے جہاں (۸) دن سے کم نہیں لگتے۔ اسکے بعد صیغہ میں نوٹ پیش ہونے کے لئے (۱۰) دن لگ جاتے ہیں۔ درسیانی عہدہ دار کوئی دن لے لیتے ہیں۔ اسی رفتار سے کارروائی عہدہ دار کے پاس آتی ہے۔ غرض بہ حالت ہے۔ اس سے بیلک کا کس قدر وقت ضائع ہوتا ہے اسکا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایک فریفی کو احکام حاصل کرنے کے لئے کوئی دن لگ جاتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ درخواست پیش ہونے کے ساتھ ہی وہ دستخط کے بعد موصولہ سے صیغہ میں چلی جائے۔ اس کے لئے اگر عہدہ دار کے اجلاس سے متصل ہی موصولہ کا صیغہ رکھا جائے تو سہولت ہوگی۔ بیلک کا وقت بھی ضائع نہوگا۔ میری اس تجویز سے حکومت کا پسہ بھی خرچ نہوگا اور عوام کو بھی دق نہوگی۔ چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اب ہم اڈجرن ہوتے ہیں سام کے ہ بجے ہم بھر ملینگے۔

The House then adjourned for Lunch till Five of the clock.

The House re-assembled after Lunch at Five of the clock.

[Mr. Speaker in the chair]

شری مخدوم محی الدین - مسٹر اسپیکر سر - میں نے دوکٹ موشننس پیش کئے ہیں۔ ایک تو ریاست کے اندر زبان واری لحاظ سے تعلقوں کی از سر نو حد بندی سے متعلق ہے اور دوسرا ملازمین سرکار کے گھروں کے کرایہ کی مسدودی سے متعلق ہے۔ جہاں تک پہلے کٹ موشن کا سوال ہے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ حیدرآباد ریاست کے اندر جیسا کہ ہم جانتے ہیں تین علاقے ایسے ہیں جہاں تین مستقل زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان کے حدود ہیں لیکن معین نہیں ہیں۔ اکثر سرحدوں پر ایسے گاؤں ہیں جہاں مرہٹی بولی جاتی ہے لیکن وہ تلگو علاقوں میں ہیں۔ کہیں ایسے گاؤں ہیں جہاں کنڑی بولی جاتی ہے لیکن وہ تلگو علاقوں میں ہیں۔ کئی ایسے علاقے ہیں جہاں کنڑی بولی جاتی مگر وہ مرہٹی علاقوں میں ہیں۔ میں اس سلسلہ میں ہماری حکومت کے سامنے یہ تجویز رکھنا چاہتا ہوں کہ از سر نو ان علاقوں کی حد بندی کی جائے۔ چنانچہ اگر ہم رائچور کو لیں تو معلوم ہوگا کہ عالم پور اور گدوال ایسے تعلقے ہیں جہاں تلگو بولنے والے لوگ ہیں لیکن وہ کرنائک علاقے میں ہیں۔ ان دونوں تعلقوں کو حد بندی کے ذریعہ تلگو علاقوں میں لانا ضروری ہے۔ یہی حال بیدر کا بھی ہے۔ ظہیرآباد کے بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں تلگو بولنے والے لوگ ہیں لیکن وہ کنڑی علاقے میں ہیں۔ ویسے ہی گلبرگہ کا حال ہے۔ گلبرگہ میں بہت سے ایسے دیہات ہیں جہاں تلگو بولی جاتی ہے لیکن وہ کرنائک کے علاقے میں ہیں۔ ناندیڑ میں تقریباً (۴۰) گاؤں ایسے ہیں جہاں تلگو بولنے والے ہیں لیکن وہ مرہٹی علاقے میں ہیں۔ عادلآباد اگر چیکہ تیلنگانہ کا علاقہ ہے لیکن وہاں بہت سے ایسے گاؤں ہیں جہاں مرہٹی بولی جاتی ہے خاص طور

پرجیسے راجورہ اور کنوٹ - وہ تلنگانہ کے علاقہ میں ہیں حالانکہ اون کو مرہٹی علاقے میں ہونا چاہئے تھا - تعلقہ عادل آباد راجورہ سے منسلک ہے جسکے (۴۰) دیہات ایسے ہی ہیں - اسی طرح بوتھ کے بھی (۴۵) گاؤں حد گاؤں سے قریب ہیں جہاں مرہٹی بولنے والے ہیں لیکن وہ تلنگانہ کے ضلع عادل آباد میں ہیں - اسی طرح اور بھی مثالیں مل سکتی ہیں - اس کی وجہ سے ہمارے اڈمنسٹریشن ہاری تعلیم اور دوسرے معاملات کی ترقی میں رکاوٹ ہو رہی ہے - ہم یہ چاہتے ہیں کہ لسانی بنیادوں پر ہمارا اڈمنسٹریشن چلے - جس وقت یہ ریاست ٹوٹے گی تو وصال آندھرا - مہاراشٹرا اور سمیوکتا کرناٹک بنیں گے - لیکن اس سے پہلے ہی ہمارا خیال ہے کہ ہاری ریاست کے اندرونی نظم و نسق کے لئے یہ ضروری اور مفید ہے کہ یہاں کے عوام کی وحدت کی خاطر - یہاں کا نظم و نسق چلانے کی سہولت کے پیش نظر اور تعلیم و تربیت کے بہتر انتظام کے لئے زبان کی بنیادوں پر حد بندی کی جائے - میری تجویز اس سلسلہ میں یہ ہے کہ حکومت اس معاملہ پر غور کرے اور اس سلسلہ میں جلد از جلد قدم اٹھائے -

دوسرا کٹ موشن ملازمین سرکار کے کرایہ مکان کے بارے میں ہے - یہاں ہاری ریاست کے اندر ایسے ملازمین سرکار کے لئے جنہیں اب تک مکان کا کرایہ ملا کرتا تھا اب اوسکو مسدود کردینے کی تجویز سرکار کے سامنے ہے بلکہ وہ مسدود کر دیا گیا ہے - اس مسدودی سے (۳) لاکھ روپیہ کی بچت سرکار کو ہونے والی ہے - یہ رقم اتنی حقیر ہے کہ اس سے ہمارے مالیہ میں کوئی بھاری اضافہ نہیں ہوتا - اس کے مقابلہ میں جو لوگ اس سے متاثر اون کی تعداد بہت زیادہ ہے - یہ لوگ ہاری حکومت کی مشنری کو چلانے والے ہیں - انہیں اس سہولت سے محروم ہو جانے کی وجہ سے تکلیف ہوگی - اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ حکومت کے سامنے اس کی مسدودی کی جو تجویز ہے وہ منسوخ کر دی جائے اور پھر سے اس کو چالو کر دیا جائے - خاص طور پر تیسرے اور دوسرے درجہ کے ملازمین سرکار کے لئے وہ چالو رہنا چاہئے - ایسے حالات میں جب کہ گرانے بڑھ گئی ہے اور اون کو چھوٹی چھوٹی تنخواہیں دی جا رہی ہیں - جو گرانے الونس انہیں ملتا ہے وہ آج کے انڈکس نمبر (Index Number) کے لحاظ سے کافی کم ہے - انہیں کرایہ مکان ملنا چاہئے - ملازمین سرکار اپنی تنخواہوں کے متعلق ایک عرصہ سے جدوجہد کرتے رہے ہیں - اب اگر اون کو کرایہ مکان کی سہولت سے محروم کر دیا جائیگا تو اون کے اہل و عیال پر بہت بڑا پار یڑ جائیگا - دوسری بات یہ ہے کہ اہریل سے سکھ میں تبدیلی جو ہو رہی ہے اوس کی مار بھی ملازمین سرکار پر پڑنے والی ہے - کیونکہ اون کی تنخواہیں پٹاون کاٹ کر دی جایا کرینگی اس سے کافی تفاوت ہوگا - گویا تنخواہوں میں بھی کچھ نہ کچھ کمی ہوگی - اولدھر قیمتوں میں اضافہ کی توقع بھی کی جا رہی ہے اور پھر آپ کرایہ مکان کی سہولت ختم کردے رہے ہیں - عرض اس طرح سے کئی مصیبتوں میں ملازمین سرکار مبتلا ہونے والے ہیں - اگر چیکہ اس کی منسوخی سے (۳) لاکھ کی بچت ہوگی لیکن ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے یہ سہولت کم از کم تھڑ گریڈ اور مکند گریڈ کے ملازمین کو برابر دی جاتی رہنی چاہئے -

اس سے پہلے بھی گور والا کمیٹی نے تمام محکموں میں تخفیف کر کے بجٹ نکالنے کی تجویز پیش کی تھی جو ملک کے اندر کافی بد نام ہو چکی ہے اور اس کے خلاف بڑے بڑے مظاہرے ملازمین سرکار - طالب علموں وغیرہ کے ہو چکے ہیں اور ایک زبردست جدوجہد اس کے خلاف کی جا چکی ہے - اور اب یہ حکم نافذ فرمایا گیا ہے کہ (۱۷۵) روپیہ جو لوگ تنخواہ پاتے ہیں اون کو گریہ مکان کا الونس نہ دیا جائے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ اس تجویز پر عمل کیا جائے خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ ان لوگوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ چکے ہیں - جہاں تک گزیٹڈ عہدہ داروں کا تعلق ہے ہماری حکومت بمبئی کی حکومت کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہے اور ویسی ہی تمام سہولتیں گزیٹڈ عہدہ داروں کو دی جاتی ہیں - مگر جب نان گزیٹڈ ملازمین کا سوال آتا ہے تو مدھیہ پردیش وغیرہ کی مثال سامنے رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے - وہاں کا معیار کچھ نیچا ہے اور حیدرآباد کی حکومت وہاں کی مثال سامنے رکھ کر وہاں کی تنخواہیں اور الونس اور دوسرے معاملات کو یہاں پر منطبق کرنے کی کوشش کرتی ہے - یہ معیار کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا - اگر گزیٹڈ عہدہ داروں کی حد تک بمبئی معیار مقرر کرنا چاہتے ہیں تو چائے نان گزیٹڈ عہدہ داروں کی حد تک بھی وہاں کا معیار مقرر کیجئے - لیکن ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ چھوٹے ملازمین کی حد تک مدھیہ پردیش کا معیار مقرر کیا جانا ہے میں نو یہ کہہ سکتا ہوں کہ جہاں سب سے کم تنخواہیں ملا کرتی ہیں حکومت وہ معیار یہاں مقرر کرنا چاہتی ہے - ہمارے پاس کا انڈکس نمبر گو مدراس کے انڈکس نمبر سے مساوی تو نہیں پھر بھی ملتا جاتا ضرور ہے - اس لئے وہاں کے ملازمین سرکار کو جتنی سہولتیں ہیں وہی سہولتیں یہاں بھی ملنی چاہئیں - جب آپ اس اصول کو مانے ہیں تو پھر یہ کسی طرح جائز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ حیدرآباد کے سکینڈ گریڈ کے ملازمین سرکار کا ہاؤزرنٹ الونس (House rent allowance) روک دیا جائے - مدراس کی حکومت تو اپنے ملازمین کو مٹی الونس بھی دیتی ہے کیونکہ وہاں کا تہری معیار زندگی زیادہ بڑھا ہوا ہے - اگر آپ اشاریہ زندگی کے لحاظ سے تنخواہیں اضافہ نہ کریں اور وہ سہولتیں جو انہیں دیکتی ہیں وہ بھی چھین لیں تو اس کو کسی طرح انصاف قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ سراسر نا انصافی ہوگی - ایک طرف تو سیکڑوں نیچے درجیے کے ملازمین کا الونس کرایہ مکان مسدود کر دیا جاتا ہے اور دوسری طرف وزراء کے مکانات پر دہڑ لاکھ روٹے صرف ہوتے ہیں - لیکن اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں ہوتا اور نہ یہ سوچا جاتا ہے کہ اس کو کم ہونا چاہئے - دہڑ لاکھ روٹے (۱۰۰) وزراء کے مکانات پر صرف کئے جاتے ہیں - دوسری طرف غریب ملازمین کو گھروں کے متعلق جو سہولتیں ملا کرتی تھیں ان سے انہیں محروم کیا جا رہا ہے جو کسی طرح بمبئی پر انصاف نہیں ہے - میں اس کی بڑی مخالفت کرتا ہوں کہ سکینڈ گریڈ اور تھرڈ گریڈ ملازمین کا الونس کرایہ مکان مسدود کر دیا جائے - اگر آپ کچھ بجٹ کرنا چاہتے ہیں تو اوجھی تنخواہ پانے والوں کے الونس اور تنخواہوں میں کسی کمر کے بجٹ نکل سکتے ہیں لیکن غریب لوگوں کا جن کے

زیر پرورش کئی اوگ ہوتے ہیں انوس کرایہ مکان مسدود کردینا درست نہیں ہو سکتا ۔
میں امید کرنا ہوں کہ حکومت اپنے اس فیصاہ کو واپس لے آئیگی ۔

شری ایم۔ نرسنگ راؤ (کواکرتی ۔ عام) ۔ جناب اسپیکر صاحب ۔ میں تین چار کٹ موشنس کے بارے میں اپنے وچار ہاؤز کے سامنے رکھوںگا ۔ جہاں تک کہ ہاؤز الونس (House Allowance) کے بارے میں کٹ موشن کا تعلق ہے چونکہ گوروالا کمیٹی کا یہاں تذکرہ آیا ہے اسلئے میں اس کے متعلق کچھ وضاحت کرونگا کیونکہ میں بھی گوروالا کمیٹی کے ایک ممبر کی حیثیت سے اس رپورٹ پر دستخط کرچکا ہوں ۔ گوروالا کمیٹی نے اکائی کے مدنظر چند سفارسات کی ہیں جو صرف فرسٹ اور سکنڈ گریڈ کلرکس کی حد تک نہیں بلکہ دوسرے عہدہ داروں کے تعلق سے بھی کی گئی ہیں ۔ بعض کو حکومت نے عمل میں لایا ہے اور بعض کو عمل میں لارہی ہے ۔ مثلاً منصب کے بارے میں گوروالا کمیٹی نے سفارش کی تھی ۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اسپر گورنمنٹ ضرور غور کریگی ۔ جہاں تک تھرڈ اور سکنڈ گریڈ کے کلرکس کے ہاؤز الونس کا تعلق ہے میرا خیال ہے کہ گوروالا کمیٹی نے اسکی مسدودی کی سفارش نہیں کی ہے ۔ البتہ فرسٹ گریڈ کلرک کی حد تک ایسی سفارش کی گئی ہے کہ ہاؤز الونس اور سکرٹریٹ الونس بند کرنا چاہئے ۔ اب بھی میری رائے ہے ۔

بعض کٹ موشنس ایسے ہیں جو انوان کی توجہ کیلئے پیش کئے گئے ہیں وہ یقیناً غور طلب ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان پر ہمدردانہ غور کیا جائے ۔ مثلاً جمبندی کے تعلق سے ایک کٹ موشن لایا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ معافی یکسالہ کی جو پیچیدگیاں ہیں اونکو دور کرنا ضروری ہے ۔ اس بارے میں اختلاف رائے نہیں ہو سکتا ۔ البتہ ایک ایک کام لیا جانا چاہئے ۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ سب کام یکدم ہو جائیں تو نہیں ہو سکتا ۔ مجھے یقین ہے کہ ان باتوں پر گورنمنٹ ضرور غور کریگی ۔ تلنگانے میں قری دھارہ کی وجہ سے جمبندی میں مشکلات پیش آرہی ہیں ۔ مدراس میں ایک اصول اختیار کیا گیا تھا کہ دھارہ اور ریمیشن (Remission) نہیں ۔ ہمارے پاس سنگین دھارہ اور تلف مال کی صورت میں معافی کا اصول اختیار کیا گیا ہے ۔ بہر حال ہم کو کیا کرنا چاہئے یہ غور طلب مسئلہ ہے ۔ مثلاً زیر باؤلی اراضیات کی حد تک بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ زیر باؤلی دھارہ معاف کیا گیا ہے ۔ اندرون آیا کٹ اور بیرون آیا کٹ کے بعض جھگڑے ہیں اسکو گورنمنٹ حل کریگی ۔

ایک سوال ٹیکزیشن (Taxation) کا بھی اٹھایا جاتا ہے یہ سوال بھی غور طلب ہے ۔ بہت سے معزز ارکان نے یہ کہا تھا کہ ایک کمیشن قائم کیا جائے ۔ اس بارے میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ہاؤز آف دی پیپل (House of the People) نے اور فیائنس ممبر نے اعلان کیا ہے کہ وہ ٹیکزیشن انکوائیری کمیٹی (Taxation Enquiry Committee) قائم کریں گے تاکہ انڈین ٹیکسس (Indian taxes) کی جانچ کی جائے مجھے یقین ہے کہ اسکے بعد وہ سب پروویژنس (Provisions) شامل ہونگے جنکا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور لینڈ ریونیو (Land Revenue) کی

جانچ بھی کی جائیگی۔ سنہ ۱۹۴۳ ع میں اوسوقت کی جو گورنمنٹ آف انڈیا تھی اوس نے ایک ٹیکزیشن کمیٹی قائم کی تھی اوسوقت اس کمیٹی سے کہا گیا تھا کہ وہ ان امور کی جانچ کرے۔

(1) to examine the manner in which the burden of taxation is distributed at present between the different classes of the population ;

(2) to consider whether the whole scheme of taxation—Central, Provincial and Local—is equitable and in accordance with economic principles and if not in what respects it is defective ;

(3) to report on the suitability of alternative sources of taxation.

اسکے بعد اس کمیٹی نے (۰.۰) صفحات کی رپورٹ پیش کی اسمیں لینڈ ٹکس (Land Tax) کے بارے میں یہ کہا گیا کہ

Land Tax.—This tax is one of the oldest of taxes and the principle basis of assessment in different countries is (1) capital value, (2) Unimproved or public value, (3) net produce (4) annual, and (5) the net income of the farmer.

یہ مختلف چیزیں ہیں۔ ہمارے لینڈ ریونیو سسٹم میں یہ ڈیفیکٹس (Defects) بتلائے گئے ہیں۔

The defects of the present system of the land revenue assessment are (1) want of definiteness, (2) the land revenue is not only not progressive but actually tends in the opposite direction ; at one end the largest land-lords pay a comparatively small part of their surplus while at the other end of the scale comes the cultivator of the uneconomic holding who has been led to extravagant expenditure by an improvident clause in good years followed by indebtedness and transfer of lands to money-lenders in the lean years.

اس رپورٹ پر اوس زمانے کی جو لیجسلیٹیو اسمبلی تھی اوس نے غور کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ کسی اور وقت کیلئے ہم اس سوال کو اٹھا رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جبکہ شروع ہو گئی۔ مجھے امید ہے کہ جیسا کہ فیئانس ممبر نے اعلان کیا ہے جانچ کی جائیگی اور پورے انڈیا کیلئے ایک انتظام کیا جائیگا۔ اسپرچ دیہاتی قظام و نسق اور وطن داری سسٹم کا سوال ہے۔ ہمارے موجودہ مسائل پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں کسی حد تک تبدیلی ہونی چاہئے یہ زیر غور ہے۔ لیکن فیئانس کا سوال بھی پیش ہوگا۔ یہ ایک اہم سوال ہے۔ آج جبکہ کسی سے آٹھ دس روپیہ دیکر کام لیتے ہیں کل پچاس ساٹھ روپیہ دیکر کام لینا ہوگا تو ظاہر ہے کہ کتنا بار ہوگا۔ جہاں بہت سی چیزیں آبالش (Abolish) ہو رہی

ہیں وہاں وطن داری سسٹم بھی ابالاش ہوگا۔ لیکن مجھے اتنا عرض کرنا ہے کہ ذرا صبر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اسکو ایک دم حل کر دیا جائے۔ زمانے کے حالات کے لحاظ سے آہستہ آہستہ ایک پروگریسیو سسٹم (Progressive System) رائج ہوگا۔ مارل ری آرممنٹ (Moral re-armament) کی ضرورت ہے لیکن ہمارے لوگوں میں مورالیٹی (Morality) کے بڑھانے کا سوال ہے۔ تنخواہ دار وطنداروں کو رکھینے یا کسی بٹیل بٹواری کو لائے جب تک اخلاق حالت بہتر نہو مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ میں اس ایک چیز پر زیادہ پریس (Press) کرنا چاہتا ہوں کہ جو چیزیں زمانے سے چلی آرہی ہیں اونکے لئے موجودہ گورنمنٹ کو نشان ملامت نہ بنایا جائے۔ کانگریس کو نشان ملامت نہ بنایا جائے اسکے وارث (۱۷۵) لاکھ لوگ ہیں اسمیں اپوزیشن نارٹی بھی شامل ہے۔ برائیاں سب میں ہیں صبر سے کام لیں۔ گواپریشن کریں تو حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری اے۔ راج ریڈی - مسٹر اسپیکر سر۔ میرے دوکٹ موشنس پیش ہوئے ہیں ایک تو حکم نگرانی کرایہ امکنہ کے تعلق سے اور دوسرا جاگیر اڈمنسٹریشن کے نظم و نسق کے تعلق سے۔ حکم نگرانی کرایہ امکنہ کا جہاں تک تعلق ہے حیدر آباد اور سکندر آباد کے علاوہ چند اضلاع میں بھی اسکا نفاذ ہے۔ سب سے زیادہ شکایتیں جو پیش کی جا رہی ہیں وہ حیدر آباد اور سکندر آباد کے تعلق سے ہیں۔ جو دقتیں پیش آرہی ہیں اون کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ اس قانون کے پروویو (Purview) ایسے عوامی اداروں سے تعلق رکھنے والے مکانات ہیں جو کرائے پر دئے جاتے ہیں۔ وہ عوامی ادارے مشکلات میں گھر جاتے ہیں اسلئے ان کو اس قانون کے دائرہ عمل سے خارج کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں اصولاً ایک خانگی شخص اور ایک ادارہ جس سے ایک کمیونٹی (Community) کے اشخاص کو فائدہ ہو مختلف صورت رکھتے ہیں۔ اسی دستور العمل کے تحت اسکو اس دائرہ عمل سے خارج کیا گیا ہے۔ جہاں اور تمام لوگوں پر کرایہ مکان کا قانون لاگو ہو جاتا ہے ان میں سے چند مکانوں کو بالکلیہ اسکے دائرہ عمل سے خارج کر دینا مناسب نہیں ہے۔ میرے جہاں تک معلومات ہیں انکی بنا پر اور جہاں تک میں نے سنا ہے اسکی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ بعض ایسے ادارے ہیں جنکے منتظمین نے ان مکانات کو یا جائدادوں کو جو وقف ہیں اپنے رشتہ داروں کو بہت معمولی کرائے پر دے دیتے ہیں مثلاً ایک ایسی جائداد جسکا کرایہ آٹھ سو روپیہ وصول ہو سکتا ہے اپنے رشتہ داروں کو چار پانچ سو روپیہ کرایہ پر دیدیتے ہیں پھر وہ لوگ دوسرے کرایہ داروں کو پڑھے چڑھے گریوں پر دیتے ہیں۔ جس اصول کے تحت حکم نگرانی کرایہ امکنہ نافذ کیا گیا وہ یہ تھا کہ عوام کو فائدہ ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ اسمیں بھی بلیک مارکیٹنگ (Black-Marketing) ہو رہی ہے۔ اس طریقہ پر وہ بالکلیہ اس قانون کے دائرہ عمل سے خارج ہو جا رہے ہیں جسکی وجہ سے بہت سی دشواریاں پیش آرہی ہیں۔ کرایہ دھندے کافی دولت حاصل کر رہے ہیں۔ رضاکار دورے ہلے تمام جائدادوں پر یکساں طور پر یہ قانون لاگو تھا۔ رضاکار دور کی منسٹری کے زمانے

میں درگاہوں کے تحت کے مکانات کو اس سے خارج کیا گیا۔ اس بارے میں غور کرنا ضروری ہے۔ خانگی مکانات کے تعلق سے جو قانون ہے اس کے تحت انکو بھی بالکلیہ لانا چاہئے یہ میرا منشاء نہیں ہے۔ تاہم میں یہ عرض کرونگا کہ کچھ نہ کچھ چک (Check) ہونا ضروری ہے۔ ہمارے شہر کے جو حالات ہیں اون سے بالکل الگ کر کے اسکو نہ دیکھا جائے۔ کوئی نہ کوئی چک (Check) قائم ہونا ضروری ہے کیونکہ لوگ اس سلسلہ میں کافی پریشان ہیں۔ جاگیر اڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ کی نسبت مجھے یہ کہنا ہے کہ دو تین سال قبل جاگیر ابالیشن ایکٹ کے تحت یہ محکمہ قائم ہوا اس کا اسٹابلشمنٹ مقرر کیا گیا۔ جاگیرات کے معاوضہ کی کارروائیاں ختم ہو گئیں لیکن اب تک اس اسٹابلشمنٹ کو برقرار رکھا جا کر اس پر خرچہ کیا جا رہا ہے جس سے گورنمنٹ کا قصصان ہو رہا ہے۔ ممکن ہے ایک زمانہ میں جب کہ حسابات مکمل نہیں ہوئے تھے اس ڈپارٹمنٹ کی ضرورت محسوس کی گئی ہو۔ لیکن آج تو اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔ محکمہ مال کے اڈمنسٹریشن سے یہ مابقی کام تکمیل کروایا جاسکتا ہے۔ اس ڈپارٹمنٹ کو جلد سے جلد ریونیو بورڈ میں ضم کر دیا جانا چاہئے۔

ایک اور بات ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ مال کے عہدہ داروں جیسے کلکٹر تحصیلدار وغیرہ کا تبادلہ کسی اور مقام پر کر دیا جاتا ہے تو غیر سرکاری اثرات ڈالکر تبادلے منسوخ کروائے جاتے ہیں۔ کریمنگر کے کلکٹر مسٹر مین اور تحصیلدار سب نرسیا کے تبادلے تین چار مرتبہ ہوئے۔ لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ وہاں کے خانگی افراد کے کہنے پر یہ تبادلے منسوخ کئے گئے ہیں۔ اس طرح ریونیو بورڈ ۳-۴ مرتبہ احکام جاری کرتا اور منسوخ کرتا ہے جس سے اس کی جگہ ہنسائی ہوتی ہے۔ اسکی آخر کیا وجہ ہے۔ لوگوں کے کہنے پر اگر اس طرح انتظامات متاثر ہونے رہیں تو آخر محکمہ کی کیا وقعت رہتی ہے۔ یہ کوئی ایسا معاملہ بھی نہیں تھا کہ جس سے عوام پر کوئی بھاری اثر پڑے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہی لوگ اپنے سے ملے ہوئے عوام کو اچکا بچکا کر اس طرح کی کارروائیاں کرواتے ہیں۔ جنکی جانب کافی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سے گورنمنٹ مشنری پر اثر پڑتا ہے۔

آخر میں میں ایک اور بات عرض کرونگا۔ ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اخلاق پستی کو دور کرنے کی ضرورت ہے لیکن میں ایک بنیادی بات یہ کہوں گا کہ دماغ انسانی محض خلا میں پرورش نہیں پاتا۔ دماغ ساج اور ظاہری حالات کا عکس ہوتا ہے "Mind is the creation of the wherabouts" جس مسموم فضا میں دماغ کام کرتا ہے اس سے وہ خود بخود متاثر ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خارجی حالات میں خود غرضی ہے لوٹ کھسوٹ ہے دماغ اسی سے متاثر ہوتا ہے۔ جب تک یہ فضا نہ بدلیگی دماغوں میں یہی ارتقا نہوگا۔ اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ سب سے پہلے اس فضا کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے جس میں ہم رہتے ہیں۔ ہمارے ساج اور ماحول میں کئی برائیاں ہیں لوٹ کھسوٹ ہے خود غرضی ہے۔ دولت کی ہوس ہے جب تک یہ دور نہونگے اخلاق حالت بلند نہیں ہوسکتی پہلے اس ماحول کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد دماغ خود بخود بہتر ہوجائینگے۔

ان خیالات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ اسپیکر سر ۔ بہت ہی کم وقت میں اپنے دوچار کٹ موشنس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ابھی ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ پینشنس (Patience) چاہئے ۔ لیکن پینشنس بھی آخر کب تک ۔ پینشنس کرتے کرتے آخر وہ زندہ بھی تو نہ رہ سکیں گے ۔ میں نے ابتدا میں بھی یہ کہا تھا کہ اس جو کھٹے کو بدلنے کی ضرورت ہے ۔ اب بیرو کرائٹ (Bureaucratic) جو کھٹے کو بدلنے کی ضرورت ہے ۔ آنریبل فنانس منسٹر نے بھی کچھ سیول سروس (Civil Services) کی ہے ان کے لوگوں نے بھی کچھ کام کیا ہے میں مانتا ہوں ۔ لیکن انکا دماغ تبدیل شدہ حالات کے ساتھ نہیں رہتا ۔ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے ۔ ہمیں حالات کو دیکھنا ہے ۔ ہمارے سامنے جو بجٹ پیش ہوا ہے وہ بینکروٹ (Bankrupt) ہے ۔ اس میں لائیابلیٹیز (Liabilities) کے مقابلہ میں ایسیٹس (Assets) نصف بھی نہیں ہے ۔ ہم پچاس فیصد کی حد تک مقروض ہیں ۔ ہم جب اپنے آپ کو دیش بھگت کہتے ہیں تو ہمیں سوچنا چاہیئے کہ یہ کیا حالات ہیں اور آخر اس خرابی کی وجہ کیا ہے ۔ ریونیو ڈپارٹمنٹ کی سروس کے بارے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے کم از کم گورو والا کمیٹی کے ریکمنڈیشن (Recommendations) پر بھی عمل نہیں کیا ۔ گریڈ کیڈر کے بارے میں اس نے جو سفارشات کی تھیں اس پر توجہ نہیں کی گئی ۔ ہمارے پاس کلکٹر کا گریڈ ۹۰۰ تا ۱۰۰۰ ڈپٹی کلکٹر کا ۲۰۰ تا ۸۰۰ اور تحصیلدار کا ۳۰۰ تا ۶۰۰ بجٹ میں بتایا گیا ہے ۔ گورو والا کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ اس میں کمی کی جاسکتی ہے ۔ اس نے بتایا تھا کہ ہر گریڈ میں ۱۰۰-۲۰۰ کی کمی ممکن ہے ۔ اس وقت میرے اس کریکٹ فیکرس (Correct figures) نہیں ہیں ۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ کمی کے لئے سفارش کی گئی ہے ۔ اس کے برخلاف فسٹ گریڈ اور سکنڈ گریڈ کے ہاؤس رنٹ الونس بند کر دئے گئے ہیں اوپر کی جائدادوں کی حد تک الونس جو بند کیا گیا ہے مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن کم از کم سکنڈ گریڈ کی حد تک میں کہوں گا کہ ان کا ہاؤس رنٹ الونس بند نہونا چاہیئے ۔ تنخواہوں کی حد تک میں کہوں گا کہ جس طرح گورو والا کمیٹی نے سفارش کی ہے گوئی تنخواہ (۱۰۰۰) سے اوپر نہونی چاہئے ۔ اس سے (۳۰) لاکھ کی بچت بتلائی گئی ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ بٹروں اور جیس پر ۳ لاکھ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اس کو کم کرنے کی ضرورت ہے ۔ اسی طرح ریونیو کیڈر کافی سربلس ہے اس پر ۱۳ لاکھ ۴۰۰ ہزار روپیے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اسی طرح کلکٹرس ۔ ڈپٹی کلکٹرس اور تحصیلداروں کی تنخواہیں کم کرنے سے کافی بچت ہو سکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں ان تمام مددات پر (Review) کر کے ہم ۳۰ - ۳۵ لاکھ کی بچت کر سکتے ہیں جو سب کہ میں نے اپنے کٹ موشن میں بتایا ہے ۔

سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ کے بارے میں بھی مجھے کچھ عرض کرنا ہے ۔ وہاں ضرورت سے زیادہ آفیسرس ہیں ۔ کہیں ایک آنسپکٹر پر ایک سپروائزر ہے ۔ انہیں اکڑائیں کر کے

کمی کی جاسکتی ہے ۔ مجھے اس ڈپارٹمنٹ کے کلاسروں کے بارے میں کچھ کہنا ہے ۔ ان کی جانب سے میرے پاس یہ شکایت وصول ہوئی ہے کہ انہیں تنخواہ کارگزاری کا حساب لگا کر دیجاتی ہے ۔ اگر کسی وقت کام کم کیا جائے تو اتنی تنخواہ کم کر لی جاتی ہے ۔ ہر محکمہ میں کلرکس ہوتے ہیں ان کے کام کی نوعیت بھی کوئی مختلف نہیں ہوتی لیکن ان کے ساتھ اس طرح کارگزاری کے لحاظ سے تنخواہ کاٹ لینے کا عمل نہیں کیا جاتا ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح کاٹا ہوا لاکھوں روپیہ جمع ہے لیکن ان لوگوں سے زائد کام لینے پر اس رقم میں سے کچھ الونس انہیں دیا جاتا ۔ کلاسروں کا طبقہ ایک غریب طبقہ ہے ۔ ان کی تنخواہ نہرڈگریڈ کلرکس کے برابر ہوتی ہے ۔ اس طرح تنخواہ کاٹ کر ان کے ساتھ نا انصافی کی جا رہی ہے ۔

مجھے سکریٹریٹ کی ورکنگ کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے ۔ چیف سکریٹری کو (۲۲۵۰) روپے تنخواہ دیجاتی ہے ۔ ڈپٹی سکریٹری کی تنخواہ (۹۰۰ تا ۱۵۰۰) ہے ۔ اس بارے میں بھی گور والا کمیٹی کی سفارشات کے بموجب عمل نہیں کیا گیا ہے ۔ اس کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ سکریٹری کی تنخواہ (۷۰۰ تا ۱۳۰۰) ہونی چاہئے ۔ گو میں اس تنخواہ سے بھی خوش نہیں ہوں لیکن جب آپ ہی کی بنائی ہوئی ایک اکائی کمیٹی نے اس طرح سفارش کی ہے تو اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا ۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ آپ سے قریب قریب رہتے ہیں اور ان آپ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے ۔ سکریٹریٹ کی ورکنگ کے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ سکریٹریز کے ذمہ جو کام ہے وہ کافی نہیں ہے ۔ سکریٹری اور ڈپٹی سکریٹری کے درمیان کام کا برابر ڈویژن (Division) ہونا چاہئے ۔ آج حالت یہ ہے کہ زیادہ کام ڈپٹی سکریٹریز کرتے ہیں ۔ ڈی ۔ سٹرلائزیشن آف ورک (Decentralisation of work) ہونا چاہئے ۔ اس سے افیشنسی (Efficiency) بڑھ سکتی ہے ۔ دوسرے شعبوں کے بارے میں بھی اگر مجھے موقع ملتا تو تفصیل سے بتا سکتا ۔ لیکن اس کی گنجائش نہیں ہے ۔ منسٹرل اسٹاف (Ministerial Staff) بھی بہت زیادہ ہے ۔ اس بارے میں بھی گور والا کمیٹی کی سفارشات بیش نظر نہیں رکھی گئی ہیں ۔ اس کمیٹی نے لیگل اڈوائزر کے بارے میں بھی سفارشات کی تھیں ۔ گورنمنٹ ہاؤس اور گریجویٹس کے بارے میں بھی کہا تھا ۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل چیف منسٹر آئندہ ان امور پر توجہ دیں گے ۔

منسٹروں کی پگھار اور ہاؤس رنٹ الونس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ صرف اس قدر کہوں گا کہ جب ماول ری آرمانٹ (Moral Re-arming) کی باتیں کہی جاتی ہیں تو اس کی ابتدا اسی جانب سے ہونی چاہئے ۔ اگر اڈمنسٹریشن میں کرپشن (Corruption) ہے تو اس کی ابتدا اور

ہے کہ اس کے اوپر کا آفسر اس سے زیادہ رقم خود لیتا ہے۔ اس کے سامنے لیتا ہے۔ اس لئے وہ اس سے کیسے باز رہ سکتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ مارل ری آرمانٹ پہلے منسٹرس کے پاس سے اور اوپر سے ہونا چاہئے۔ پیائریانک سوشیل سروس (Patriotic Social Service) کے اصولوں پر کام کریں اور بینکروپسی (Bankruptcy) کو دور کریں۔ میں نے انفرمیشن اینڈ بیلک ریلیشنس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں بھی ایک کٹ موشن دیا ہے۔ ایک زمانے میں اس محکمہ میں براکتھا اور اینٹی کمیونسٹ اسکیم تھی۔ آج کے حالات میں ان اسکیموں کو بوری طرح بند ہوجانا چاہئے۔ اس پر ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ فضول خرچ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح آڈیو ویژوول اسکیم (Audio Visual Scheme) بھی ہے۔ حال ہی میں ڈائریکٹر انفرمیشن ڈپارٹمنٹ امریکہ گئے تھے۔ ممکن ہے وہ وہاں کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے بڑے نام دے سکتے ہیں۔ لیکن کیا اسی ماحول میں جہاں کے لئے سوچنا یہاں کے لوگوں کے لئے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ ایک موٹر ویان جو امریکہ سے منگائی گئی ہے بتایا جاتا ہے کہ اس کی قیمت (۴۰) ہزار روپیہ ہے۔ اس پر مینٹیننس چارجس دینے پڑتے ہیں۔ یہاں ایک امریکن اڈوائزر ہیں۔ مجھے ایک مرتبہ انفرمیشن ڈپارٹمنٹ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ میں نے دیکھا یہ امریکن وہاں ایسا برتاؤ کرتے ہیں جیسے وہ خود ڈائریکٹر ہیں۔ میں کہوں گا کہ اس اہم ڈپارٹمنٹ میں اس طرح مداخلت کی اجازت نہونی چاہئے۔ اس کی تحقیقات کروائی جائے۔ میں پوچھتا ہوں ہمارے ڈپارٹمنٹ میں یہ امریکن ایجنٹس کیوں گھومتے ہیں۔ یہ ہمیں کیا سکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ چیز انتہائی آبجیکشنبل (Objectionable) ہے۔

مجھے یہ بھی بتانا ہے کہ آڈیو ویژوول اسکیم اور کمیونٹی ریڈیو اسکیم (Community Radio Scheme) جو الگ الگ دیہاتوں میں چلائی جا رہی ہے وہ بالکل بند ہو چکی ہے۔ ریڈیو سٹس (Radio-Sets) کہیں ہٹیل کے گھر میں اور کہیں پٹواری کے گھر میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ اگر حقیقت میں اس اسکیم سے عوام کو کوئی فائدہ پہنچانا گورنمنٹ کا مقصد ہے تو یہ سٹس (Sets) گرام پنچایاتوں کے سپرد کئے جانے چاہئیں۔

اس وقت انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کی نسبت میں یہ سجیشن (Suggestions) کرتا ہوں۔ میں تفصیلی طور پر اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ گورنمنٹ کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں بدقسمتی سے انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کی نسبت صرف (۱) لائنیں (Lines) ہیں۔ حالانکہ خود انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کی جانب سے یہ رپورٹ بھیجی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان تمام امور کی جانب غور کیا جائیگا۔

اس کے پہلے جب نوکافیڈنس موشن اس ہاؤز میں آیا تھا اس زمانے میں خاص طور پر کانگریس ایم۔ ایل۔ ایڈ کے فوٹوز (Photos) اور تقریریں انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کی جانب سے اخباروں میں شائع کرانے کا انتظام کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ

کیا کانگریس کو اس کا حق ہے کہ وہ انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کو اپنے گھر کا ادارہ سمجھ کر استعمال کرے۔ اگر بھیجنا تھا تو اپوزیشن ممبرس کے فوٹوز بھی بھیجے جاسکتے تھے۔ لیکن آپ کو ہمت نہیں ہوئی کہ اس ڈپارٹمنٹ کو اسپارشیلی (Impartially) استعمال کریں۔ بیجا طور پر انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کا استعمال کیا جا رہا ہے اور پبلسٹی (Publicity) کی خاطر راست طور پر نیوز پیپرس کو انسٹرکشنس دئے جاتے ہیں۔ یہاں انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کا ایک نمائندہ خاص طور پر بیٹھتا ہے اور آپ کے مفید مطلب بانیں نیوز پیپر ایجنسیوں کو دیتا ہے۔ اس طرح انفرمیشن ڈپارٹمنٹ کو اپنی پارٹی کے فائدہ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اون کے لئے جو سبسیڈیز دیجاتی ہیں وہ کانگریس پارٹی کے پرچار کے لئے دیجاتی ہیں اس پر آبجکشن (Objection) لیتا ہوں۔ مجھے اب صاف صاف کہنا پڑتا ہے کہ اخباروں کو اس مطالب کے لئے سبسیڈیز دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر بعض ایجنسیاں جیسے پی۔ ٹی۔ آئی وغیرہ ہیں اگر اون کی معاشی حالت خراب ہے اور وہ اکادمی میں چل رہی ہیں تو ایسی حالت میں سبسیڈیز دیجاسکتی ہیں جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ نظام کے زمانے میں بھی اس طرح سبسیڈیز دی جایا کرتی تھیں اوس زمانے میں آنریبل ممبرس شکایتیں کرتے تھے کہ عوام کے خلاف اسکو استعمال کیا جا رہا ہے۔ آج آپ کے دور میں بھی ویسا ہی ہو رہا ہے کہ پریس کو سبسیڈیز دیا کر اپنے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ مجھے اس کے متعلق سخت آبجکشن ہے اس کے متعلق تحقیقات ہونی چاہئے۔

ایک آنریبل ممبر - یہ بالکل غلط ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - آپ کو جواب دینے کا حق نہیں ہے آنریبل منسٹر جواب دینگے۔

انڈومنٹ کے سلسلہ میں مجھے کہنا ہے۔ اس میں بد انتظامیاں ہیں۔ سیتارام باغ کی دیول اس ہاؤز کے ایک آنریبل ممبر کے قبضہ میں ہے اس سلسلہ میں پہلے کے ہوم سکریشری کے پاس شکایتیں پیش ہوئیں۔ انہوں نے سیتا رام باغ کے متولی، ہارے سابقہ ایم۔ ایل۔ اے شری گنیروال کو اس بارے میں لکھا کہ چونکہ انہیں وہاں رہنے کا حق نہیں قبضہ دے دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ میں کوئی جواب دینا نہیں چاہتا ہارا تعلق سی۔ پی۔ برار اور مدھیہ پردیش سے ہے۔ یہاں سے پھر لکھا گیا کہ ہم کو اس کے متعلق پوچھنے کا حق ہے لیکن وہ برابر انکار کرتے رہے۔ اس کے بعد آنریبل چیف منسٹر کے پاس یہ کارروائی دکھی گئی کہ اس کے متعلق کچھ کیا جائے۔ لیکن چونکہ وہ اوس زمانے میں کانگریس کے ایم۔ ایل۔ اے تھے اس لئے اون کی جانب کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کیا یہ غلط ہے؟ مجھے اس کا جواب دینا چاہیگا۔

تربک لال صاحب جو انڈومنٹ کے ڈائریکٹر ہیں وہ کشن باغ دیول کے متولی ہیں اس دیول کا حساب پچھلے سال سے نہیں آیا ہے۔ انڈومنٹ ڈپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر

خود اس دیول کے متولی ہیں لیکن ایک عرصہ سے اس دیول کا حساب داخل نہیں کیا جا رہا ہے۔ ڈپارٹمنٹ اس طرح سے کام کر رہا ہے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دیجاتی۔ آپ نے اس سلسلہ میں (۱۶) لاکھ کم کرنے کے متعلق بتلایا ہے میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن یہ خرابیاں بھی دور ہوں، چاہئیں۔

کیاش گرانٹس کے سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ لائف لانگ گرانٹس (Life long grants) بند کردئے جانے چاہئیں۔ لیکن جو ویدوز (Widows) ہیں یا جو ضعیف لوگ ہیں جن کا دارومدار کیاش گرانٹس پر ہے ان کے متعلق ری ہیبلٹیشن فنڈ (Rehabilitation Fund) بھی نکالا جائے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہیں جو بالکل یہ اس پر انحصار رکھتے ہیں۔ اگر ایسے انڈیویچول کیس ہیں تو ری ہیبلٹیشن کے طور پر ان کی مدد کی جاسکتی ہے۔ لیکن جو کیاش گرانٹس ہیریڈیٹری (Hereditary) طور کے ہیں وہ بند ہونے چاہئیں۔

آخر میں مجھے ایکس سرویس میں (Ex-Servicemen) کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔ کل جب ہاؤز کی کارروائی چل رہی تھی تو ان لوگوں کا ایک ڈیوٹیشن (Deputation) ہاؤز کے باہر آیا۔ میں اور کارپنڈنڈم گئے اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو امپلائمنٹ نہیں ملی ہے۔ اس سے ہتہ چل رہا ہے کہ اگر ہماری معاشی عارت اس طرح ٹوٹی رہے تو وہ کتنے دن ٹک سکے گی۔ حکومت کا خیال ہے کہ ان مسائل کو اٹھانے میں کسی ریویلیوشنری (Revolutionary) پارٹی کا ہاتھ ہے۔ میں کہتا ہوں یہ غلط ہے۔ جب انقلاب آتا ہے تو وہ ماس (Masses) لاتے ہیں۔ اپنے معاشی مشکلات سے مجبور ہو کر وہ لوگ یہ قدم اٹھاتے ہیں۔ یہ ہمارا تجربہ ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں سیاسی پارٹیاں اونکی صحیح رہنمائی کرتی ہیں۔ جہاں کہیں معاشی حالات خراب ہوتے ہیں وہاں اگر سیاسی پارٹیوں رہنمائی نہ کریں تو وہاں کے عوام ڈاکے ڈالتے ہیں اور چوریاں کرتے ہیں۔ اگر معاشی حالات خراب ہوں تو سیاسی پارٹیاں منظم شکل میں عوام کی رہنمائی کرتی ہیں اور حالات کو سدھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ کوئی سیاسی پارٹی عوام کو انقلاب پر اکساتی نہیں بلکہ عوام انہی معاشی مشکلات سے مجبور ہو کر یہ اقدام کرتے ہیں اور حکومت سے لڑتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر مختلف سیاسی پارٹیوں کو رہنمائی کرنا پڑتا ہے اور یہ ان کا فرض ہوتا ہے۔ یہ کہنا کہ ان امپلائمنٹ (Unemployment) کا ادوانٹیج (Advantage) لیکر امپلیٹیشن کیا جا رہا ہے غلط ہے۔ ایکس سرویس میں (Ex-Servicemen) کے لئے (۹) لاکھ روپیہ دئے جا رہے ہیں اس سے کام نہیں بن سکتا۔ حکومت کو بنیادی طور پر اس کے متعلق سوچنا چاہئے۔

شواری اوطان کو ختم کرنے کے بارے میں میں کہوں گا کہ اس سے خرچ میں اضافہ نہ ہوگا۔ گور والا کہتی ہے لکھا تھا کہ اس ۵-۶ لاکھ سے زیادہ خرچ نہ ہوئے چاہئیں۔ اس لئے ان اوطان کو ختم کرنا چاہئے۔

ایوکشنس (Evictions) کے بارے میں شائد ہاؤز میں ایک قانون آنے والا ہے لیکن اس اثنا میں حکومت کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جو ایوکشنس ہو رہے ہیں وہ بند ہو جائیں ۔

فیمین کنڈیشن (Famine Condition) کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ جو چیزیں اس سلسلہ میں کہی گئی ہیں اون پر بلا لحاظ اس کے کہ کس پارٹی کی جانب سے پیش کی گئی ہیں غور کیا جانا چاہئے اور لوگوں کو ریلیف (Relief) دیجانی چاہئے ۔ آخر میں ہریجنوں کے بارے میں کہہنا کہ اون کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنے اور سوچنے کی ضرورت ہے ۔ ہریجنوں کا سوال صرف سوشل امینٹیز (Social amenities) دینے سے حل نہیں ہوگا ۔ وہ لوگ دیہات میں رہتے ہیں اون کو زمینات دیجانی چاہئیں ۔

آخر میں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ فیوڈ لیزم اور نظام کے زمانہ کا جو ڈھانچہ ہے اوس کو جب تک توڑا نہ جائیگا ہم اپنے سوال حل نہیں کرسکیں گے ۔

مسٹر اسپیکر ۔ اب آریبل چیف منسٹر جواب دینگے ۔

شری سید حسن ۔ جناب والا نے فرمایا تھا کہ چیف منسٹر کو ایک گھنٹہ دیا جائیگا ۔ ابھی ہمارے ٹائم کے دس منٹ باقی ہیں ۔ میں اس وقت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر اسپیکر ۔ اب وقت نہیں رہا اس لئے آریبل چیف منسٹر اپنی جوابی تقریر کرینگے ۔

شری بی۔ رام کشن راؤ ۔ مسٹر اسپیکر ۔ میں آریبل لیڈر آف دی اپوزیشن اور دوسرے ممبرس کا مشکور ہوں کہ کٹ موشنس پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے نئے نظریہ کا اظہار کیا ۔ وہ ایک طرح قابل مبارکباد ہیں ۔ گزشتہ سال جس نہج پر بحث کی گئی تھی جس نظریہ کے ساتھ یہاں پر چرچا کی گئی تھی اس میں اور آج کے نظریہ میں بہت بڑا اور خوش آئند فرق مجھے محسوس ہو رہا ہے ۔ اودھر کی بنچس کے ایک آریبل ممبر نے میری میں تقریر کرتے ہوئے ورودھی پکشن (विरोधी पक्ष) کی دوشٹی (दृष्टی) چھوڑ کر برقی پکشن (प्रतिपक्ष) کی دوشٹی سے جو چرچا آج کے مباحث میں کی گئی اس کو انہوں نے سراہا تھا ۔ اس کی تعریف کی تھی ۔ میں اون کے ایک ایک لفظ سے متفق ہوں ۔

اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں ان تمام کٹ موشنس کی طرف توجہ دلاتا چاہتا ہوں جن کے بارے میں یہاں پر ذکر کیا گیا ہے ۔ یہ تو ظاہر ہے جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ کٹ موشنس کے سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے نکتہ چینی برائے نکتہ چینی نہیں کی گئی بلکہ آریبل ممبرس نے کچھ کنسٹرکٹو سوجیشنس (Constructive Suggestions) بھی دیے ہیں ۔ میں اون کو نہ صرف مبارکباد دیتا ہوں بلکہ دوران تقریر میں یہ بھی

بتاؤنگا کہ اون کے جو کنسٹرکٹو سرجیشن میں ان پر اب تک کتنا غور کیا گیا اور آگے چل کر انکے متعلق کیا کرنے کا ارادہ ہے ۔

• سب سے پہلے تو میں فیمن کنڈیشنس (Famine conditions) اور (Scarcity Conditions) کے بارے میں جو مباحث کئے گئے اون کو میں ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں سب سے پہلے میں جو عرض کرونگا وہ یہ ہے کہ بعض آنریبل ممبرس کو اس بات کی بحث رہی کہ مرہٹواڑہ اور تلنگانہ کے بعض اضلاع میں جو حالات ہیں اون کو اسکیرسٹی کنڈیشنس کیوں کہا جاتا ہے اور فیمن کنڈیشنس کیوں نہیں کہا جانا ۔ میں گزارش کرونگا کہ اسکیرسٹی اور فیمن یہ دونوں بھی ریلیٹیو ٹرمس (Relative terms) ہیں ۔ فیمن کوڈ (Famine Code) جب تک موجود ہے اوس کی اصطلاح میں ان حالات کو اسکیرسٹی نہیں کہا جاسکتا ۔ اس وجہ گورنمنٹ کو ناممل ہو رہا تھا کہ ان حالات کو فیمن کنڈیشنس کہے ۔ لیکن کنڈیشنس خواہ کچھ بھی ہوں ان کی وجہ سے جو تکلیفیں اور مصیبتیں وہاں کے لوگوں کو ہو رہی ہیں اون کی حد تک گورنمنٹ نے کبھی انکار نہیں کیا ۔ محض نام کے بدل جانے کی وجہ سے تو کوئی چیز حاصل نہیں ہوسکتی ۔ محض فیمن کہلینے کی وجہ سے تو حالات میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے :- فیمن کے لئے الگ ریلیف (Relief) ہے اور اسکیرسٹی کے لئے علیحدہ ریلیف ہے ۔

• شری بی۔ رام کشن راؤ :- اسی وجہ سے تو میں نے کہا ہے کہ یہ حالات فیمن کی تعریف میں نہیں آتے ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے :- تو کوڈ بدل دیا جائے ۔

شری بی۔ رام کشن راؤ :- ہاں کوڈ بدلنے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور اوس کو بدلنے کی کوشش بھی کیجا سکتی ہے ۔ یہ کوڈ ۳۰ ۔ ۳۱ برس پیشتر مرتب ہوا تھا ۔ اوس وقت جو حالات نظر آئے اون کے بیش نظر اوس وقت کے لوگوں نے خاص حالات کو فیمن کنڈیشنس قرار دیا ۔ لیکن جن لوگوں نے اس کو مرتب کیا انہوں نے کچھ سوچ سمجھ کر اور حالات کو سامنے رکھ کر ہی کیا ہوگا ۔ اس میں شک نہیں کہ اس سلسلہ میں اوس زمانے میں جو ویجس (Wages) مقرر ہوئے وہ آج کے بدلے ہوئے معاشی حالات میں کم ہیں ۔ لیکن اگر اس کا ریویژن (Revision) بھی کیا جائے تو اس ہاؤز کے آنریبل ممبرس کو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ فیمن کنڈیشنس قرار دئے جانے کے بعد جو ویجس قرار دئے جائیں گے وہ معمولی طور پر دئے جانے والے ویجس سے بھی کم رہیں گے ۔ زندگی بسر کرنے کے لئے جن ویجس کی ضرورت ہوتی ہے اتنے ویجس نہ مل سکیں گے ۔ حکومت کی جانب سے جو ویجس مقرر ہیں وہ تو یا دس آنے ہیں جو آج کل کے حالات میں ناکافی ہیں ۔ اس میں ریویژن کی ضرورت ہے اور

میں اس ضرورت کو کسی حد تک تسلیم کرنا ہوں۔ لیکن یہ بھی ماننا پڑیگا کہ فین کنڈیشنس میں جو ویسے دئے جائینگے وہ معمولی ویسے سے بھی کم ہونگے اور اون کو کم رکھنا پڑیگا۔ فین کوڈ جب تک باقی ہے ہم اس کے تحت ایسے حالات کو فین کنڈیشنس نہیں کہہ سکتے۔ اس وجہ سے ان حالات کو اسکیرسٹی کنڈیشنس کہتے ہیں۔ ناموں میں تو کچھ نہیں رکھا ہے اصل میں دیکھنا یہ چاہیئے کہ نتیجہ کیا ہے۔ گزشتہ عرصہ میں جو کچھ ہوا تفصیل سے اسٹیٹمنٹ دیا گیا ہے۔ لیکن اس کی نسبت کہا گیا کہ یہ ناکافی ہے.....

اس میں شک نہیں کہ مصیبت زدہ علاقوں پر جو کچھ صرف کیا جائے وہاں کے رہنے والے مصیبت زدہ لوگ اسکو کم ہی محسوس کرتے ہیں۔ میں ہاؤز کے سامنے اپڈیٹ فیگرس (Up to date figures) رکھنا چاہتا ہوں۔ موجودہ حالات میں جو گنجائش ہمارے پاس ہے ہم اتنا ہی خرچ کر سکتے ہیں۔ کچھ اور پروپوزلس (Proposals) ڈسٹرکٹ کلکٹرس کے پاس سے وصول ہو رہے ہیں جنہیں حسب گنجائش عمل میں لایا جائیگا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس عرصہ میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ کچھ کم نہیں ہے۔ ورننگل اور کھم کے اضلاع کے لئے ۸ لاکھ (۵۰) ہزار کی منظوری دی گئی ہے۔ اس طرح روڈس (Roads) کی مرمت کے لئے (۷,۸۵,۶۵۷) روپیہ دئے جارہے ہیں جسکو پی۔ ڈبلیو۔ ڈی نے خاص طور پر منظور کیا ہے۔ اس طرح کھم اور ورننگل کے لئے اسکیرسٹی کنڈیشنس (Scarcity Conditions) کو دور کرنے کے لئے ساڑھے آٹھ لاکھ کی امداد دینا رہی ہے۔ اسکے علاوہ مختلف مقامات پر تقاوی اور بریچڈ ٹینکس (Breached tanks) کے لئے بھی رقومات منظور کئے گئے ہیں تاکہ اسکیرسٹی کنڈیشنس کے لئے کچھ ریلیف (Relief) ملے۔

بالونچہ اور یلندو میں فیر پرائسز شاپس (Fair prices shops) کھولے گئے ہیں تاکہ غلہ کی سہولت میسر ہو اور ایک آدھ دہائی کے لئے بھی تکلیف نہ ہونے پائے۔ کیا آنریبل ممبرس ان حالات میں سچائی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ توجہ نہیں کی گئی؟ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ کام ہونا چاہئے تھا۔

ضلع نلگنڈہ میں ساڑھے سات لاکھ روپیہ ان حالات کو بہتر بنانے کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ ابھی ہندو روز بھرتی منظوری دی گئی ہے۔ ٹینکس (Tanks) کی درستی پر کافی روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے تاکہ غذائی اجناس کی قلت رفع ہو سکے۔ فوڈ پروڈکشن (Food Production) کے اضافہ کے پیش نظر ہی حالیہ مہینہ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ دیڑھ لاکھ روپیہ روڈس کے لئے بھی منظور کئے جائیں نلگنڈہ کے لئے سات لاکھ روپیہ کی منظوری دی گئی ہے۔ پچاس ہزار روپیہ تقاوی کے لئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ رپیرس آف ٹینکس اینڈ بانڈس (Repairs of tanks and bunds) کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ایک لاکھ (۸۰) ہزار روپیہ

دینے کے لئے قواعد منظور کئے گئے ہیں۔ ایک آرہیل ممبر نے کہا کہ وہاں پہاڑ ہیں بھر ہیں کچھ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ خیر میں تو وہاں نہیں گیا ہوں لیکن ہمارے پاس رپورٹیں آتی ہیں۔ فین کمشنر اور کلکٹرس کی رپورٹوں کے لحاظ سے میں چیلنج کے طور پر کم سکا ہوں کہ آرہیل ممبر کا یہ ایک سویپنگ ریمارک (Sweeping remark) ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - فین کمشنر اور کلکٹر تو زیادہ سے زیادہ تحصیل نک جاتے ہیں۔ وہاں وہ لوگ پہنچتے ہی نہیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - ضروری مقامات پر جا کر انہوں نے رپورٹ کی ہے۔ مسکن ہے کہ کسی خاص جگہ وہ نہ جاسکے ہوں یا جس ایریا کا ذکر کیا جا رہا ہے وہاں نہ جاسکے ہوں۔ مسکن ہے کہ وہ ہالی ایریاز (Hilly areas) (ہوں اور وہاں نہ پہنچ سکے ہوں۔ بہر حال جو کچھ کیا جاسکتا تھا کیا گیا ہے۔ (۵۰) ہزار کی گنجائش رکھی گئی ہے ہوسکتا ہے کہ اس سے زیادہ کی ضرورت ہو۔

ضلع بیڑ کے لئے چار لاکھ (۶۰) ہزار روپیہ کی منظوری ہوئی ہے۔ سولاکھ روڈس (Roads) کے لئے دئے گئے ہیں۔ بیڑ - بانودہ اور آشتی کے سسٹن (Suspension) کے لئے (۵۰) ہزار روپیہ دئے گئے ہیں اور ایک لاکھ (۶۰) ہزار روپیہ باؤلیوں کی کنڈیدگی کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ بنسورہ راجدٹ کے لئے بھی کافی رقمی منظوری دی گئی ہے۔ ۵۰ ہزار روپیہ اگر یکایک کے لئے دئے گئے ہیں۔ اسی طرح رائچور کے لئے ۵ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ مہیا کئے گئے ہیں جس میں سے چالیس ہزار تقاوی کے لئے دئے گئے ہیں اور ۲ لاکھ روپیہ روڈس ورک (Roads work) کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ سندھنور.. دیودرگ اور مانوی میں باقی کم ہونے کی وجہ سے اقساط کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس طرح پانچ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ خرچ کئے جا رہے ہیں۔ رائچور کے سات تعلقوں کے لئے سپنشن (Suspension) کا اعلان کیا گیا ہے۔

عثمان آباد کے لئے (۵۰) ہزار تقاوی کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ اس طرح فین کنڈیشن کو دور کرنے کے لئے حکومت نے یہ کام کیا ہے۔ فین فنڈ (Famine Fund) میں ۳۶ لاکھ کی گنجائش رکھی گئی ہے جس میں سے نصف ہم نے اس سال خرچ کیا ہے۔ اگر ایسے ہی حالات آئندہ سال بھی رہیں تو فین فنڈ میں کچھ باقی نہ رہیگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا آئندہ کے لئے کچھ بھی پراویژن نہیں ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - ہاں نہیں ہے۔ آرہیل ممبر کہیں کہ اس سے دگنا کرنا چاہتے تو ہم مجبور ہیں۔ آپکی ٹریزری (Treasury) میں ایسہ نہیں ہے تو ہم کیا کریں۔ ہم تو آپکے گماشتے ہیں۔ گماشتہ اتنا ہی خرچ کریگا جتنی کہ گنجائش ہے۔ (Laughter) (مرہٹواڑی میں خاص طور پر پینے کے پانی کی تکلیف

ہے۔ فین بورڈ (Famine Board) کی حالیہ میٹنگ میں ساڑھے تین لاکھ کی منظوری دی گئی ہے۔ دس بورنگ مشینیں (Boring machines) خریدے جائیں گے جو سپینہ دیڑھ مہینے میں آجائیں گے۔ یہ مرھٹواڑی میں بھیجنے جائیں گے۔ مرھٹواڑی سے جو لوگ آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ باؤلیر کی کنڈیدگی کے سلسلہ میں عوام نے کواپریشن (Co-operation) کیا اور پبلک اداروں نے اس میں دلچسپی لی ہے۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔ اسکے ساتھ ساتھ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ بیڑ کے آنریبل ممبر (ایم۔ ایل۔ اے) نے جنہوں نے بہت کچھ جوش دکھایا ہے کچھ کنسٹرکٹیو (Constructive) طریقہ رخرج نہیں کیا۔ مجھے اس چیز کا افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے۔ فیم یا اسکیرسٹی وغیرہ اس قسم کی ہیومن ڈیفیکٹیز (Human difficulties) کے بارے میں آنریبل ممبرس آف دی ابوزیشن مبالغہ آمیز اور شاعرانہ انداز میں واقعات کو نہ پیش کریں جو مناسب ہے۔ سچائی کے ساتھ واقعات پیش کئے جائیں تو وہ کونسی حکومت ہوگی جو ان حالات کی جانب متوجہ نہ ہو اور اپنے فرض کی ادائی سے لاپرواہی برتے۔ میں ہاؤز سے یہ گزارش کروں گا کہ رنگین تصویر پیش کر کے ہاؤز کو متاثر کرنا کی کوشش نہ کی جائے۔ میں نے ہر وقت اسکی کوشش کی ہے کہ تمام پارٹیز سے ملکر صحیح حالات معلوم کروں۔ کانگریس اور پی۔ ڈی۔ ایف کے رپریزنٹیٹوز (Representatives) میرے پاس آئے تھے اور باا صاحب برانچے نے بھی میرے پاس رپریزنٹیشن (Representation) کیا ہے اور میں نے ان رپریزنٹیٹ (Unrepresented) لوگوں سے بھی حالات معلوم کئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر جریڈڈ (بکچر Exaggerated picture) پیش کیا گیا ہے۔ بیلنسڈ ویو (Balanced view) سے قطع نظر کر کے برویکنڈہ کی خاطر کام کیا جا رہا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ یہ آپ کا مس انفرمیشن (Mis-information) ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ میں مطمئن ہونے کے بعد انکساری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ انکوائری (Enquiry) کی جائے میں بھی یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔

شری بی۔ رام کشن رام راؤ۔ عرض یہ کہ اسکیرسٹی اور فیم کے بارے میں کیا ریفائی (Clarify) کرنا چاہئے۔

دوسری چیز یہ کہ جمبندی کے بارے میں جو کٹ موشن آئے ہیں ان پر مباحث ہوئے۔ جیسا کہ ابھی آنریبل ممبر کوا کرتی نے کہا زیادہ تر تلنگانہ میں جمبندی کے معاملات کچھ پیچیدہ ہیں۔ ہم لوگوں نے بھی اس بارے میں برسول اسٹڈی (Study)

کی ہے۔ اور ان پیچیدہ گیوں کو حل کرنے کیلئے کافی ایجیٹیشن (Agitation) کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے ایجیٹیشن کی بناء پر ہی سب کچھ ہوا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ کم از کم پولس ایکشن کے بعد اس سلسلے میں کافی مشکلات کو رفع کرنے کی جانب حکومت نے توجہ دی ہے۔ میں صرف چند چیزیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اب ان میں کوئی مشکلات ہی نہیں ہیں۔ ریونیو ڈپارٹمنٹ نے اس بارے میں جس حد تک کام کیا ہے اس کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جمع بندی میں ایک بہت بڑی بھاری کمی پولس ایکشن کے بعد زیر باؤلی اراضیات کے دھاروں میں ہوئی ہے۔ اس کے لئے ایک زمانے سے ایجیٹیشن ہو رہا تھا کیونکہ کانت تو باؤلی کے پانی سے کیجاتی تھی لیکن تری دھارا لیا جاتا تھا۔ بچھلی گورنمنٹ نے اس پر توجہ نہیں کی اور قطعی فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن پولس ایکشن کے بعد ہم نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ زیر باؤلی اراضیات کے دھارے خشکی کے مساوی لئے جانے لگے۔ اب ان اراضیات سے تری دھارا نہیں لیا جاتا۔ اندرون آیا کٹ اور بیرون آیا کٹ جو زمینات ہوتی ہیں ان کے اسسمنٹ (Assessment) میں فرق رکھا گیا ہے۔ اگر زیر باؤلی آراضی پر کاشت پورے طور پر باؤلی کے ذریعہ نہ ہو بلکہ دیگر ذرائع آب کی مدد سے کاشت ہو تو ایسی صورت میں سرکار کو ریونیو اسسمنٹ (Revenue assessment) ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ دیگر ذرائع سرکار کے سمجھے جاتے ہیں۔ اندرون آیا کٹ جو زمینات ہوں وہ بہر صورت اسسمنٹ کے مقاصد کیلئے خشکی کے زمینات سمجھے جائیں گے۔ قانون مالگزاری میں جمع بندی کی نسبت جو رولس ہیں ان میں اس طرح کی ترمیم کر دی گئی ہے کہ اگر باؤلیوں کے ذریعہ کاشت کی جائے تو کوئی تری دھارا عائد نہ کیا جانا چاہئے۔ اسی طریقہ پر قاعدہ (۴۲) کے تحت خالص باؤلیوں کے ذریعہ جن کھیتوں کی آبپاشی ہوتی ہے انہیں نظر انداز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دفعات (۳۵) اور (۵۳) میں جو متضاد احکام تھے انہیں نکال دیا گیا ہے۔

[Mr. Deputy Speaker in the chair]

اسی طریقہ سے باؤلیاں فریلی (Freely) سنک (Sink) کرنے کیلئے بارے میں احکام ہیں۔ اور جو فصلیں ڈسٹرائے (Destroy) ہو جاتی ہیں ان کے ریمیشن (Remission) کے بھی احکام اس سلسلے میں رکھے گئے ہیں۔ تلف مال کے بارے میں اعتراضات کئے گئے۔ میں مانتا ہوں کہ ہر وقت پنچنامے کرنے اور ریلیف (Relief) دینے میں مشکلات ہوتی ہیں۔ آنریبل ممبر (شائد وہ نظام آباد کانسی ٹیونس کے ہیں مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہ کہاں کے ہیں) نے یہ صحیح کہا کہ ۳ مہینے ۴ مہینے اور ۶ مہینے کے کراپس (Crops) کیلئے ایک ہی تاریخ رکھی گئی ہے۔ جس سے دقت ہوتی ہے۔ اور کام ٹھیک طور پر نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک غلطی ہے جسکی اصلاح ضروری ہے۔ انہوں نے جو تجویز پیش کی ہے کہ دو تاریخیں مقرر کرنے سے آسانی ہوگی اس بارے میں فوراً کارروائی کیجا سکیگی ایک تاریخ مقرر کرنے سے ہوتا ہے کہ وہ عہدہ دار جن کا کام پنچنامے کرنا ہوتا ہے اس کام کو فوری ہاتھ میں نہیں

لے سکتے۔ حالانکہ یہ لازمی نہیں۔ درخواستیں پیش ہونے کے (۱۵) دن بعد، پتچنامہ کرنے کے احکام ہیں۔ تلف مال کی درخواستوں کی جانچ کے بارے میں ایک آنریبل ممبر نے کہا۔ یہ واقعہ ہے کہ تلف مال کی اکثر درخواستیں صحیح نہیں ہوتیں۔ بعض صورتوں میں لیوی سے بچنے کیلئے درخواستیں پیش کی جاتی ہیں۔ اگر بلا جانچ اس کی منظوری دیدی جائے تو اس سے ایک طرف تو لیوی کا نقصان ہوتا ہے اور دوسری طرف مالگزاری کا۔ کیونکہ احکام یہ ہیں کہ جہاں مالگزاری معاف کیجائے وہیں لیوی معاف کیجانی چاہئے۔ اس لئے لوگوں کو ترغیب ہوتی ہے کہ وہ ان دونوں سے بچنے کیلئے تلف مال کی درخواستیں پیش کریں۔ اسلئے ان کی جانچ ضروری ہے۔ ہاں یہ تو ہوتا ہی ہے کہ کبھی گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض صحیح درخواستیں نامنظور ہو جاتی ہوں۔ لیکن بہر حال جانچ ضروری ہے۔ تلنگانہ کے خاص حالات کے لحاظ سے یہ ناگزیر دفعات ہیں۔

ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ ہمارے پاس ریونیو کے ویٹ ریٹس (Wet rates) بمقابلہ مدراس اور آندھرا کے زیادہ ہیں۔ کرشنا اور گوداوری کے علاقوں کے ویٹ ریٹس کم ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ وہاں کے حالات اور یہاں کے حالات میں کافی فرق بھی تو ہے۔ بات یہ ہے کہ وہاں انشورڈ کنال اریگیشن (Insured Canal irrigation) کے ذرائع ہیں۔ اسلئے وہاں زمین کی بابتہ فکسڈ (Fixed) دھارے لئے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں تلنگانہ میں حالت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے اور بعض بڑے تالابوں کے ذریعہ اریگیشن ہوتا ہے اور یہ انشورڈ کنال اریگیشن کی طرح نہیں ہیں۔ اسکی وجہ سے کچھ تھوڑا بہت امتیاز ہم میں اور متصلہ اضلاع میں پیدا ہوا ہے۔ یہ ایک قدرتی چیز ہے ہمارے پاس صرف نظام ساگر ہی ایک ایسا پراجیکٹ ہے جس سے تلنگانہ میں اریگیشن کیا جاتا ہے۔ جب تنگبھدرا پراجیکٹ تکمیل پا جائیگا تو وہ گرناٹک کے علاقوں کو سیراب کریگا۔ پاکھال اور رامپا بھی بڑے تالاب ہیں لیکن وہ انشورڈ اریگیشن نہیں ہیں۔ اسلئے ہمارے پاس جمع بندی رولس میں کمی یکسالہ معافی یکسالہ کی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہمارے پاس رین فال (Rainfall) بھی غیر یقینی ہے جسکی وجہ سے اسطرح اسسمنٹ کیا جانا ضروری ہے۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ رولس اگر پیچیدہ ہوں تو اس سے زیادہ کرپشن (Corruption) کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - جب آپ پانی نہیں دے سکتے تو اتنے ریٹس کیوں رکھے گئے ہیں۔ آپ کمی ریٹیو ریٹس (Comparative rates) کیوں نہیں رکھتے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - سوال یہ نہیں ہے۔ جن آنریبل ممبر نے یہ سوال اٹھایا تھا انہوں نے کہا تھا کہ یہاں میگزیم ویٹ ریٹ (Maximum wet rates) ۱۶ تا ۲۰ روپے فی ایکڑ ہے اور دوسری جگہ میگزیم ۱۶ تا ۱۸ روپے ہے۔ انہوں نے

اریگیشن اور بانی دینے یا نہ دینے کی بحث نہیں کی تھی۔ یہاں جب نالاب بھرتے ہیں تو اس کا ایکٹ مقرر ہوتا ہے۔ اتنے ہی ایکڑ کے لئے پانی سربراہ کیا جاتا ہے۔ بی۔ ڈبلیو۔ ڈی اور مال کے عہدہ دار ملکر اس کا اندازہ لگاتے ہیں اس کو ”تہہ بندی“ کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی کچھ پیچیدگی تھی لیکن ہم نے ۴-۵ سال کے ایوریجس (Averages) نکال کر تہہ بندی کا ایریا (Area) فکس (Fix) کرنے کا طریقہ رکھا ہے۔ ورنہ پٹیل پٹواریوں اور گرداوروں کو ساز باز کر لینے کا موقع مل جاتا تھا۔ لیکن حالیہ احکام کے لحاظ سے اوسط کے ذریعہ تہہ بندی کا تعین کرنے کا طریقہ مقرر کر کے اس خامی کو رفع کر دیا گیا ہے۔

جمع بندی کے سلسلے میں پٹیل پٹواریوں کو ہر گاؤں کیلئے (۳۲) رجسٹرس (Registers) رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ جس سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اور بلا ضرورت صادر کا بار بھی ہوتا تھا۔ ہم نے اس مسئلہ کو ریوائز (Revise) کر کے رجسٹرس کی تعداد گھٹا کر صرف (۱۶) کر دی ہے جن سے ضروری معلومات بھی آسانی سے مل سکتے ہیں اور کوئی بات چھوٹی بھی نہیں۔ ایک مہینے کے اندر ان نئے رجسٹرات کے فارسیں پٹیل پٹواریوں کو فراہم کر دئے جائیں گے۔ اس تعلق سے میں دوسری چیز جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں اسٹیٹ میں بہ مقابلہ متصلہ اسٹیٹس کے جیسے بمبئی کے ریکارڈ آف رائٹس (Record of Rights) کی کمی ہے۔ پہلے تو صرف عثمان آباد میں ریکارڈ آف رائٹس رکھنا طے کیا گیا۔ لیکن بعد میں اورنگ آباد تک اس کو اکسٹنڈ (Extend) کیا گیا۔ دوسرے اضلاع میں بھی وہ کام شروع کیا گیا تھا لیکن تلنگانہ کے اضلاع میں شروع نہیں کیا گیا۔ گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں (۶) اضلاع میں ریکارڈ آف رائٹس کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور (۱۰) اضلاع ایسے ہیں جہاں ریکارڈ آف رائٹس نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ریکارڈ آف رائٹس نہ ہونے کی وجہ سے جھگڑے اور مقدمہ بازی ہوا کرتی ہے اور پٹیل پٹواریوں کو غلط اندراجات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ریکارڈ آف رائٹس نہ ہونے کی وجہ سے پہانی پترک میں پٹیل پٹواریاں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ اس پرانے مرض کو دور کرنے کیلئے گوا ایک سال کا عرصہ کافی نہیں ہے لیکن پھر بھی اس مدت میں (۶) اضلاع میں ریکارڈ آف رائٹس کا کام پورا کیا جا رہا ہے اور (۱۰) اضلاع باقی ہیں امید ہے کہ اگلے سال (۱۰) اضلاع کا بھی ریکارڈ آف رائٹس پورا ہو جائیگا۔ میں اس سلسلہ میں ہاؤز کی معلومات کیلئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ریکارڈ آف رائٹس اور ریکارڈ آف لیابیلیٹیز (Record of Liabilities) دو الیکشن ہیں۔ ریکارڈ آف لیابیلیٹیز کے معنی یہ ہیں کہ مالگزاری ادا کرنے کا کون ذمہ دار ہے۔ اور کتنی مالگزاری پٹہ دار کے ذمہ ہے۔ فوض کیجئے کہ زید کسی زمین کا تین جنریشنس (Generations) سے پٹہ دار ہے۔ بعد میں (۱۵) آدمی مل کر اپنے دادا کی زمین کو تقسیم کر لیتے ہیں اور اس زمین پر جس کا پٹہ دادا کے نام پر تھا قابض ہوتے ہیں۔ اگر چیکہ ورثے کی تقسیم کا اندراج نہیں رہتا لیکن ہم کو یہ دیکھنا کافی ہوتا ہے کہ جس زمین کا پٹہ دادا کے نام ہے اس زمین کی مالگزاری مل رہی ہے یا نہیں۔ اسی نقطہ نظر سے ریکارڈ تیار کیا جاتا

ہے۔ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جب کھاتہ ٹرانسفر (Transfer) ہوتا ہے یا مرج (Merge) ہوتا ہے تو کس کس کے قبضہ میں کتنی زمین چلی جاتی ہے اوس کا ریکارڈ قائم کیا جائے۔ اسی طرح بمبئی میں پٹیل پٹواریوں کی نسبت جو ٹلائی سسٹم ہے اوس کو یہاں بھی رواج دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آج سے (۸۰) برس پیشتر مختار الملک نے اس نئے رعیت واری سسٹم کی بناء ڈالی تھی۔ اس پورے سسٹم کو بدل کر بمبئی اور مدراس کے سسٹم کو یہاں لانے کی کوشش برس دو برس میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے آنریبل ممبر فرام کلاو کرتی نے صبر کرنے کی تلقین کی۔ لیکن آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ پشیمنس (Patience) کرتے کرتے پشیمنٹ (Patient) مرجا ٹیگا۔ میں کہوں گا کہ جو ساٹھ ستر برس سے مریض ہو اوس کا مرض دور کرنے میں بھی دیر لگے گی۔ اس نقطہ نظر اور اس لحاظ سے بھی ہم کو غور کرنا چاہئے۔ بہ تو نہیں ہو سکتا کہ تاریخ مقرر کر کے کوئی میراکل (Miracle) بتایا جائے۔ میں نے میرا کل بتانے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ ہم نے جو قدم اس سلسلہ میں اٹھایا ہے اور جو پروگریس ہو رہا ہے اوس کا دگ درشن (दिदर्शन) آپ کو کرانا چاہتا ہوں۔ یہڑ کے چار تعلقوں میں اس کام کو پروملگیٹ (Promulgate) کیا گیا ہے اور ایک پارٹی وہاں اس کام کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اسی طرح پربھنی کے چار تعلقوں میں بھی ایک پارٹی یہ کام انجام دے رہی ہے۔ ریکارڈ آف رائٹس ایکٹ متعلق کر کے وہاں کام کرنے کے متعلق نوٹی فیکیشنس جاری کئے جا رہے ہیں۔ نانڈیڑ میں (۴) بیدر میں (۴) پربھنی میں (۳) اور ورنجل میں (۳) پارٹیز کام کر رہی ہیں۔ محبوب نگر۔ وقار آباد اور کلاو کرتی میں بھی کام ہو رہا ہے۔ جمع بندی اور ریکارڈ آف رائٹس کے سلسلہ میں جو چرچا کی گئی اور جو سجیشنس (Suggestions) دئے گئے ہیں ان پر ضرور غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس وجہ سے کہ وہ کنسٹرکٹیو سجیشنس (Constructive Suggestion) ہیں۔ اس سلسلہ میں جو سجیشنس ہمارے زیر غور ہیں ان میں کسی قدر تبدیلی کر کے ان کو عمل میں لایا جاسکتا ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کو اکسپیڈانٹ (Expedite) کرنے کی ممکنہ کوشش ہم ضرور کریں گے۔

ویٹ ریٹس (Wet rates) کے بارے میں تھوڑا سا عرض کر کے میں اس جزو کو ختم کروں گا۔ اس میں شک نہیں کہ آنریبل ممبر نے جو تنقید فرمائی وہ ٹھیک ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے پاس تری دھارا بہ نسبت متصلہ اسٹیٹس مثلاً مدراس وغیرہ کے زیادہ ہے۔ میں اس چیز کو مانتا ہوں۔ لیکن ڈرائی لینڈ (Dry land) کا جو اسسمنٹ (Assessment) ہے وہ بہت کم ہے۔

مرھٹواڑی میں بمبئی کے ماڈل کیفیت ہے۔ وہاں جو حال ہے مرھٹواڑی میں بھی وہی حال ہے۔ البتہ تلنگانہ میں تری کا دھارا مرھٹواڑی سے زیادہ ہے۔ مرھٹواڑی میں تری دھارا کم ہے۔

شری ادھو راؤ پٹیل۔ خشکی کا دھارا بمبئی کے مقابل زیادہ ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ گزشتہ مرتبہ جب خشکی دھارا بر چرچا ہوئی تھی تو میں نے فیگرس بتلائے تھے۔ بمبئی میں حال ہی میں کیا ہوا یہ تو نہیں معلوم لیکن میں نے اوس وقت جو اسٹیڈی کی ہے اس کے امپریشن (Impression) کے تحت یہ عرض کرونگا کہ مرھٹواڑی کا خشکی دھارا بمبئی کے مقابلہ میں ایک آنہ۔ دو آنے یا تین آنے زیادہ ہے لیکن بعض جگہ ہر کم بھی ہے۔ مرھٹواڑی میں ایسے ایریاز (Areas) بھی ہیں جہاں بہ مقابلہ بمبئی کے خشکی دھارا زیادہ ہے لیکن ایسے ایریاز بھی ہیں جہاں کم ہے۔ میں اسکو بیشک تسلیم کرتا ہوں کہ بمبئی کے مقابلہ میں کہیں دو تین آنے زیادہ دھارا ہے۔

اب میں تلنگانہ کے تری دھاروں کے متعلق یہ عرض کرونگا کہ آندھرا ڈسٹرکٹ کی کرشنا اور گوداوری کی تری زمینات کے مقابلہ میں ہمارے یہاں کی تری زمینات کا دھارا زیادہ ہے۔ اس کے بارے میں کچھ عرصہ سے ایجیٹیشن (Agitation) ہو رہا ہے اور لوگوں میں بیچینی بھی ہے۔ ویٹ ریٹ کمیٹی (Wet rate Committee) جو اس سلسلہ میں مقرر ہوئی تھی اوس نے اس حقیقت کو تسلیم کیا لیکن اس کی سفارشات جو اوس زمانے میں گورنمنٹ کے پاس پیش ہوئیں اون پر غور کرنے کے بعد اوس وقت کی گورنمنٹ نے اس کے فینانشیل امپلیکیشن (Financial implication) کو پیش نظر رکھتے ہوئے منظور نہیں کیا بلکہ مزید معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ویٹ ریٹ کمیٹی کو باقی رکھا گیا اور اس پر حال ہی میں دوبارہ غور کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن یہ ایک سوال ہے اور اس کے کچھ ایسے فینانشیل امپلیکیشنس ہیں کہ اس پر آہستگی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کل فینانشیل اسٹرنجینسی (Financial Stringency) کے جو حالات ہیں اون کی بناء پر ہم عجلت نہیں کر رہے ہیں ورنہ ایڈمنسٹریٹو فیزیبلٹی (Administration Feasibility) کی بات نہیں ہے۔ یہ سنجیشن دیا گیا کہ اس سلسلہ میں ایک کمیٹی مقرر کی جائے اور ان ٹیکسس کے بارے میں متوجہ جائے۔ اس سلسلہ میں ایک دن پیسٹر اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ سارے ملک کے متعلق ٹیکزیشن کی جو پالیسی ہے اوس پر فینانس منسٹر گورنمنٹ آف انڈیا سوچ رہے ہیں۔ ایک ٹیکزیشن انکوائری کمیٹی (Taxation Enquiry Committee) مقرر کی گئی ہے مگر خاص طور پر تری دھاروں کے معاملوں کے متعلق ہم اس سلسلہ میں کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے کہ کوئی کمیٹی مقرر کریں یا نہ کریں۔ ہم اس معاملہ پر دوبارہ غور کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے فینانشیل امپلیکیشنس (Financial implications) اور اوس کے دوسرے مضمرات کیا ہونگے۔ قبل اس کے کہ ہم کوئی کمیٹی مقرر کریں ان چیزوں پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کمیٹی مقرر کر کے اس پر وجہ دہانے کی کوئی اوشکتا ہے۔ دراصل ہم کو کو دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کہاں تک کمی کی جاسکتی ہے۔ اس واقعہ کی تحقیق ضرورت نہیں ہے کہ دھارے کم ہیں یا زیادہ۔ اس متعلق سے دوسری بات یہ پیدا ہوتی ہے کہ دوسری جگہ پر اس کو کمیٹی

(Compensate) کرنے کے لئے اور قسم کے ٹیکس مثلاً اگریکلچرل انکم ٹیکس (Agricultural Income-Tax) وغیرہ موجود ہے۔ لیکن ہمارے پاس کے لیول یا ہمارے پاس کے سلیبس (Syllabus) میں اور دوسری جگہ کے سلیبس میں فرق ہے۔ جہاں پر تری دھارے زیادہ ہیں وہاں دوسری فسیلیٹیز (Facilities) بھی ہیں جن کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ (They Compensate for this relief) میں اس پر اصرار نہیں کر رہا ہوں البتہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ویٹ ریٹس (Wet rate) کے بارے میں حکومت غور کر رہی ہے۔ ہم بھی اس مسئلہ پر دوبارہ غور کرنا چاہتے ہیں کہ کب اور کتنی ریلیف دی جاسکتی ہے۔

جمع بندی کے سلسلہ میں مجھے عرض کرنا ہے کہ جو نئی ترمیمات اس میں ہوئی ہیں میں آنریبل ممبرس سے اون کی اسٹیڈی کرنے کی استدعا کروں گا۔ اگر اسٹیڈی کرنے کے بعد مزید پیچیدگیاں دور کرنے کے لئے کوئی اور پزاکٹیکل سجیشن (Practical Suggestion) دے سکیں تو اوس کو اڈاپٹ کرنا (Adopt) زیادہ سہل ہو جائیگا۔ اگر ایسے سجیشن آنریبل ممبرس دے سکیں جن کے تحت کمی ہو سکتی ہے اور کوئی آپر چو نیٹیز (Oppor-tunities) ایسے پیدا کر سکیں تو ہم خوشی کے ساتھ ریوینیو بورڈ میں بیٹھ کر اون کی جانچ کرنے کے لئے اور موجودہ جمع بندی رولس میں تبدیلی کر کے لئے تیار ہیں۔ چند آنریبل ممبرس اور خاص طور پر نلگنڈہ کے آنریبل ممبر نے مجھ سے اس سلسلہ میں کہا تھا اور نلگنڈہ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے پریسیڈنٹ نے بھی خود ایک سجیشن دیا تھا اس کو ان کا رپورٹ (Incorporate) کر کے چند چینجس (Changes) کئے گئے اور چند چینجس زیر غور ہیں آنریبل ممبرس کوئی اور سجیشن بھی دے سکتے ہیں تو میں اون کا مشکور ہوں گا۔

اس کے بعد میں سلسلہ واری جوابات عرض نہیں کروں گا بلکہ جیسے جیسے آتے جائیں گے جواب دیتا جاؤں گا۔ کیونکہ میں نے جوابات کو سلسلہ وار ترتیب نہیں دیا ہے۔ ایک پائینٹ جس پر کٹ موشن آیا ہے وہ ایکس جاگیر ویاچس (Ex-Jagir Villages) کے ری اسسمنٹ (Re-assessment) کے بارے میں ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف محکموں سے سوالات کئے گئے تھے اور جوابات دینے ہوئے ہاؤز کو مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ حکومت اس سلسلہ میں کافی اسٹپس (Steps) لے رہی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آنریبل ممبرس کو تسفی نہیں ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان پر حکومت کی جانب سے وقت پر عمل سے نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ بھی آنریبل ممبرس نے مجھ سے دریافت کی ہے۔ میں اس کا جواب یہ دے سکتا ہوں کہ گورنمنٹ نے یہ آرڈریشن دے تھے کہ ایکس جاگیر ویاچس کا سروے اینڈ سٹلٹ (Survey and Settlement) کیا جائے اور دیوانی کے مائل دھارے قائم کئے جائیں۔

یہ پالیسی گورنمنٹ کی تھی ان آرڈرس کے تحت سلٹمنٹ ڈپارٹمنٹ عمل کر رہا ہے۔ ابھی انٹیرم ریلیف (Interim relief) کتنی دیجانی چاہئے یا نہ چاہئے اس کے متعلق گورنمنٹ اپنا ڈسکریشن (Discretion) استعمال کر رہی ہے۔ جہاں سے شدت کے ساتھ اس کی مانگ کی جاتی ہے وہاں ریلیف دیا جاتا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ہمارے پاس جس مانگ کے متعلق شدت کے ساتھ رزرویشن ہوتا ہے اس پر اسٹپس لگے جاتے ہیں۔ مجھے اس کو تسلیم کرنے میں کوئی سرم نہیں ہے۔ ہماری باپولر گورنمنٹ کے پاس جتنی شدت سے مطالبہ آتا ہے اتنی تیزی کے ساتھ اس پر غور کیا جاتا ہے۔ جہاں سے شدت کے ساتھ مطالبہ نہیں کیا جاتا وہاں کے بارے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں اتنی سخت شکایت اس کے متعلق نہیں ہے۔ اس قسم کے عمل کے بارے میں کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سلٹمنٹ کمشنر (Settlement Commissioner) نے انکوائری (Enquiry) کر کے چند صورتوں میں ہمارے پاس سفارش کی ہے کہ بعض مقامات میں انٹیرم ریلیف دینے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ وہاں ریویژن (Revision) کا کام ختم ہونے میں دیر تھی چنانچہ وہاں ہم نے انٹیرم ریلیف دی۔ لیکن محض ایسے سوالات کا پیدا کرنا گورنمنٹ کو ابراس (Embarras) کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

میں ہاؤز سے ادباً گزارش کروں گا کہ ایسی صورت میں یونیفارمیٹی (Uniformity) کا سوال نہ اٹھایا جائے۔ ایک سال کے قابل عرصہ میں سب کو یونیفارم (uniform) کرنا ناممکن بات ہے۔ ہمارے پاس جو جاگیر انٹی گریشن (Jagir integration) ہوا اس میں (۸۴۹۶) مواضع انٹی گریٹ (Integrate) ہوئے۔ تین برس کے عرصہ میں سروے ڈپارٹمنٹ کی جانب سے (۸۴۹۶) گاؤں کا سروے کیا جائے تو یہ ناممکن بات ہے۔ نہ سروے ڈپارٹمنٹ کا اتنا بڑا عمارہ ہے نہ اتنے اخراجات مہیا کئے جاسکتے ہیں جتنے کہ عملے کے اضافے کے لئے اس ڈپارٹمنٹ کے مطالبات ہیں۔

صرف خاص کے (۱۵۰۶) گاؤں۔ تینوں پائیکاؤں کے (۱۱۰۲) گاؤں اسٹیٹ سہا راجہ بہادر کے (۲۲۱) گاؤں۔ راجہ شامراج کے (۲۰۳) گاؤں۔ ان مواضع میں سلٹمنٹ ہوا تھا۔ (۵۱۰۵) مواضع چھوٹے جاگیری مواضع تھے جن کا سروے نہیں ہوا تھا۔ اب ہم نے جاگیر انٹی گریشن کے بعد (۱۱۴۱) مواضع کے سروے کا کام ختم کیا ہے صرف (۱۷۱) مواضع کے سروے کا کام باقی ہے۔ (۲۰۷) گاؤں میں جمع بندی کا عمل ہوا ہے اور (۱۴۱) گاؤں کے بارے میں ریونیو سیکریٹریٹ (Revenue Secretariate) جانچ کر رہا ہے جانچ کے بعد منسٹر متعلقہ کی منظوری ہو جائیگی۔ (۱۰۶) مواضع ایسے ہیں جنکی رپورٹیں تیار ہو رہی ہیں جو فنانس ڈپارٹمنٹ کی منظوری کے بعد آئینگی۔ اور (۱۱۰۵) مواضع کی رپورٹیں زیر ترتیب ہیں اسکے بعد ان مواضع کا اعلان ہو جائیگا۔ اگر ہمارے دیوانی کے مائل ہو جائیں گے سنہ ۵۳-۵۴ کے لئے ہم نے ورک آؤٹ (Work out)

کردیا ہے۔ (۱۶۱ یا ۱۶۲) موضوعات کے ری سروے (Re-Survey) کے احکام دئے گئے ہیں۔ (۷۰۶) گاؤں کا رویرن ہو رہا ہے دھارے کی کمی کی جا رہی ہے۔ عجلت کے ساتھ ۶ مہینے میں یہ کام ہو جائیگا۔ بجٹ میں تین گونہ اضافہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو عجلت کے ساتھ کام ہو سکے گا پھر بھی اتنی عجلت جتنی کہ آنریبل ممبرس آف دی اپوزیشن چاہتے ہیں ممکن نہیں ہے کیونکہ سوچنا تو جلد ہو سکتا ہے مگر کام اتنا جلد نہیں ہو سکتا۔

شری - وی - ڈی - دیشپانڈے - فوری ریلیف (۲۵) فیصد کی حد تک دینے میں کیا دیر ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - لیڈر آف دی اپوزیشن کی گائیڈنس (Guidance) میں یہ کام ہو سکتا ہے ۔

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - مانگے بغیر نہیں دیا جاتا ہے اسلئے مجھے کہنا پڑا ۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - کیوں تمام علاقوں کے بارے میں توجہ کی گئی ہے۔ اس کا سائیکولوجیکل (Psychological) جواب میں نے دیا ہے ۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ایجی ٹیشن (Agitation) کیا جائے تو دینگے ورنہ نہیں ۔ یہ بات نہیں ہے ۔ ایک طرف تو آنریبل ممبرس نے اور خاص طور پر لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنی اختتامی تقریر میں اتنی چیزوں کی مانگ کی اور دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ انٹیرم رلیف بھی دیجائے ۔ مرہٹواڑی میں قحط ہے لہذا لاکھوں روپیہ خرچ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ معافی بھی دیجائے ۔ اگر میں فیگرس سامنے رکھوں تو معلوم ہوگا کہ پورے جاگیرى موضوعات میں ریمیشن (Remission) دیا جائے تو مالگزاری میں کتنی کمی ہوگی ۔ اس طریقہ پر غور کرنا پراکٹیکل پوائنٹ آف ویو (Practical point of view) سے صحیح نہوگا ۔ پولیٹیکل رائٹس (Political Rights) ہوں یا لیگل رائٹس (Legal Rights) ان سے پہلے جو سب سے زیادہ مصیبت میں ہیں انکو رلیف (Relief) دینی پڑتی ہے ۔ سال دیرہ سال میں جب ہمارے موضوعات کا کام ختم ہو جائیگا تو یونیفارمیٹی (uniformity) ہو جائیگی ۔ جس نقطہ نظر سے ہاؤز غور کر رہا ہے اس نقطہ نظر سے غور نہ کرے بلکہ گورنمنٹ کی مشکلات کیا ہیں اسکی جانب بھی توجہ کی جائے اور پھر یہ مطالبات کئے جائیں تو مناسب ہے ۔ ریپاسیبلٹی (Responsibility) کا خیال نہ ہو تو ایجی ٹیشن (Agitation) شروع کیا جا سکتا ہے ۔ میں بھی کن کن باتوں پر ایجی ٹیشن شروع کر سکتا تھا انکی تفصیل بتانا نہیں چاہتا ۔ (Laughter) وقت ہو رہا ہے لیکن شاید میرے لئے ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے ۔

مسٹر اسپیکر - ایک گھنٹہ میں تو کٹ موشن بھی وٹھ ڈرا (Withdraw) ہونے ہیں ۔

شری بی۔رام کشن راؤ - تمام فیکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) پڑھکر میں اس امر کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک کنسٹریکٹیو مینٹالیٹی (Constructive mentality) پیدا کروں (Laughter) ۔ کٹ موشن نمبر (۱۴) اور ٹیننسی پرا بلم (Tenancy problem) کے بارے میں ایک ایک نوائٹ کے سلسلہ میں جواب دوں تو اتنی دیر ہوگی کہ ہاؤز شاید اس کا منجمل نہ ہو سکے ۔ اس لئے مختصر طور پر کہوں گا ۔ بعض آنریبل ممبرس نے مثالیں دیکر بہت سی باتیں کہیں ۔ انکے جوابات دینا اس تھوڑے وقت میں مشکل ہے لیکن مختصراً اتنا کہوں گا کہ اس ٹیننسی پرا بلم کا ایک ہسٹاریکل بیک گراؤنڈ (Historical background) ہے اس کو ہمیشہ نظر رکھنا چاہئے ۔ اسکو بھول کر غور کریں ۔ تو بہت کچھ تنقید کی جاسکتی ہے لیکن جس بارے میں آنریبل ممبرس نے زیادہ زور دیا ہے وہ ایسی چیز ہے کہ باوجود ساری کوششوں کے ایوکیشنس (Evictions) کا سلسلہ جاری ہے ورنگل اور تلنگنہ تلنگانے کے خاص اضلاع ہیں ۔ یہاں کے لوگوں میں ایوکشن کا زیادہ احساس پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ (Course of possession) (Intensive reconsideration) نہیں کیا گیا ہے ۔ ہر گھڑی قبضہ تبدیل ہوتا رہا ہے ۔ کسی سال لینڈ لارڈس نے زبردستی کرکے قبضہ چاہئے رکھا تو کبھی ڈنٹ کو موقع مل گیا ۔ کسی عہدہ دار یا سیاسی پارٹی کی سیورٹ (Support) مل گئی تو اس نے زبردستی قبضہ کر لیا ۔ کہیں یہ ہوا کہ سمجھا بھجا کر کاغذات لکھوائے گئے جسکو نوکر نامہ وغیرہ کہا جاتا ہے ۔ اس قسم کے پرابلمس (Problems) ہمارے ٹیننسی لیجسلیشن (Tenancy legislation) کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اسکو آنریبل ممبر نہ بھولیں ۔ قانون آبجیکٹیو کنڈیشن (Objective condition) میں آتا ہے ۔ قانون منظور کرتے وقت یہاں لیجسلیچر میں بڑے بڑے وکلاء اپنی ساری صلاحیتیں صرف کرتے ہیں کہ کہیں کوئی خلا نہ رہ جائے ۔ قانون دان بڑی لفاظی برتتے ہیں ۔ اس میں ایسی ورڈنگ (Wording) رکھنے کی کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں کوئی سوراخ ایسا نہ رہ جائے جسکو توڑا جاسکے ۔ ایسی دیوار کھڑی کرنا چاہتے ہیں جس میں کوئی سوراخ نہ ہو ۔ لیکن پھر بھی ہولس (Holes) نکل آتے ہیں ۔ قانون بنانے والوں سے زیادہ قانون کو توڑنے والے عقلمند ہوتے ہیں ۔ وہ زیادہ قابل ہوتے ہیں ۔ بحیثیت وکیل میرا تجربہ ہے کہ کسی شکشن (Section) کے ایک ایک کلاز (Clause) پر آٹھ آٹھ دن بحث کی جاسکتی ہے چنانچہ میں نے خود کی ہے ۔ قانون کوئی مختم چیز نہیں ہے ۔ اسکے معنی اور مفہوم کو بدھ رہ چاہیں لیجایا جاسکتا ہے اور جو صلاحیت پر منحصر ہے ۔

ایک آنریبل ممبر نے جو خوش قسمتی سے کم عمر ہیں اپنے لیگل نالیج (Legal knowledge) کی بناء پر جو نظریہ ہونا چاہئے اس میں ترقی کر کے انہوں نے اپنی پوری ذمہ داری کے خلاف یہاں یہ دعوے کیا کہ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں اور ایک سہل ریمارک (Simple remark) کیا کہ بورڈ آف ریونیو کے پاس کام کیا ہے ۔ متضاد گشتیاں جاری کرنے کا ایک کام ہے ۔ ایک گشتی کے خلاف دوسری گشتی ۔ دوسری کے خلاف تیسری گشتی وغیرہ ۔ مجھے افسوس ہے کہ ایک ذمہ دار وکیل ہوتے ہوئے انہوں نے ایسا سوپینگ ریمارک (Sweeping remark) کیا ہے ۔

بات یہ ہے کہ دفعہ ۴۷ قانون مالگزاری کے بارے میں حکومت نے طے کیا ہے کہ یہ دفعہ ۴۷ کریمینل لا کی دفعہ (۴۸) کے مائل ہے جو موجب کشاکشی ہے اس کا قانون مالگزاری میں رہنا ضروری نہیں ہے لہذا اسکو ختم کرنے کے احکام دئے گئے ہیں ۔ وہ گشتی میں اپنے ساتھ لایا ہوں ۔ یہ کوئی عدالت تو نہیں ہے کہ میں یہاں بحث کروں ۔ اس گشتی میں کہا گیا ہے کہ گورنمنٹ انڈنگ کیسس (Pending cases) ختم کرنا چاہتی ہے اس گشتی کے لحاظ سے زیر دوران مقدمات تو ختم ہو گئے لیکن اگر بعد میں بھر ایسی کوئی صورتیں پیدا ہوں تو یہ اور بات ہے یہ بات عقل انسانی سے بعید ہے کہ اس آرڈر کے بعد ایسی کوئی صورت بھر پیدا ہی نہو ۔ جو انڈیم آرڈرس جاری ہوئے ان کے لحاظ سے جو ریلیف ملنا چاہئے تھا وہ ملا ۔ بعد میں یہ سوال پیدا ہوا کہ تحصیلدار یا عہدہ دار متعلقہ کے قبضہ میں لینے یا سرکاری نگرانی میں لینے یا دوسرے فروق کی نگرانی میں دینے کی صورت میں کیا ہوگا ؟ بورڈ آف ریونیو نے یہ کلیاریفیکیشن (Clarification) کیا کہ جن مقدمات میں انڈیم آرڈرس کے تحت یوزیشن میں تبدیلی کی گئی ہے ایسے مقدمات کا تصفیہ کر دیں ۔ باقی مقدمات ختم ہو جائیں گے ۔ یہ صراحت کر دی گئی ۔ بہ ایسی چیز ہے جس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بورڈ آف ریونیو نے بلا سوچے سمجھے یہ ایک دیگر متناقص احکام جاری کئے ہیں ۔

اسی طرح مرہٹواڑہ کے بعض آنریبل ممبرس نے کہا کہ ایوکشنس ہو رہے ہیں انہیں روکنے کے لئے آرڈیننس نافذ ہونا چاہئے ۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں جب ٹیننسی ایکٹ نافذ ہوا تو اس میں پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کا تعین دو طریقوں سے کئے جانے کا براویژن تھا ۔ ایک تو بانی آپریشن آف دی لا (By operation of the law) اور دوسرے بانی لاپس آف دی پارٹ آف دی لیانڈلارڈ (By lapses of the part of the landlord) پہلی صورت میں تو یہ براویژن ہے کہ جو ٹیننٹس اتنے سال سے قابض ہیں وہ پروٹیکٹڈ ٹیننٹ (Protected tenant) کہلائیں گے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی لینڈ لارڈ کو یہ ادعا ہو کہ اسکے ٹیننٹس پروٹیکٹڈ ہیں تو وہ مدت مقررہ میں رجوع ہو کر قی میں صداقتنامہ حاصل کرنے کے بعد ٹیننٹس پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہونا طے کر دیا جائیگا ۔ اس صورت میں یہ جھگڑا پیدا ہوا کہ دراصل یہ ٹیننٹس

پروٹیکٹڈ ہیں بھی یا نہیں۔ ایک عام رجحان یہ ہے اور ہمارے دوست یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ٹیننسی لیجسلیشن اور لینڈ ریفارمز کی ساری بنیاد بس ٹیننٹ ٹیننٹ ہی ہے جسے چپ مالا جب رہے ہوں۔ سمجھتے ہیں کہ ٹیننٹ محض وہ طبقہ ہے جو انتہائی مہنگے غریب بے کس بے بس ہے۔ یہ سمجھنے کا رجحان واقعات کے بالکل خلاف ہے + اسے کئی ٹیننٹس ہیں جو لینڈ لارڈ سے کہیں زیادہ متحمل ہیں۔ کہیں زیادہ اچھے ہیں تاکہانہ میں اسے کیس (Cases) زیادہ ہیں مرہٹواڑہ میں اتنے زیادہ نہیں ہیں۔ یا عام طور پر ٹیننسی پر اہم ایسا ہے کہ بعض صورتوں میں باہمی ایڈجسٹمنٹ (Adjustment) کا موقع دیا جانا چاہئے۔ فرض کیجئے کہ (اے) ڈھائی سو ایکڑ کا بٹہ دار ہے۔ اسکی اراضی کے بازو (بی) کا (۵۰) ایکڑ نری کا بٹہ ہے لیکن وہ خود کاشت نہیں کرتا۔ اس کے (۱۵۰) ایکڑ ڈھائی سو ایکڑ زمین رکھنے والا لیکر اس پر کاشت کرتا ہے۔ اس کا نام بھی ٹیننٹ میں آگیا۔ کیا یہ درست ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ایسا خیال نہیں ہے

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ایسا خیال نہیں ہے۔ نو میں مشکوہوں لیکن جو چیزیں کہی جاتی ہیں ان میں سوشل جسٹس (Social Justice) کو ملحوظ میں رکھا جانا مرہٹواڑہ ہی کو لیجئے وہاں بہت سے ٹیننٹس ایسے ہیں جن میں لینڈ لارڈس کے مقابلہ میں بہت کم فوف ہے۔ دو انگل کا فرق ہے۔ غرض مجھے یہ شکایت کی گئی کہ ایوکشنس ہو رہے ہیں اس کے لئے آرڈیننس نافذ کیا جائے میں نے انہیں سمجھایا کہ یہ بہت خطرناک حربہ ہے اسکی ضرورت نہیں ہے لیکن کسی نے میری بات نہ مانی۔ بالآخر آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ اس کے بعد ان ہی آئریبل ممبر نے میرے پاس آکر کہا کہ واقعی اس سے بہت اہل بشہل ہوا۔ ہوا یہ کہ جو جنوین سرنڈر کیس (Genuine Surrender cases) تھے اور ایڈجسٹ (Adjust) ہوئے تھے وہ بھی واپس لئے جانے لگے اتنا ہی نہیں مرہٹواڑی کے تقریباً ۵۰ فیصد لوگوں نے بوا کر مجھے ایمانداری کے ساتھ یہ کہا کہ

कशाला मला त्याचे शेत, मी देऊन टाकतो. दोन तीन वर्षाकरिता मी केले होते. त्याने हक्क मला नको आणि ते सर्टिफिकेटही नको.

सरफیکेट नको,, بولنے والे सिकڑوں नकले

ایک آئریبل ممبر ترجمہ کیجئے۔

یعنی ان لوگوں نے کہا کہ کیوں یہ سرٹیفیکیشن ہم کو دے رہے ہیں۔ ان کی زمینوں لینا چاہتے۔ میرے پاس اس کے انسپکٹنس (Incidents) ہیں۔ نا بلینڈ تھلے سے ایک ڈپوٹیشن (Deputation) میرے پاس آیا تھا اس نے کہا

تھا کہ آب آرڈیننس کا یہ سرٹیفکیٹ دے کر کاغذ کیوں خراب کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ؟ یہی نہیں میں آپ کو اس کی کئی سالوں میں دوں گا۔ خیر۔ لیکن ہم نے آرڈیننس جاری کر دیا اور کہا کہ قبضے دے دئے جائیں وہاں کے انہارٹیز (Authorities) نے اٹھا کر قبضے دے دئے۔ اور اس طرح دے دئے کہ دوسرے آدمیوں کو بھی سرنڈر (Surrender) کی بناء پر قبضے کا حق پیدا ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے لوگوں کی جانب سے شکایات پیش ہوئیں کہ فلاں نے ہماری زمین دہالی۔ چنانچہ پھر ان کو فصل کے ساتھ قبضہ مل گیا۔ ہمارے عہدہ داروں نے یہ نہیں دیکھا کہ فصل کے ساتھ قبضہ دینا چاہیئے یا نہ دینا چاہئے۔ انہوں نے ٹینٹس ایکٹ کے چار دفعات متعلق کئے اور سکشن (۳۲) کے تحت کراہے کے ساتھ زمین واپس دلانے کی کوشش کی لینڈ لارڈ نے تو خیر بیچ گیا لیکن ٹینٹ کی گردن پیچ میں کٹ گئی میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ غلطی ہوئی لیکن غلطی کس کی تھی۔ آپ ہی کی جانب سے خیالی تصورات پر آرڈیننس جاری کروانے کا مطالبہ ہوا۔ جب آرڈیننس جاری ہوا تو اس کے برے نتائج نکلتے۔

شری وی۔ ڈی۔ ڈیشپانڈے - میجرٹی کیس (Majority cases) میں تو فائدہ ہوا۔

شری بی۔ رام کشن راؤ - اگر فائدہ ہوا ہے تو آنریبل ممبرس کو میرا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

ایک شکایت یہ بھی کی جاتی ہے کہ ایوکیشنس ہو رہے ہیں میں اس سلسلے میں یہ کہہوں گا کہ جو ایوکیشنس ہو رہے ہیں وہ ریگولر ایوکیشنس (Regular Evictions) نہیں بلکہ آریگولر ایوکیشنس (Irregular Evictions) (

ہیں۔ یہ شکایت بھی کی جاتی ہے کہ بڑے بڑے زمیندار پولیس اور پٹیل بٹواری کی مدد سے ایوکیشنس کرا رہے ہیں۔ میں کہوں گا کہ یہ کوئی معقول شکایت نہیں ہے یہ میں مانتا ہوں کہ کچھ اور ریگولر ایوکیشنس ہوئے ہیں جسے رکھنے والے لینڈ لارڈس نے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے ایوکیشنس کرائے ہیں لیکن جس شاعرانہ انداز میں یہ چیز پیش کی جا رہی ہے غلط ہے جو اکٹامک اور سوشل پرابلمس ہوتے ہیں ان پر ذمہ دار منسٹر اسمبلی میں پیش کر غور کرتے ہیں ایک ڈسٹریکٹ کی حیثیت سے لیجسلیٹ کرتے ہیں وہ شاعرانہ انداز میں پرابلمس کو سلجھا نہیں سکتے۔ میں نے ایوکیشنس کے سلسلے میں فیکٹس دئے ہیں یہاں ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔ لیکن اتنا کہوں گا کہ پانچ ہزار سے زائد ایوکیشنس ہیں جن میں ایوکیشنس کی شکایتیں گورنمنٹ کے پاس آئیں۔ بہت سے مقدمات چلے۔ ممکن ہے کہ بہت سے مقدمات دیر تک چلے ہوں۔ کیوں کہ تحصیلداروں اور ڈپٹی کمشنرس کے اور بھی فرائض ہیں ان کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے

لاؤنی رولس کے بارے میں دو تین اہم باتیں میں کہہ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔
 اسپلیمنٹیشن آف لائٹی رولس کے بارے میں جو لیٹسٹ فیگرس (Latest Figures) ہیں وہ یہ ہیں۔ (۸۷۷۹۷۹) ایکڑ زمین تقسیم کی گئی۔ اس کے منجمد اندازاً (۵۰۰۰) ایکڑ زمین ہرجمنوں کو ملی ہے۔ باقی زمین دوسرے بیک ورڈ کلاس (Backward Classes) میں تقسیم کی گئی۔ ہاؤز سائٹس (House sites) کے لئے ایک لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں اور مختلف جگہوں پر (۲۵) ایکڑ زمین ہاؤز سائٹس کے لئے دی گئی ہے۔ شہدولڈ کاسٹس اور بیک ورڈ کلاس کی ان ٹچ ایلٹیٹی (untouchability) اور دوسرے رابلس آج کے نہیں سیکڑوں برس پہلے کے ہیں۔ ان سوشل اور اکنامک پرابلس بھی سنکڑوں برس پہلے کے ہیں آنریبل ممبرس آف دی اپوزیشن یہ سمجھتے ہیں کہ چشم زدن میں یہ ساری چیزیں رفع ہو سکتی ہیں۔ جہاں تک پریکٹیکل ہو سکتا ہے ہم کر رہے ہیں۔

ایک اور اہم بات جس کے متعلق میں کہنا چاہتا ہوں وہ ہبل اثوابوں کے ہیریڈیٹری (Hereditary) اوطان کا سسٹم ہے۔ میں آنریبل ممبرس کی تنقید سے بالکل متفق ہوں کہ یہ سسٹم اوٹ آف ڈیٹ (out of date) ہو گیا ہے۔ سوشل چینجس (Social changes) کی وجہ سے اس سسٹم کو قائم کرنے کا جو مقصد تھا وہ باقی نہیں رہا بلکہ یہ سسٹم اکسلاڈیشن کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔ یہ تو بالکل صحیح ہے کہ اس میں ان فیرنس (Unfairness) ہے اس ہیریڈیٹری سسٹم کو ختم کرنے کے لئے بیشتر کی گورنمنٹ نے بھی اس پر سوچ چا کر کیا تھا۔ مسٹر گرگسن نے ایک پروپوزل (Proposal) بنایا تھا۔ اس میں چند باتیں ایسی تھیں کہ جن پر اس وقت عمل کیا جاتا تو آج ہم اسکے جولاجیکل کنکلوژننس (Logical conclusions) ہم دیکھ رہے ہیں وہ باقی نہ رہتے۔ بلکہ اگر ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء کے بیشتر بھی اگر ہم یہ اقدام کرتے تو زیادہ آسانی کے ساتھ یہ کام ہو سکتا تھا۔ لیکن ۲۶ جنوری سنہ ۵۰ء کے بعد کچھ لیگل (Legal) اور کانسٹیٹیوشنل (Constitutional) دقتیں پیش آ گئیں۔ اسکے علاوہ پریکٹیکل فینانشیل (Practical Financial) stringencies بھی پیش آئیں۔ جن کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے کی گورنمنٹ نے جو کوتاہیاں اس سلسلہ میں کیں ان کو دھرانے سے میرے خیال میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ میں تو صرف اتنا ہی عرض کرونگا کہ ہم نے کیا کیا۔ کیونکہ مجھے اپنے آپ کو ڈیفنڈ (Defend) کرنا ہے پہلے کی گورنمنٹوں کو ڈیفنڈ کرنا نہیں ہے۔ اکٹوبر سنہ ۵۰ء میں (شائد ۱۲ جون سنہ ۵۰ء کو میں ریونیو مسٹر بنا) وہ کونسنجن ہم نے اپنے ہاتھ میں لیا اور جن نتائج پر پہنچے اور جو پروپوزلس فارمولیٹ (Formulate) کئے وہ یہ تھے۔ ایک تو یہ کہ مالی پٹرل کے اوطان کو ابالشی کرنا چاہئے اس واسطے کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مالی پٹرل کا

جو کام ہے وہ وصولی رقم سے تعالیٰ رکھنا ہے۔ اس کو ہم دوسرا ڈمنسٹریشن قائم کرنے تک بولس (ٹائول) کے دیرد کر سکتے ہیں۔ بولس ٹیبل البتہ قائم رہنے چاہئیں لیکن بولس ٹائول کے لئے ایک اسٹینڈرڈ آف ایجوکیشن (Standard of Education) مقرر کیا جائے۔ اور ہیریڈیٹری (Hereditary) پٹواریوں کو بتدریج ابالشی (Abolish) کیا جائے۔ پہلے سال دو تین اضلاع میں اسکو فوراً شروع کیا جائے اور دوسرے سال دوسرے اضلاع میں شروع کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں کچھ فنانسنگل اسبایکیشنس تھے۔ آنریبل لیڈر آف دی ایجوکیشن نے کہا کہ اس میں کچھ فنانسنگل اسبایکیشنس نہیں ہیں۔ انہوں نے گوروالا کمیٹی کی رپورٹ پر سے یہ تخبہ لگایا کہ چھ ہزار پٹواری سرکس بنائے جاسکتے ہیں اس کے لئے چھ ہزار پٹواریوں کو مقرر کرنا ہوگا۔ اس میں سک نہیں قریب قریب اسی تخمینہ کو سامنے رکھ کر ہم نے پروپوزل پیش کئے لیکن جو رقم ہوتی وہ اس سے زیادہ ہوتی۔ ہم نے گزشتہ سال کئی اقدام ...

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ وہ رقم اس وقت (۳۶) لاکھ ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اگر آنریبل لیڈر آف دی ایجوکیشن صبر فرمائیں تو سارے فنانسنگل اسبایکیشنس کو سامنے رکھوں گا۔

ہیریڈیٹری پٹواریز کو گراجولی ابالشی کرنے کے سلسلہ میں ہمارا پروپوزل یہ تھا

“Stipendary Patwaris are to be appointed to replace Patwaris.”

جیسا کہ ثلاثی سسٹم بمبئی میں تھا یعنی تنخواہ یاب پٹیل پٹواریوں کا۔

ایک پروپوزل جیسا کہ گوروالا کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں کہا تھا یہ تھا کہ تین یا پانچ گاؤں کا ایک پٹواری سرکل مقرر کیا جاسکے فل ٹائم پٹواریز (Full-time Patwaries) مقرر کرنا چاہئے۔

ایک اور پروپوزل یہ تھا کہ ماہانہ اون کی تنخواہ ۳۰ یا ۵۰ روپیہ مقرر کی جائے اور سالانہ ایک روپیہ اضافہ دیا جائے۔ یہ بھی ہم نے سوچا تھا کہ اون کے لئے کچھ ہائر اسٹینڈرڈ آف ایجوکیشن ہونا چاہئے۔ ہمارا ایک پروپوزل یہ تھا کہ ہیریڈیٹری پٹواریز جو کئی سال پہلے کے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کو ابالشی کر کے دوسرے پٹواریز کو مقرر نہیں کر سکتے اس لئے دو تین سال تک اصل وطن دار کا کوئی گماشتہ مقرر نہ ہو۔ اگر کسی وجہ سے وہاں گماشتہ مقرر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اصل وطن دار کی جانب سے کوئی گماشتہ مقرر نہ ہو بلکہ سرکار کی طرف سے اوس کا اپنا گماشتہ مقرر ہو۔ یہ ہماری تجویز تھی کہ اوس سبسیٹیوٹ (Substitute) کا اصل وطن دار سے کوئی تعلق نہ رہے بلکہ گورنمنٹ اوس کو مقرر کرے۔ کیونکہ اگر اصل وطن دار کی جانب سے کوئی گماشتہ مقرر ہو تو اوس کا پٹھو ہونے کی وجہ سے اوس کے زیر اثر رہ کر

وہی ظالمانہ حرکتیں کرتا رہے گا۔ اس لئے اس کے ازالہ کا (Eliminate) کرنا مقصود تھا اس طرح سے گزرتوں کی جانب سے اس اداروں کے جو ایک تیار حق مالکانہ دیا جاتا ہے وہ دینے کی ضرورت بھی نہ رہے گی۔ دوسرے یہ کہ ایسے لوگوں کو متروک کیا جائے جو وٹان کے فریبی گزرتوں کا رہنمائی (Resident) کر رہے ہوں کہ اگر دوسرے مقام کا آدمی لیا جائے تو وہ کام نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ہم نے ٹریننگ کلاسز (Training Classes) بٹی مقرر کرنا طے کیا تھا۔ اس طرح دس گیارہ یونیورسٹیاں کو ہم نے نارموالٹ کیا۔ لیکن جب اس کے فینانسنگ اسسٹنٹس (Financial Implications) پر ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ صرف دو ضلعوں میں ہی کام شروع کیا جائے تو اسٹیبلشمنٹ بجٹ میں اس مسئلے کے لئے ۲۰ لاکھ کی رقم زیادہ ہو جائیگی اور اگر تمام ضلعوں میں کام شروع کیا جائے تو ۱۰ لاکھ مالانہ خرچہ ہوگا۔ ریزرو اسکیم آف اکسپنڈیچر (Present Scale of expenditure) ۱۳۰۹ لاکھ ہے۔ گویا ہر سال (۲۰) لاکھ کا ایکشن پلان زیادہ ہوتا ہے۔ ۱۱۰ لاکھ اور ٹریننگ کلاسز وغیرہ کے سلسلہ میں اکسپنڈیچر کا ۱۰ لاکھ لگا دیا تو معلوم ہوا کہ (۲۰) لاکھ روپیہ کا اضافہ بجٹ میں ہوتا ہے۔ فینانس ڈائمنٹ نے یہ کہہ کر اس کو اب ملتوی کر دیا۔ جائے اس بناء پر کمیٹی نے ۱۸-۲-۵۳ء کو یہ طے کیا کہ

“Before embarking upon a wholesale abolition of these Watans, the Revenue Dept., may proceed to appoint stipendary Patwaries in all cases where the Watan had elapsed due to the Watandar being intestate or where the Watandars are absent for a considerable period or was not fit to perform his duty.”

تو ہم نے مختصر طور پر اس کو شروع کر دیا ہے۔ بس اتنا ہی ہمارے بس میں تھا اس سے بڑھ کر نہیں۔ مالی پٹیلوں کی حد تک ہم نے یہ کہا کہ

“In the case of Mali-Patels, however, no stipendaries need be appointed and whenever in similar circumstance, such, posts fall vacant or lapse the watans should be abolished the work being handed over to the Police Patels or Patwaries as may be most appropriate.”

ایسا کرنے کی بڑی وجہ فینانسنگ اسسٹنٹس تھا۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں بمبئی میں ابا لیشن آف وطن ایکٹ پیش ہوا۔ اس میں انہوں نے یہ پروویژن رکھا کہ (۲) برس کا معاوضہ دیکر اوطان کو ابا لیشن کیا جاسکتا ہے۔ یہ پروویژن کانسٹیٹیوشن میں ہے۔ یہ اعتراض آنریبل ممبر آف اپوزیشن کر سکتے ہیں کہ اس نظریہ کو ختم کرنا چاہئے۔ کانسٹیٹیوشن کو تبدیل ہونا چاہئے تو ہماری بھی خواہش ایسی ہی ہے۔ چنانچہ سنٹر کی کانگریس پارٹی نے اس کے چند سکشنس میں تبدیلیاں کرنے کے متعلق ورکنگ کمیٹی میں ترمیم پیش کی تھی۔ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی یا نہیں لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ موجودہ

کانسٹی ٹیونمن کے لحاظ سے اگر ابا لینن ایکٹ لاگو کیا جائے تو سات برس کا اسکول بطور معاوضہ دیا جانا چاہئے۔ اس لئے بیک ڈور میتھڈ (Backdoor method) سے آنے کا موقع نہ دیتے ہوئے اگواکری دوسرا طریقہ اون کو نکالنے کا ہو تو ہم سوچ سکتے ہیں۔ لیکن موجودہ حالات میں ابا لینن کا قانون لانا مشکل ہے۔ یہی سمجھ کر کمیٹی نے وہ ڈسبسن (Decision) دیا جس کا حوالہ میں نے پہلے دیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اور بھی ایسا ٹریشنس (Aspirations) ہیں۔ نہ صرف اوس طرف کے بلکہ اس طرف کے آنریبل ممبرس میں بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں (اور میں بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہوں) جو جلد سے جلد ہی ریڈیٹری سسٹم کے اس دھبہ کو نکالنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے ہماری مشکلات بھی ہیں۔ جن چیزوں کے متعلق ہم نے وعدہ کیا ان کے متعلق کی وعدہ خلافی کرنا ہماری نیت نہیں ہے۔ لیکن کیا کیا جائے ہماری مشکلات پر بھی تو غور کیجئے۔ میں نے پیشک وعدہ کیا تھا۔ وعدہ کی خلاف ورزی کرنے کی ہماری نیت نہیں ہے۔ اکٹوبر کے سشن میں جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا میں نے جانچ کی اور رپورٹ مرتب کر کے فنانس منسٹر کے پاس روانہ کر دیا۔ فنانس منسٹر کی بھی وہی نیت ہے جو ہماری ہے۔ میں ہاؤز سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری نیتوں پر سبب نہ کیا جائے بلکہ ہماری دفتروں پر بھی نظر کر رکھیں (Laughter)

اس سے بڑھ کر میں اس خصوص میں اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

ہاؤز رنٹ الونس (House Rent-Allowance) کے سلسلہ میں دو آنریبل ممبرس نے بہت جوشیلی تقریریں کیں۔ لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے اسکو اس طریقہ سے پیش نہیں کیا جس طریقہ سے کہ پیش کیا جانا چاہئے تھا۔ کہا گیا ہے کہ سکیڈ گریڈ کے کلرکس کو ہاؤز رنٹ الونس نہیں دے رہے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ گزیٹڈ آفیسرس کو تو پہلے سے ہی ہاؤز رنٹ الونس نہیں ملتا ہے البتہ منسٹرس کو ہاؤز رنٹ ملتا ہے۔ ہاؤز رنٹ کو اس طرح کم کیا گیا ہے کہ ایک سلاب (Slab) مقرر کیا گیا ہے کہ (۱۰۰) کلاڈر تک جنکی تنخواہیں ہیں انہیں ہاؤز رنٹ دیا جائے البتہ اس سے متجاوز تنخواہ پانے والوں کا ہاؤز رنٹ مسدود کیا گیا ہے۔ مدراس میں بھی ہاؤز رنٹ کم کیا گیا ہے۔ آنریبل ممبر اس سے متفق ہونگے کہ ہم نے اسپارے میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ میں اسکی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ خود آنریبل ممبر مدراس کے حالات کے ساتھ کمیاریٹیو اسٹڈی (Comparative Study) کر کے دیکھ لیں تو وہ ہماری رائے سے متفق ہونگے۔ وہاں بھی (۱۰۰) سے زائد تنخواہ پانے والوں کو ہاؤز رنٹ نہیں دیا جاتا۔ اکثر معاملات میں کہا جاتا ہے کہ مدراس کی پالیسی کو فالو (Follow) کیا جائے لیکن جب ہم کسی معاملہ میں وہاں کی پالیسی کو اڈاپٹ (Adopt) کرتے ہیں تو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ یہاں (۲۲۰) سے کم تنخواہ پانے والے نان گزیٹڈ ہیں۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ (۱۰۰) ماہانہ آمدنی اتنی ہے کہ کچھ تھوڑی سی تکلیف سے وہ لوگ چلا سکتے ہیں۔

امانچے ہم نے مدد کی سال لیتے ہوئے (۱۰۰) روپیہ کو سلاب (Slab) مقرر کیا۔ اگر آپ ایجیٹیشن کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ امبراسمنٹ (Embarrassment) بھیلانا چاہتے ہیں تو بھیل سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے متصلہ صوبیات کی مثال کے تحت ہاؤز رنٹ کو کم کیا ہے تو اسکو دوسرا کالر (Colour) نہیں دیا جاسکتا۔

It is not in the public interest or general interest :

ہم نے صرف (۱۰۰) اور (۲۲۰) کے درمیان جو لوگ ہیں انکے کرایہ مکان کو مسدود کیا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ سکنڈ گریڈ کے ملازمین کی حد تک ہاؤز رنٹ دینا چاہئے اوس سے اوپر کے ملازمین کو نہیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ہاں سنجیدگی کے ساتھ کچھ پریپوزل ایسے پیش کئے جائیں جن سے کچھ ریلیف (Relief) مل سکتی ہے تو ان پر غور کیا جائیگا لیکن جو اسٹپ (Step) لیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ہمیشہ تصور یہ رہتا ہے کہ جہاں حملہ ہو سکتا ہے کیا جائے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کن کن تجاوز پر عمل ہو رہا ہے بلکہ جہاں لوپ ہورس (Loop holes) ہوں وہاں نکتہ چینی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ امی طرح سکریٹریز (Secretaries) اور ہائیر بیڈ آفیشلس (Higher-paid officials) کی تنخواہوں کے بارے میں بھی نکتہ چینی کی گئی ہے۔ ہاؤز کو معلوم ہے کہ یہاں سروس کا ری آرگنائزیشن (Reorganisation) ہونے والا ہے انٹیگریشن (Integration) کے بعد (آئی۔ اے۔ ایس کی اسکیم کو منظور کر لیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں کے جن عہدہ داروں کو آئی۔ اے۔ ایس میں لیا گیا ہے انکی تنخواہیں آل انڈیا بیسیس پر فکس (fix) کی جا رہی ہیں۔ سارے ہندوستان میں آئی۔ سی۔ ایس آفیسرس کام کر رہے ہیں۔ انکی سروس کوینینٹڈ (Covenanted) (Services) ہیں انکی تنخواہوں کو متاثر نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے پاس ایچ۔ سی۔ ایس اور دوسری سروس کے تعلق سے قریب قریب مائل حقوق پے اینڈ سروس کمیشن نے طے کئے ہیں۔ انکی موجودہ یافت کو پروٹیکٹ (Protect) کر کے نئے اسکیل سے جو حصہ زیادہ ہو اسکو امپیشل پے (Special Pay) قرار دیا گیا ہے۔ آئی۔ اے۔ ایس کا گریڈ (۸۰۰ تا ۱۴۰۰) مقرر کیا گیا ہے۔ جو سابقہ اسکیل سے کم ہے۔ سکریٹریز کو جو (۲۲۰) روپیہ مکہ عثمانیہ ملتے ہیں یہ ایک ایسا فیگر ہے جو لوگوں کی نظر میں کھٹکتا ہے۔ اب ذرا دوسرے پراونس سے بمقابلہ کیجئے۔ تو معلوم ہوگا۔ مدداس میں سکریٹریز کو دو ہزار تا دو ہزار پانچ سو روپیہ کلدار تنخواہ ملتی ہے اور (۲۰۰) روپیہ کلدار امپیشل پے بھی انکو ملتی ہے۔ جی میں سکریٹریز کو دو ہزار سات سو سے تین ہزار تک تنخواہ دی جاتی ہے اور بعض کو ساڑھے تین ہزار بھی تنخواہ ملتی ہے۔ انڈیش میں سکریٹریز میں تفاوت ہے کسی کو تیرہ سو تنخواہ ملتی ہے تو کسی کو تین ہزار ملتی ہے۔ مدھیہ پردیش میں

تنخواہیں سولہ سو سے لیکر دو ہزار آٹھ سو تک ہیں۔ ان فیکٹس کو دیکھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس لحاظ سے ہم کیا زیادہ تنخواہ دیرھے ہیں اور جو دیرھے ہیں وہ بیٹھ کر کھانے کیلئے نہیں دیرھے ہیں۔ وہ بے اینڈ سروس کمیشن کی مقررہ کردہ تنخواہ پارے ہیں۔ جب ان سکرٹریز کی تنخواہوں کو کلدار میں کنورٹ (Convert) کیا جائیگا تو یہ بجائے (۲۲۰۰) مکہ عثمانیہ کے تقریباً (۱۹۳۰) کلدار تنخواہ ہائینگے۔ اس لحاظ سے آپ اندازہ کیجئے کہ دوسرے پروانسیز کے مقابلہ میں کیا زیادہ تنخواہ دی جا رہی ہے۔ سکرٹریز سے نیچے درجے کے عہدہ داروں کی تنخواہ (۸۰۰ تا ۱۴۰۰) مقرر کی گئی ہے۔ اسکو آپ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) کہتے ہیں تو یہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن پولس ایکشن کے بعد ہم نے نہیں بڑھایا ہے یہ ورثہ ہے جو ہم کو ملا ہے۔ لیکن اب جو نئے ڈپارٹمنٹس ہم قائم کر رہے ہیں اور ان میں جو نئے عہدہ دار مقرر کئے جا رہے ہیں تو ہم نئے تنخواہ وغیرہ میں ان امور پر غور کرتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب ہم ایک جگہ اکائی کرتے ہیں تو وہ دوسری جگہ گھس جاتی ہے۔ جہاں تک ہو سکتا ہے اکائی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ جو ایڈیوٹیز (Immunities) ڈپارٹمنٹس کو دی گئی ہیں وہ اساتے کہ انکی افیسینسی (Efficiency) اور ایکٹیوٹیز (Activities) میں کمی نہ ہونے پائے۔

گورنمنٹ ہاؤس اینڈ گیاراج (Government house and Garrage) کے خرچ کو ۱۰ لاکھ سے گھٹا کر دو لاکھ (۲۱) ہزار تک لایا گیا ہے۔ اسمیں اور کتنی تخفیف ہو سکتی ہے۔ تخفیف کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ڈھائی لاکھ سے زیادہ تخفیف ہم نے اسمیں کر دی ہے۔ پائی بائی کا حساب کر کے چلا رہے ہیں۔ گورنمنٹ گسٹ ہاؤس (Govt. Guest house) میں بھی ہم نے دو کیٹیگریز (Categories) کردئے ہیں ایک تو اسٹٹ گسٹس (State Guests) ہوتے ہیں اور دوسرے پے انگ گسٹس (Paying Guests) کا طریقہ دم نے شروع کیا ہے۔ شاہ منزل۔ اور دہلی کے حیدر آباد ہاؤس میں بھی پے انگ گسٹس کا طریقہ ہم نے رکھا ہے۔ اس طریقہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈپارٹمنٹ سلف شینٹ ہو جائیگا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے دہلی پالیس کے ایک حصہ میں دفتر رکھا ہے۔ ہم اس بارے میں ان سے لڑ رہے تھے کہ ہمیں اسکا کرایہ ملنا چاہئے۔ گذشتہ سال انہوں نے کرایہ نہیں دیا تھا مگر اب (۳۶) ہزار کا چک انہوں نے بھیج دیا ہے۔ جہاں کہیں بھی حیدر آباد کی بلڈنگس ہیں جیسے اوٹی میں ایک گورنمنٹ ہاؤس لندن میں دو ہیں۔ انکو بیچنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی دو دن ہوئے ۱۸۔ فلور گارڈن لندن سے آرہیل کھیر ڈی سکرٹری ہائی کوشن کا ہمارے پاس ٹیلیگرام آیا ہے ہم اسکی کوشش کر رہے ہیں کہ لندن کے اس پالیس کا تعلقہ کرایا جائے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ریوائیڈ اسٹیٹمٹ میں (۵۰) ہزار روپیے نسطرح بڑھ گئے ہیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ان کا رقم زائیہ کی گئی ہے لیونکہ وہ چیزیں پوری نہیں ہوئی ہیں۔ اگر رقم بچ جائے تو یہ سپلائی ہو گی۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ لیکن ریٹائرڈ اسٹیٹ سے نو (۵) ہزار روپیہ زیادہ خرچ ہونا گیا ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ آڈیٹل لیڈر آف دی اویزیمن ۱۹۵۳-۵۴ء کا اسٹینڈنگ ملاحظہ فرمائیں۔ کچھ زیادہ خرچ ہوا ہے لیکن ریٹائرڈ اسٹیٹنگ (Out- Standing) تھا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ لیکن اس سے بڑا خرچ ہونا ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ آڈیٹل لیڈر آف دی اویزیمن کو تو دیکھنا ہی ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہماری نکل دی چیزیں ڈرونی ہے۔

Laughter

پچھلے سال کے مقابلہ میں ہم رقم بھیا لی گئی ہے۔ ریٹائرڈ اسٹیٹ میں اضافہ ہوا ہے لیکن ۱۹۵۳-۵۴ء میں دو لاکھ ۱۴ ہزار کی رقم ریٹائرڈ لی گئی ہے۔ اسی طرح عامرہ کے کارس میں بھی بچت لی گئی ہے۔ مشین، سکات کرتے ہیں کہ انکو جو کارس دئے گئے ہیں وہ رک جاتے ہیں خراب ہو جاتے ہیں جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے لیکن میں نے آئریبل لیڈر آف دی اویزیمن کے ذریعے برائی کارس کے فروخت سے حاصل شدہ (۸۰) ہزار کی رقم کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ رقم ویسی ہی ہے۔ ان سے دوسری کارس بھی نہیں خریدی گئیں۔ پانی کارس سے کام چلایا جا رہا ہے اور حالت یہ ہے کہ جب پنکٹ جی یہاں تشریف لائے تھے تو دس کی کار محبوبہ کین اور ظہیر یار جنگ کی کارس مانگ کر ان سے پنی لی گئی۔ ہم خود نیک نیتی کے ساتھ پبلک منی (Public money) میں اکائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ ایسی صورت ہیں کہ کم از کم ان آئٹمز کے بارے میں تو آئریبل ممبر کو اعتراض نہ ہونے چاہئیں۔ جہاں اکائی ممکن ہو وہاں ہم خود اکائی سے کام لیتے ہیں۔

وائلڈ انیمالس (Wild animals) کے بارے میں

ابراہیم پٹن نے ایک ہزار کے ڈیمانڈ کی نسبت اپنے اٹ مرشن پر تقریر کی لیکن انکی تقریر سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایکس (Excess) کرنے کے موشن پر تقریر کر رہے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ انکی تقریر میں حقیقت ہے۔ یہ وائلڈ بوائز (Wild boars) اور دوسرے جنگلی جانور آ کر بھیتوں کو خراب کر رہے ہیں۔ اس قسم کی شکایتیں ہیں۔ ان کو رفع کرنے کی خاطر ہم نے صرف ایک ہزار کا پروویڈنٹ ریوارڈس (Rewards) رکھا ہے۔ لیکن اگر اس کے آٹھ (۱۰) ہزار کی گنجائش بھی مانگی جاتے تو آئریبل ممبر اسکو منظور کرتے لیکن یہاں تو محض کم سے کم دیکھا جاتا ہے اگر کسی ایٹم میں اضافہ کی کوشش کی جائے تو اس کے لئے مہرہ الزام اٹھاتا جاتا ہے آئریبل ممبر کا خیال ہے کہ گورنمنٹ نے لا آئیڈ آرڈر کی روشنی میں ہر ایک کو

(Muzzle-loading guns) کے لائسنس دینے میں کنجوسی سے کام لیا ہے با پوائنٹل ارض کو سامنے رکھ کر گنس نہیں دئے گئے ہیں۔ میں نے صبح آریبل ممبر کی تقریر سننے کے بعد فیکرس مشگوائے ہیں اور چونکہ آریبل ممبر کے ضلع کے ہیں فیکرس آسانی سے حاصل ہوسکتے تھے لہٰذا وہ فیکرس میرے پاس آگئے ہیں جنہیں میں ہاؤس کے سامنے میں کرتا ہوں۔ کانٹر حیدر آباد ڈسٹرکٹ کے پاس سے جو اعداد وصول ہوئے ہیں ان میں ۱۱۱ لکھا ہے کہ نصائر کی حفاظت کی خاطر سنہ ۵۱ ع میں ۷۶ او سنہ ۹۵۲ ع میں ۲۲۲ لائسنسز جاری کئے گئے ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی نے درخواست دی ہو اور انہیں اجازت نہ ملی ہو جس پر انہوں نے آریبل ممبر کے اس شکایت کی ہو کہ لائسنسز نہیں دئے جارہے ہیں۔ بد غلط ہے۔ یہ رجحان کہ کسی خاص خیال کے تحت ریفرز (Refuse) کیا گیا ہے غلط ہے۔ اب رہی یہ بات کہ آریبل ممبر نے خو (۲۰۰) جانوروں کو مارا ہے نو اس کے لئے آریبل ہاؤس انہیں ایک گولڈ میڈل عطا کرے۔

جاگیر اڈمنسٹریٹر آفس کے بارے میں کہا گیا۔ یہ آفس ڈسپنر نک رکھا گیا تھا لیکن ابھی کچھ کمیونٹیشنس (Commutations) جاری ہونے ہیں۔ میرے پاس اسکی نسبت تفصیلی فیکرس ہیں لیکن چونکہ وقت نہیں ہے اس لئے میں اس پر زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔ اگر مجھے آدھا دن گھنٹہ مزید ملے تو سب امور پر تفصیلی روشنی ڈال سکتا ہوں۔ بہر حال چاہا جاگیرداروں کے کمیونٹیشن اوارڈس (Commutation awards) کا تصفیہ نہیں ہوا جس کے لئے مارچ ۴۰۰ ۱۹۵۴ ع تک اس میں توسیع کی گئی ہے اس وقت تک یہ کام ختم ہو جائیگا۔

بعض چھٹی چھٹی باتیں کہی گئیں جن کا میں اس وقت جواب دینا نہیں چاہتا ری ہیبلٹیشن آف ایکس سروس مین (Rehabilitation of Ex- Service men) کے بارے میں دو باتیں کہہ کر اپنی تقریر ختم کرتے دیتا ہوں۔ اس سلسلے میں حکومت کی غلطی بتائی گئی۔ ہر سکتا ہے۔ لیکن اگر آریبل ممبر کسی مسئلہ کی جانب توجہ دلائیں تو اس پر ضرور غور کیا جائیگا۔ ہم (۹۲۰۰۰۰) روپیہ خرچ کر کے ایک اسکیم بنانا چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ایکس آرمی مین اسکے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں اس مسئلے میں ہاؤس کا تعاون چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کو قلع نگر کالونی اور اسوگوڑہ کالونی میں بسایا گیا ہے۔ ہم لاکھوں روپیہ خرچ کر کے انکی طرز زندگی بدلنا چاہتے ہیں لیکن نہ کہتے ہیں کہ ہم تو سپاہی ہیں۔ ہم کو ناگر اور بیل سے کیا واسطہ۔ (۷) فیملیز کو آباد کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن یہ لوگ سست اور سہل انکار ہیں۔ دفاتر کے عملہ کی طرح وقت گزاری کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں کھیت میں لیجاتے ہیں تو ذرا ادھر ناگر کو ہاتھ لگا دیا ادھر بیل کو ہاں ہاں کیا اور چلے آگئے۔ کاشتکار کی طرح محنت سے کام کرتے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ انکی عاداتیں بگڑی ہوئی ہیں۔ انہیں سوشل برانلم (Social Problem) کی طرح سدھارنے کی ضرورت ہے۔ ان میں نئی عاداتیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ دوکان لگا کر چلانا چاہتے ہیں اور نہ درزی بڑھائی کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ پنشن کے طور پر انہیں

کچھ رقم دیدی جائے۔ لیکن ایسا ری ہیبیٹیشن تو گورنمنٹ نہیں کر سکی۔ کل ہی میں نے امپلائمنٹ اسکیمنج کے ڈائریکٹر سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا میں نے ایکس آرمی میں یونین کے صدر توفیق مرزا صاحب سے درخواست کی کہ 'انڈین پولس' میں ریکروٹ کرنے کیلئے ڈھائی سو آدمیوں کی ضرورت ہے۔ لیکن ایکس سرویس میں سے صرف (۳۰) آدمی جانے کیلئے تیار ہوئے۔ دوسرے لوگ کہنے ہیں کہ ہم حیدر آباد سے باہر جانا نہیں چاہتے۔ ایک طرف گھر کی محبت، ایک طرف سسہی اور محنت سے جی چرانا یہ سب باتیں ہیں تو کوئی گورنمنٹ انہیں اس طرح مال نہیں سکتی۔ ان لوگوں کی عادتوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آئریبل ممبرس آف دی اپوزیشن کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ خود ان لوگوں کا پہلے سوشل ری ہیبیٹیشن کریں، ایک عادتیں بدلیں۔ (Cheers) مرے دوست آئریبل منسٹر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی یہاں موجود ہیں۔ انہیں خود تگبھدرا پراجیکٹ کام پڑ کرنے کیلئے لیس کی ضرورت تھی۔ انہوں نے ایکس آرمی میں کی خدمات لینی چاہی لیکن ان ہی سے پوچھ لیجئے کہ کتنے لوگ کام پر آئے۔

شری سید حسن۔ کانسر، انڈینڈ انڈسٹریز کی اسکیم میں گورنمنٹ ان کو ابزورب (Absorb) کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ہاں میں بھل گیا تھا۔ آپ نے یاد دلادیا۔ اگر آئریبل ممبر دیکھ کر کہنے کیلئے تیار ہیں تو میں کاموس اینڈ انڈسٹریز کی اسکیم میں بھی ان لوگوں کو لینے کیلئے تیار ہوں۔ مجھے ان لوگوں کی فہرست دس کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ جتنے لوگوں کے آپ نام بنائیں وہیں انہیں اس اسکیم میں لینے کی کوشش کرونگا۔

کچھ اور چھوٹی موٹی باتیں کہی گئیں۔ سیت سندھیوں کا ذکر دو منٹ میں کر دیتا ہوں۔ مجھے ان سے دوسری ہے۔ انہیں (۳) روپے تنخواہ دی جاتی ہے۔ اسکی بجائے (۱۰) روپے تنخواہ دئے جانے کا روبرو زل تھا جسکے لئے ہماری فینانس ڈپارٹمنٹ سے کچھ لڑائی بھی ہوئی جسکے بعد ساڑھے سات روپے پر تصفیہ کی نوبت آئی۔ حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ اسکے لئے بھی موجودہ (۴) لاکھ روپیوں کے علاوہ (۲۶) لاکھ روپے سالانہ کی ضرورت ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ ان کو (۲۶) روپے مالگزاری معاف کی جاتی ہے۔ جنہیں زمین نہیں انہیں اتنی ہی رقم نقد دی جاتی ہے۔ یہ سب ملایا جائے تو قریب قریب (۸) لاکھ روپے کا صرفہ ان رگوں میں موجودہ حالات میں کرتی ہے۔ اس وقت سیت سندھیوں

تعداد (۳۱) ہزار ہے۔ ساڑھے سات روپے تک بھی انکی تنخواہ بڑھائی جانے کیلئے بھی فینانس منسٹر نے یہ وضاحت چاہی کہ کتنے لوگوں کے انعامات ہیں اور کتنوں کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ یہ ایک ڈالنے کی بات تھی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ رقم بھی دے نہیں سکتے تھا۔ میں نے وہ فیکس بھی منگوائے ہیں۔ وہ فیکس آنے کے بعد آئریبل فینانس منسٹر اور ریونیو منسٹر بیٹھ کر دیکھیں گے۔ اگر گنجائش نکلے تو اس پر ضرور غور اور لحاظ کیا جائیگا۔ میں اسکا وشواس دلانا چاہتا ہوں۔

شری اننت ریڈی۔ کیا ایسی کئی تجویز ہے کہ جنکی زمین یارش کی قلت کی وجہ

سے تین سال سے بڑا وہ انکو ریف دی جائے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ایسی کرنی تجویز نہیں ہے اور نہ اس پر غور کیا گیا ہے۔

میں ہاؤس کا مشکور ہوں کہ اس نے میری اس لمبی چوڑی ڈفنس (Defence) کی تقریر کو صبر کے ساتھ سنا۔ میں اننی گزارش کرونگا کہ آنریبل ممبرس جنہوں نے کٹ موشنس پیش کئے ہیں وہ واپس لے لیں۔ جس نیک نیتی کے ساتھ ہم آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں اس پر بھروسہ کریں۔ ہماری مشکلات کو بھی ملحوظ رکھیں۔ ان امور کے پیش نظر کٹ موشنس واپس لیتے ہوئے ڈیمانڈس کو منظور کریں تو میں مشکور ہوں گا۔

Demand No. 2. (Head of account 7)– Land Revenue Rs. 1,35,14,000.

FAMINE CONDITIONS IN TELANGANA

Mr. Speaker : Does Shri. Venkat Ram Rao wants his cut motion to be put to vote ?

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ فیمن کے متعلق جو کٹ مرشن ہے وہ ووٹ پر رکھنا چاہتا ہوں۔

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WORKING OF JAMA-BANDI

Shri K. Venkat Ram Rao : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF DISTRICT ADMINISTRATION

Shri K. Venkaiah : Sir, I would like my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WORKING OF SETTLEMENT AND SURVEY DEPARTMENT

Shri K. Venkaiah : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FORCED LABOUR IN VILLAGES

Mr. Speaker : The Question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

IMPLEMENTATION OF LAONI RULES

شری کے - رام ریڈی . مجھے امید نہیں کہ لاؤنی کے متعلق جو احکامات دیئے گئے ہیں ان کے امپلیمینٹیشن کی طرف توجہ فرمائیں گے . بہرحکم کرمیں اپنا ڈٹ مرین وٹھ ڈرا کرنا چاہتا ہوں ۔

The Motion was by leave of the House withdrawn.

RE-ASSESSMENT OF EX-JAGIR

VILLAGES

Shri Gopal Rao : The Motion may be put to vote.

Mr. Speaker : The Question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.”

The motion was negatived.

RENT-CONTROL POLICY OF GOVERNMENT

شری اے - راج ریڈی - اس سلسلہ میں جو چیزیں پیش کی گئی ہیں ان پر غور کرنے کی استدعا کرتے ہوئے اپنا کٹ موشن واپس لینا چاہتا ہوں۔

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAMINE CONDITIONS IN HYDERABAD STATE

شری آرتلا کلادیوی۔ مبرا کٹ مژن ووٹ کیلئے رکھا جائے۔

Mr. Speaker : The Question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

LAND DISTRIBUTION POLICY

Shri Arutla Laxmi Narsimha Reddy : The motion may be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

PAY OF OFFICERS

Shri Uddhava Rao Patil : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was by leave of the House withdrawn.

CONTINUANCE OF EVICTIONS

Shri K. Ramchandra Reddy : The motion may be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WORKING OF VILLAGE ADMINISTRATION

Shri K. Ramchandra Reddy : The motion may be put to vote.

Mr. Speaker : The Question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1. ”

The motion was negatived.

FAMINE CONDITIONS IN NALGONDA DISTRICT

Shri K. Ramchandra Reddy ; The motion may be put to vote.

Mr. Speaker : The Question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100. ”

The motion was negatived.

RED-TAPISM IN REVENUE ADMINISTRATION PARTICULARLY PATEL PATWARI SYSTEM

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

CORRUPTION AND MALADMINISTRATION PREVALENT IN VILLAGE OFFICIALS AND REVENUE INSPECTORS

شری گوپی ڈی کنگاریڈی - میں اپنا کٹ موشن وٹھ ڈرا کرتا ہوں -

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

ABOLITION OF HEREDITARY SYSTEM OF PATEL PATWARIES.

Shri K. Annath Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was by leave of the House withdrawn.

KAMDARS' AND 'NIRADEES' AND THEIR REMUNERATION IN VILLAGES.

Shri K. Ananth Reddy : This motion may be put to vote

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”.

The Motion was negatived.

MALADMINISTRATION OF THE GOVERNMENT DURING
TALAFMAL.

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAILURE FOR DISTRIBUTION OF LAND TO
HARIJANS

Shri K. Rajamallu : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

POLICY OF LAND ACQUISITION AND ALLOCATION
TO HARIJANS

Shri K. Rajamallu : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Payment of Allocation and Honoraria.

Mr. Speaker : Since Shri Ankushrao Ghare is not present, I shall put his three cut motions to vote.

The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”.

The motion was negatived.

MALPRACTICES AND CORRUPTION IN THE
REVENUE DEPARTMENT

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”

670 12th March, 1953. General Budget Demands for Grants
The motion was negatived.

SUPERINTENDENCE OF LAND RECORDS.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”.

The motion was negatived.

REVENUE PATELS AND PATWARIES AND ABOLITION OF THIS SYSTEM.

Shri Achutrao Kavade : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAMINE CONDITIONS IN AURANGABAD.

Shri B. D. Deshmukh : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”.

The motion was negatived.

WORKING OF THE DISTRICT REVENUE ADMINISTRATION

Shri B. D. Deshmukh : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

POLICY OF COLLECTION OF REVENUE ARREARS

Shri B. D. Deshmukh : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAMINE CONDITIONS IN WARANGAL

Shri K. L. Narasimha Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAMINE CONDITIONS IN BHIR.

Shri Ramarao Aurgoankar : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 100”.

The Motion was negatived.

ECONOMY IN REVENUE ADMINISTRATION

Shri V.D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Rs. 85,14,000”.

The Motion was negatived.

RECONSTITUTION OF TALUQS ON REGIONAL BASIS

Mr. Speaker : Since Shri Makhdoom Mohiuddin is not present in the House, I shall put his cut motion to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 2 be reduced by Re. 1.”

The motion was negatived.

DEMAND No 12—HEADS OF THE STATES MINISTERS,
SECRETARIAT AND HEADQUARTERS ESTABLISHMENTS AND
MISCELLANEOUS Rs. 60,86,900,

TOP-HEAVY ADMINISTRATION

Shri G. Sriramulu : Mr. Speaker, Sir, considering the high salaries that are paid to the Officers and the top-heavy administration, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 86,900.”

The motion was negatived.

REDUCTION IN THE ALLOWANCE TO THE
CHIEF MINISTER

Shri Shamrao Naik : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF SECRETARIAT

Shri V.D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

POLICY OF THE GOVERNMENT FOR CHARGES IN
ENGLAND

Mr. Speaker : Since Shri Bhagwanrao Boralker is not present in the House, I shall put his cut motion to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Rs. 8,000.”

The Motion was negatived.

SALARIES OF GOVERNMENT SECRETARIES

Shri Shamrao Naik : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

TOUR PROGRAMMES OF MINISTERS.

श्री. गोपिडी गंगारेडी :—मैंने मिनिस्टर्स के दौरों पर जो ज्यादा खर्चा होता है उसके बारे में कटमोशन लाया था, लेकिन मुझे बोलने का मौका नहीं मिला। मैं मिनिस्टर साहब से नम्रता पूर्वक प्रार्थना करूंगा कि वे जिसके बारे में ध्यान दें। यह कहते हुवे मैं अपनी कटमोशन वापस लेना चाहता हूँ

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FUNCTIONING OF GOVT. HOUSE AND GARAGE.

Shri Daji Shanker Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF ATITYAT DEPARTMENT.

Shri K. Anant Ram Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF REVENUE BOARD.

Shri Abdul Rahman : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House withdrawn.

STOPPING OF HOUSE RENT ALLOWANCE.

Mr. Speaker : Since *Shri Makhdoom Mohiuddin* is not present, I shall put his cut motion to vote.

The question is :

“ That the grant under Demand No. 12 be reduced by Re.1.”

The motion was negatived.

TOP-HEAVY ADMINISTRATION.

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 14-GENERAL ADMINISTRATION-I.-16
INFORMATION AND PUBLIC RELATIONS DEPT.
Rs. 5,63,400.

ECONOMY IN THE WORKING OF THE INFORMATION
DEPARTMENT.

Shri V.D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote, because the Minister has not replied to the debate on such an important head.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 14 be reduced by Rs. 100/-.”

The motion was negatived.

DEMAND No. 50-TERRITORIAL & POLITICAL
PENSIONS—Rs. 10,29,000.

MANSABS AND MAHAWARS.

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

TERRITORIAL AND POLITICAL PENSIONS.

Shri G. Sreeramulu : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

ECONOMY IN CASH GRANTS.

Shri V.D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND No. 55—STATE OWNED LANDING
GROUNDS—Rs. 61,000.

ECONOMY IN EXPENSES ON LANDING GROUNDS

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

**DEMAND No. 60—REWARDS FOR DESTRUCTION
OF WILD ANIMALS.**

DESTRUCTION OF WILD ANIMALS

Shri K. Papi Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion, but at the same I have to say that the No. of licences issued for guns has been stated to be only 226, which, if distributed, does not come to even one gun for every village. In the City it might be alright, but in the Nalgonda district there is a lot of trouble in regard to the wild animals. I suggest to the Chief Minister to look into the matter.

Mr. Speaker : The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

**DEMAND No. 63—JAGIR ADMINISTRATOR'S
EXPENSES—Rs. 3,23,000.**

FEASIBILITY OF THE ABOLITION OF THE DEPARTMENT

Shri Vishwas Rao Patil : Mr. Speaker, Sir, I want my cut-motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 63 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

ECONOMY IN JAGIR ADMINISTRATION

Shri A. Raj Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

**DEMAND No. 66—REHABILITATION OF
EX-SERVICEMEN—Rs. 9,20,000.**

REHABILITATION OF EX-SERVICEMEN

شریف سید حسن : اس مسئلہ پر مجھے اپنے خیالات ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے مگر چونکہ آنریبل چیف منسٹر نے اس سلسلہ میں وعدہ فرمایا ہے اس لئے میں اپنا موشن وقفہ ڈرا کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : I shall now take up the demands. The question is :

“That the respective sums not exceeding Rs. 2,29,83,390, in respect of demands Nos. 2,12,14, 48, 50, 55, 60, 61, 63, 66, and 70 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The demands have the recommendation of the Rajpramukh.”

The motion was adopted.

[As directed by Mr. Speaker the motions for Demands for grants which were adopted by the House are reproduced below. E.D.].

DEMAND NO. 2—LAND REVENUE.

“That a sum not exceeding Rs. 1,35,14,000 under Demand No. 2 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 12—HEADS OF THE STATES, MINISTERS, SECRETARIAT & HEADQUARTERS ESTABLISHMENTS & MISCELLANEOUS

“That a sum not exceeding Rs. 60,86,900 under Demand No. 12 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 14—INFORMATION & PUBLIC RELATIONS DEPT.

“That a sum not exceeding Rs. 5,63,400 under Demand No. 14 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 48—DISTRICT GARDENS

“That a sum not exceeding Rs. 39,690 under Demand No. 48 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

**DEMAND No. 50—TERRITORIAL AND POLITICAL
PENSIONS**

"That a sum not exceeding Rs. 1,029,000 under Demand No. 50 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 55—STATE OWNED LANDING GROUNDS

"That a sum not exceeding Rs. 61,000 under Demand No. 55 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

**DEMAND No. 60—REWARDS FOR DESTRUCTION OF
WILD ANIMALS**

"That a sum not exceeding Rs. 1,000 under Demand No. 60 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 61—NON-I.S.F.

"That a sum not exceeding Rs. 28,000 under Demand No. 61 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 63—JAGIR ADMINISTRATION

"That a sum not exceeding Rs. 3,23,000 under Demand No. 63 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 66—REHABILITATION OF EX-SERVICEMEN

"That a sum not exceeding Rs. 9,20,000 under Demand No. 66 be granted to the Rajpramukh to defray the several

678 12th March, 1953. *General Budget—Demands for Grants*
charges that would come for payment during the course of
the year ending the 31st day of March 1954. The demand has
the recommendation of the Rajpramukh.”

**DEMAND No. 70—COMPENSATION AND SURVEY AND LOCALISA-
TION WORK ESTABLISHMENT UNDER IRRIGATION PROJECTS.**

“That a sum not exceeding Rs. 4,17,400 under Demand
No. 70 be granted to the Rajpramukh to defray the several
charges that would come for payment during the course of
the year ending the 31st day of March 1954. The demand
has the recommendation of the Rajpramukh.”

The House then adjourned till Half past Eight of the Clock on Friday
the 13th March, 1953.